

ذہن کی زندہ، پوشیدہ، پراسرار قوتوں کو حاصل کیجئے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ٹٹائی سکھئے

روحیت
ذہنی بیداری
توجہ
منزل
مراقبہ
پیام رسانی
غیبی قوت

مُسلم اعظمی

LEARN TELEPETHY

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

دوسروں کے دلوں میں پوشیدہ راز افشاں کرنے والا علم

ٹیلی ویژن سیکھئے

— مرتبہ: مسام اعظم — ○

شعبہ بک ایجنسی
نوید اسکوائر کراچی
نیو اردو بازار

PH: 2773302

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۷	ذاتی صفحہ	۱
۱۱	ٹیلی پتھی اور خود اعتمادی	۲
۱۵	ٹیلی پتھی کی مختصر تاریخ	۳
۱۸	ٹیلی پتھی ایک بامقصد علم ہے	۴
۲۰	سائنس دان	۵
۲۳	فی سوچ۔ جدید طریقے	۶
۲۸	بدلتے ذہنی رجحان	۷
۳۲	مادرائے خوس	۸
۳۷	شمع بینی	۹
۳۸	شمع بینی کیسے کریں	۱۰
۴۲	تحت الشعور کیا ہے	۱۱
۴۹	ضمیر	۱۲
۵۳	قوت حواس	۱۳
۵۶	چھٹی حس	۱۴
۵۷	حرارتِ پیا حس	۱۵
۵۸	وزن حس	۱۶
۵۹	توازن حس	۱۷
۶۰	قریبی حس، عضلاتی حس	۱۸

کتاب کا نام _____ ٹیلی پتھی کیسے

مرتبہ مؤلفہ _____ مسلم اعظم

ناشر _____ شمع بک اینجینی

مطبع _____ گھوڑا پر لیس ناظم آباد

بار اول _____

قیمت _____

سٹاکس صابری دارالکتاب قذافی مارکیٹ
اردو بازار لاہور
Phone : 320310

ذاتی صفحہ

انسان کیا نہیں کر سکتا — ۹

ہمکنے کا لفظ انسانی اصطلاح میں نہیں۔ یہ لفظ ان لوگوں کا ارتکا ہے جو کلمے سست الوجود بزدل خود اعتمادی سے محروم آئندہ ذہن جو آپ حیات کے تعلق سے بیٹھے ہوں۔ بگم تاثر سے ناواقف اپنی پوشیدہ قوتوں سے نابلد۔

پتلی پتیجی — ایک ایسا علم ہے جو عمل کے دائرے میں ہو تو ناممکن کو ممکن سے مہجڑ کر دیتا ہے۔ ذہنی قوت پر واز اس بکندی سے ہم آہنگ ہوتے ہے، جہاں علم عقل کا ادراک لوگوں کو سوزدہ کر دیتا ہے۔

انسان کے ذہن، اس کی قوت پر واز نے کیسی کیسی کرشمہ گوی کے مظاہرے کئے گئے ہیں تاکہ جو خیالات، تصورات پر جادو کا گام حادی تھا۔ آج وہ اس دنیا کے لئے کھلونوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان عظیم فنکاروں کی سوج و سکر کی ہیئت کو دہرانے کا خواب سمجھا جاتا تھا۔

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۶۱	انسانی جبلت کیا ہے ؟	۱۹
۶۳	آنا	۲۰
۶۵	اشرف الخصال	۲۱
۸۲	تہذیب نفس	۲۲
۸۸	کیا مجھ میں یہ قوت ہے	۲۳
۹۵	روحیت کیا ہے	۲۴
۱۰۰	انسان اور نفس آثارہ	۲۵
۱۱۵	کیا آپ علم روحیت کی مالیدگی چاہتے ہیں	۲۶
۱۲۸	غیبی طاقت	۲۷
۱۳۲	انقلاب ادکار	۲۸
۱۳۷	مشقیں	۲۹
۱۳۸	کھانے پینے میں رکھیں	۳۰
۱۴۰	اپنے عضلات کو پرسکون رکھیے	۳۱
۱۴۶	آنکھیں کیا کہتی ہیں	۳۲
۱۵۱	شیع بینی مستقبل بینی	۳۳
۱۵۷	اپنی شخصیت کو نکھاریے	۳۴
۱۶۰	مشق کس طرح کی جائے	۳۵
۱۶۳	منزل روحیت -	۳۶

آج وہ خواب حقیقت کے جامے میں شرمندہ تعبیر میں یہ نہیں
کسانے ذہنی قوت پر داکا سفر ختم پذیر ہو گیا ہے یا کائنات کا ارتقائی
نظام رک گیا ہے۔ ابھی تو وہ جانے کیسے کیسے کرشمے ان ذہنوں نے
ایجاد کرنے لیے۔

کائنات میں جو خلائی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور جنہیں بھی
اجسام اس میں پائے جاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ پیچیدہ جسم انسان
کلبہ، یہ تین اجزاء پر مشتمل ہے اور ان تینوں میں ایک خاصے لہاز ان
پایا جاتا ہے یہ اجزاء ہیں جسم، ذہن اور جذبات۔ ان تینوں
اجزاء میں ذہن کو پھر پاد کی حیثیت حاصل ہے، اس کے بغیر جسم کا
کوئی حتمی مقصدیت کی تکمیل کرنے سے معذور ہے۔ ذہن
یہ خاص واقعہ جوئے سے جسم کی حیثیت ایک کپڑے کی سی ڈھائی
ہے پھر اسے کہیں بھی پھینک دیں۔ جہاں چاہیں اس ملبہ کو
ڈال دیں سڑک پر، اپنی مال میں یا پاگل خانے میں۔ آپ کو اپنی
اس سڑ پاد کی قوت کا اندازہ نہیں۔ یہ بات آپ ہی پر منحصر ہے،
ذہن کی طبیعتی قوت کا اندازہ صحیح طور پر سائنسدانوں کو بھی نہیں۔

ٹیلی مینٹھی۔ علم و وحیت کے ایک طلسم کا نام
ہے، جیسے انگریزی اصطلاح میں کن سن ٹوشین کہتے ہیں آپ
اس طلسم سے وہ کام انجام دے سکتے ہیں جس پر جا دو گری کا گمان ہوتا
ہے، دیگر علوم کی طرح یہ بھی علم ہے۔ اس علم کی دسترس سے آپ دوسروں

کے دلوں میں پوشیدہ لاد کو واقف ہو سکتے ہیں۔ یہ آپ کے ذہن کا ذہنی
نظام کا علم ہے جس کی ان دیکھی لہروں سے آپ اپنے مقصد کی تکمیل کر سکتے
ہیں لیکن مقصد کی تکمیل اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ کے اس علم
پر عملی دسترس مضبوط ہو۔ یہ علم تو نیا ہے اور نہ ہی اسکی قدامت کا اندازہ
ہی لگایا جاسکتا ہے۔

مختلف آداب میں اسے مختلف ناموں سے علم و وحیت کے ناموں
نے انادیتے بخشی ہے یہ علم صدیوں سے محض مغرب اور ہمسفروں نے ہمیشہ
اس علم کو مخفی رکھنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ عام حضرات پر
اس کی تجلیات آشکار نہ ہو پائیں۔ لیکن آج آپ کو کتب خانوں میں
علم و وحیت پر سینکڑوں کتابیں نظر آئیں گی۔ جس سے لوگ استفادہ
حاصل کر رہے ہیں۔

ٹیلی مینٹھی۔ علم و وحیت کا ہی نام ہے، اس
کتاب میں اس علم کے بارے میں تفصیل سے آگاہی دینے کی سعی
کی ہے اور آسان مشقوں سے ٹیلی مینٹھی کا طالب علم بننے کے
طریقے بتائے گئے ہیں۔ لیکن اس علم کو حاصل کرنے میں جلد
بازی ہرگز منت کیجئے۔ ورنہ آپ کچھ بھی پاسکیں گے۔

ذیرتلم

یہ بات ٹیلی فنی اور خود اعتمادی

یہ بات ٹیلی فنی پر مبنی ہے۔ آپ نے اگر اس دنیا میں ترقی کرنی ہے
اور کسی اعلیٰ مقام کی خواہش ہے تو آپ میں خود اعتمادی واجب ہونی چاہیے
میں شخص میں خود اعتمادی کا فقدان ہوگا۔ وہ کسی بھی کام کو صحیح طور پر انجام
دینے سے قاصر ہے گا۔ آپ کسی بھی ایک مقام، ایک لفظ پر جم کر اپنے
منصوبے کی تکمیل میں معذور رہیں گے۔

یہ بات ٹیلی فنی کے علم سے ان کا ہی حاصل کرنے کے لئے آپ کا
منصوبہ خود اعتمادی کا مالک ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ کسی کام کو شروع
کرتے ہیں تو بے حد ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ اس لئے آپ میں جوش و خروش
ہوتا ہے لیکن چند ہی دنوں میں آپ اس کام کو بیکسائیت سے لگا ہٹ
کے گئے ہیں اور اس کام کو ادا نہ کر سکتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اے مالک کل میرے والدین

کے بارے میں منسوب بنانے لگتے ہیں۔ یہی بات تھوڑی سی ہے کہ آپ
میں قوتِ ارادی کا فقدان ہے۔ اگر آپ میں یہ بڑائی ہے تو آپ ٹیلی ویژن دیکھنے
کا خیال ذہن سے نکال دیجئے۔ کیونکہ یہ علم کیسویں چاہتا ہے۔ اپنے ذہن
کی تمام مقناطیسی شعاعوں کو ایک مرکز پر مجتمع کر کے اس کی برقی مدد سے کام
لینا اور اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ میں خود اعتمادی بھر پور ہو جاوے
آپ میں اس قوت کا فقدان ہے تو آپ اسے قوی بنائیے۔

یہ صفت ایک ایسی قوت ہے جو کمزور انسان کو مضبوط اور پُر
بتا دیتا ہے اگر آپ میں قوتِ ارادی قوی ہے تو آپ کا عظیم شخصیت
بننے کا دعویٰ اور کوشش دونوں کو تسلیم کیا جاسکتا۔ ورنہ آپ کا ارادہ
کوشش سب کچھ بیکار ہے۔ ماسوائے پانی کے ٹیلے کے اور کچھ
نہیں۔ قوتِ ارادی ان کی وہ قوت ہے جو انسان کو فرش سے
اٹھا کر عرش تک پہنچنے میں حوصلہ عطا کرتی ہے۔

اندرس کی فتح قوتِ ارادی کا وہ مثال ہے جو بہت کم تاریخ
کے صفحات پر نظر آتی ہے۔ کم و بیش سات سو سال مسلمانوں کی اس
خطر پر حکومت رہی۔ طارق بن زیاد جب بندر گاہ پہنچا تو اسے اطلاع ملی
کہ ایک جم غفیر شکرانہ سے جنگ کے لئے منتظر ہے۔ جبکہ یہ تعداد
میں ان کے مقابلے میں پانچ فیصد بھی نہیں تھے۔

طارق بن زیاد نے حکم دیا کہ جس کشتیوں میں سوار ہو کر آئے ہیں، ان
سب کو جلا دیا جائے، اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے خطاب

کرتے ہوئے کہا۔ اب تمہارے آگے وہ فوج ہے جس کی تعداد تم سے
کئی گنا زیادہ ہے اور پیچھے سمندر۔ جو تم کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اب صرف
ایک ہی صورت ہے۔ مار دیا مرنے کا۔ کیونکہ تمہارے آگے بھی موت
ہے اور پیچھے بھی۔

لیکن سمندر کی نسبت تم اگر کوشش کرو تو اس فوج سے اپنی
زندگی چھین سکتے ہو اور مجھے یقین ہے فتح ہماری ہوگی۔

ساتھیو! آگے بڑھو، فتح ہمارے استقبال کی منتظر ہے۔ یہ تھا
قوتِ ارادی کا بے مثال مظاہرہ، چند سو مجاہدوں نے ایک جم غفیر شکر
کو شکست فاش دی اور سات سو سال تک اس خطہ پر اپنی حکمرانی کا سکہ
جھانٹے رکھا۔

عمودِ غر تو ہی کی قوتِ ارادی سے کیسے انحراف کیا جاسکتا ہے۔
اُسے یقین تھا ایک دن وہ سومات کو ضرور فتح کرے گا۔ اس نے مسلسل
وقت کے سفر کے ساتھ ساتھ اپنی قوتِ ارادی کو کبھی کمزور نہیں ہونے
دیا، آخر سترہ حملوں کے بعد اس نے سومات کو فتح کر ہی لیا۔

آپ کو ایسی تاریخ کے صفحات پر بے شمار مثالیں ملیں گی جو صرف
قوتِ ارادی کی مرہون ان صفحات کی زینت بنیں۔ میں مضمون کو طول
دینا نہیں چاہتا کیونکہ مقصدِ نیتِ اول ہے۔

اگر آپ کسی کام کو پائے تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں تو اپنی قوتِ
ارادی پر عین کرنا ہوگا۔ آپ اس قوت کے ذریعہ مقصد کی تکمیل کر سکتے

ہی جس کے لئے آپ کو شالہ ہیں۔ ٹیلی پیچی کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ اپنی قوت ارادی پر حاشیہ سے مضبوط رکھیں اور اسے اپنا آلہ کار بنا کر آگے قدم بڑھائیں۔ کمزور قوت کے مالک زبانی تخریج تو بہت کرتے ہیں، لیکن عملی طور پر بالکل ناکارہ رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ نے بہت سے ایسے افراد دیکھے ہوں گے جنہیں دنیا کی تمام آسائشیں میسر رہے ہر سہولت درکار رہے، لیکن وہ اس کے سوا زندہ گی میں ناکام نظر آتے ہیں جبکہ وہ لوگ جن کے پاس نہ آسائش ہیں نہ ہی ان کے مقصد کی تکمیل کے لئے سہولت، لیکن وہ اپنی قوت ارادہ سے وہ مقام حاصل کر لیتے ہیں جس کا صرف انسان تصور ہی کر سکتا ہے آپ کا شمار بھی ان عظیم شخصیتوں میں ہو سکتا ہے صرف قوت ارادہ کی ضرورت ہے۔

ایسے مالک کل میرے والدین

ٹیلی پیچی کی مختصر تاریخ

جیسا کہ ہم آپ کو پہلے بتا چکے ہیں، ٹیلی پیچی، علم رویت کی اصطلاح ہے۔ یہ دو الفاظوں کا مرکب ہے جو دو میں بے پناہ و اسرار سمیٹے ہوئے ہیں۔

ٹیلی پیچی — یہ جملہ اس وقت ادا کیا جاتا ہے۔ جب ایک عام انسان کے ذہن میں اس کی روزمرہ کی سوچ سے ہر طرف کو کوئی بات رد نہ ہو۔ لیکن عموماً لوگ اس لفظ کا استعمال غلط کرتے ہیں۔ اس لئے آئیے اس اصطلاح ٹیلی پیچی کی تعریف متعین کریں۔ بقول ڈاکٹر جانسن کسی اصطلاح کی تعریف کرنے سے انسان بہت سی خیر ضروری بحث و مباحثہ سے بچ رہتا ہے۔

یہ لفظ دی سوسائٹی فار فزیکل سائنس کے ابتدائی زمانے میں متعارف ہوا۔ یہ سوسائٹی ڈاکٹر ریو عہد میں ان عجیب و غریب واقعات کے مطالعے

کے لئے بنائی گئی تھی، جنہیں آج کل عموماً سپر ناولز کا نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس سوسائٹی کے بانیوں میں پروفیسر سیج رگ ایت، ایچ، ڈی ویلیو، مائیرز، فرینک بوڈنر کے نام قابل ذکر ہیں، مائیرز ایک کلاسیکل اسکالر اور مشہور شاعر تھا۔

ٹیلی میٹھی کا لفظ اسی شاعر کی ایجاد ہے۔ یہ لفظ دو یونانی لفظوں سے مل کر بنا ہے جس کا مطلب ہے "فاصلے سے غور کرنا" یہ اصطلاح سپر ناولز سرگرم لوگوں کے ان تمام واقعات کا احاطہ کرنے کے لئے وضع کی گئی تھی جس میں افراد کے درمیان فاصلے کے کسی طرح کا کوئی عمل انجام پاتا تھا۔ خود اپنے الفاظ میں اس اصطلاح کا مقصد ایک ذہن سے دوسرے ذہن تک کسی قسم کے تاثرات کے ابداع کا احاطہ کرنا تھا۔ جو حواس کے متحمل ذرائع سے بہت کم ہو۔

یہ تعریف بیشتر سپر ناولز کا احاطہ کرتی ہے، لیکن ٹیلی میٹھی کے اس عمل اور رد عمل کے لئے رجب یہ شعوری طور پر کیا جائے انہوں نے اور سوسائٹی کے دیگر ممبران نے مزید ایک اصطلاح وضع کی تھی۔ اور یہ اصطلاح تھی "خیالات کی منتقلی" ہم اپنی آسانی کے پیش نظر اب ٹیلی میٹھی کی اصطلاح کو ان ہی وسیع تر معانی یعنی خیالات کی منتقلی کے لئے استعمال کریں گے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر وضاحت کریں گے کہ اس کے مخصوص پہلو بھی ہیں۔ لیکن فی الحال ہم ٹیلی میٹھی کی اصطلاح کو خیالات محسوسات، خواہشات اور نمایاں دوسری چیزوں کی بھی شعوری اور

لا شعوری منتقلی کے لئے استعمال کریں گے۔

ٹیلی میٹھی کوئی جدید علم نہیں جیسا کہ اس سے قبل ہم عرض کر چکے ہیں یہ قدیم ترین علم ہے لیکن ہر ادوار میں اس کے ماہر اسے مختلف ناموں سے پکارتے رہے ہیں۔ لیکن آج ہم "علم رجحیت" کو ٹیلی میٹھی کی اصطلاح میں جانتے ہیں۔ ہمارے اس مختصر عرض میں جن حضرات نے اس علم کو وسعت دی اسے پھیلانے میں جہد کا سلسلہ جاری رکھا وہ ایک سوسائٹی کی شکل میں آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔

جب ایس پی آر سوسائٹی فار فزیکل ریسرچ قائم کی گئی تھی، اس نے ٹیلی میٹھی اور خیالات کی منتقلی کے مظاہر کے بارے میں تحقیق دو مختلف زاویوں سے کی تھی۔ انہوں نے ٹیلی میٹھی کے خود رو مظاہر کے کیس سے جمع کئے اودان کا بڑی احتیاط کے ساتھ جائزہ لیا، اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے خیالات کی منتقلی کا محتاط طور پر ترتیب دیا گیا۔ تجربوں کا سلسلہ بھی شروع کیا۔

ٹیلی پستی ایک بامقصد علم ہے

ممکن ہے اب بھی بہت سے حضرات اس علم کو کثیر توڑ نظروں سے دیکھتے ہوں۔ انہیں انسانی ذہن قوت اور اس کی وسعت پر یقین نہ ہو، لیکن ان حضرات کے ماننے نہ مانتے، یقین کرنے، نہ کرتے سے کبھی بھی کسی علم کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ چند افراد ایسے لوگوں کی خوشگانیوں میں الجھ کر علم کی افادیت سے محروم رہ گئے۔

کل تک سائنسی علوم بھی قدامت پرست بیمار ذہنوں کی گراں بار تھا ان کی زبان اس کے خلاف زہر افشانی کیا کرتی تھی لیکن آج وہ سائنس کی مہموشی میں سمٹے دیگر علوم کو اپنی کم عقلی کا ہر ت بنائے ہوئے ہیں ایسے حضرات کے سامنے دلائل دینے یا انہیں قائل کرنے کے لئے وقت کا ضیاع کیوں کیا جائے علم کوئی بھی ہر علم اپنی روشنی میں پروان چڑھتا

ہے۔ اور اس کی تابناک کرنوں سے سارا جہاں مستفیض ہوتا ہے اس لئے موجودہ مقصد کے پیش نظر ایس پی آر کی تاریخ کو مزید گندگالت ضروری نہیں۔

فی الوقت صرف اتنا کہنا کافی ہے تو تمام مہینہ سپر ناول واقعات کے بارے میں سائنسی نقطہ نظر کے اعلیٰ معیار کی بدولت یو سوائی بین القوامی شہرت کی حامل ہے۔

بالمشہد لوگوں کی اکثریت اس طرح کی چیزوں کو حماقت، امیر قزاق دیتی ہے لیکن اس طرح کے متکبرین بھی خلوت میں اعتراف کر سکتے ہیں کہ اس میں کچھ نہ کچھ ہے ضرور لیکن سائنس دان وقت کے ساتھ اس کا پتہ چلا دیں گے۔ اور پھر دوسرے لوگ بھی اس جیسی خاص نظریے پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ بھی یہ پستہ چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ٹیلی پستی کے حقائق کس حد تک مدت کے بعد انسانی بقا کے امکان کو بڑھاتے یا گھٹاتے ہیں۔

واقعہ ہے کہ ٹیلی پستی کی حقیقت کے بارے میں اب کسی کو شک شبہ نہیں رہا۔ ماسوائے ان کٹر قسم کے سائنسدانوں کے جو سائنسی علم کے سامنے دنیا کے تمام علوم کو سچ تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا گروہ ہے، جن کی ذہنیت ان لوگوں جیسی ہے جو تمام شواہد کے برعکس اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ زمین چپٹی ہے۔ فی زمانہ سائنسدانوں کے لئے یہ عجیب و غریب احترام ایسا ہی ہے جیسے کہ کبھی پادریوں کے لئے مخصوص تھا۔

سائنسدان

سائنسدان اسے کہتے ہیں جو اپنی تحقیق میں ایک خاص ذہنی نظم استعمال کرتا ہے، اگر کوئی دوسرا یہ طریقہ استعمال کرے تو اسے بھی سائنسدان ہونے کا دعویٰ کرنے کا اتنا ہی اختیار حق ہے۔

مختصر یہ کہ سائنسدان کسی منظر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کی توجہات پر کچھ نظریے قائم کرتا ہے اور ان نظریات کو استعمال کرتے ہوئے بار بار مختلف نقطہ ہائے نظر سے اپنے تجربے کی تسکین کرتا ہے اور بالآخر ان تجربات کا نتیجہ ایک مفروضہ کی صورت میں پیش کر دیتا ہے۔

اس مفروضے کی تصدیق کی اس کے ساتھی سائنسدان ہر ایک مبنی سے اس کے رموز کو سمجھتے ہیں۔ ٹھیک کرتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے۔ جب وہ اپنے مفروضہ نقطہ ہائے نظر سے اس تجربے کو کریں کہ وہ اسے خاصی نزدیک

تبدیل بھی کر دیں اور پھر بہت سے سائنسدان ایسے بھی ہیں جو مذہبی عالموں کی طرح نئے رجحانات، نئے نظریات کو قبول نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کے طرز فکر سے ہم آہنگ نہیں ہوتے، اور یہ لوگ ایسے نظریات اور ان پر پیش رفت کرنے والوں کو غلط ثابت کرنے کے لئے اپنی بہترین یا بدترین کوشش کرتے ہیں وہ منفی انداز اختیار کر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو یہ تشدد پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں مسمومیت کے بانی ڈاکٹر فلز کو دیکھ لیں۔ ان کے ساتھ جو ڈاکٹروں نے اپنی قدامت پرستی کا ثبوت دیا، آخر وہ دی آنا چھوڑ کر پیرس چلا گیا۔ لیکن پیرس میں بھی وہی اذیت موجود تھی جس کی وجہ سے انہیں اس ملک کو بھی خیر یاد کہنا پڑا۔

علوم مخفیہ کے عظیم ماہر کیگلسٹر کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا سلوک کیا گیا۔ لیکن اس سے ان کا علم غم نہیں ہوا۔ آج بھی ان کے قائم کردہ نقطہ نظر کو پیش رفت حاصل ہے۔ وقت کی مسافت نے ان کے علم پر صداقت کی مہر ثبت کر دی ہے۔

اس سے مجھے کوئی بحث نہیں کہ متوازن کا نظریہ آفاقی تھا تو اس نے نہر کا پیمائش کیوں کیا۔ دراصل ہر انسانی فکر میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اکثریت کا ساتھ دیتی ہے اور ہر ایسی پیش قدمی کی جو مردود عقیدے کے خلاف ہوگی جتنی تلوار پر مزاحمت کی جاتی ہے نہ صرف مزاحمت کی جاتی ہے بلکہ اکثر اس سے شدید نفرت کا اظہار بھی کیا جاتا ہے، انسانی فکر کی تاریخ واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ اس معاملے میں اچھے لوگ بھی کسی حد تک اپنی بلند سطح

سے نیچے گر سکتے ہیں۔

یہ ہم سب میں ہر ایک کے اندر غول یا گھلے والی جبلت کی بدولت ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہم جذباتی طور پر ہر اس نئے خیالات کے خلاف ہو جاتے ہیں جو مروجہ نظام کو دہم برہم کر سکتا ہو۔ چنانچہ انسانی فکر یا سوچ میں ہر نئے راستے پر چلنے کا رجحان پایا جاتا ہے اور ہزاروں سال میں بننے والے رجحان کو آسانی سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن جن طرح اولیور ویٹل ہومز کی کتاب — ذی پردہ فیسیٹ دی بریک فاسٹ ٹیمیل میں پروفیسر سچا طور پر کہتے ہیں کہ بندہ ٹیکاکام یا مقررہ راستہ قبرستان کی مانند ہے خود تحت لاندہ خیالات کی قبر —

جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے تمام انسانی تنظیمیں اس کی ذمہ دار ہیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیشہ ایک نکتہ ایسا آتا ہے کہ جب کچھ لوگ ایسے کٹر پن سے نجات پا لیتے ہیں خواہ وہ سائنسی ہو، میڈیکل ہو، مذہبی ہو یا نظریاتی۔

نئی سوچ جدید طریقے

آج سائنس نے انسانی ذہن کو کافی تبدیل کر دیا ہے۔ ہر روز کی نئی ایجادات نے قدامت پرست سماج کے بندھے ٹکے نظام کو سسکا کر رکھ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی زمانہ سوچ کے نئے طریقوں، زندگی کے نئے نقطہ ہائے نظر اور ان موضوعات کے بارے میں تحقیق کے نئے طریقوں کی طرف بہت زیادہ میلان ہے جنہیں قدامت پرست اداروں نے مسترد کر دیا تھا۔

ٹیلی ویژن کے بارے میں خاصی حاکت پسندی خاصی خوش اعتقادی اور خاصی متعصبانہ سوچ پائی جاتی ہے۔ اس کا اطلاق نہ صرف ان پر ہوتا ہے جو نفس اور مخفی واقعات کے امکان پر یقین رکھتے ہیں، بلکہ دوسرے مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والوں پر بھی جو ان چیزوں کو حاکت قرار دیتے ہیں۔ اور وہ اس حد تک بد عقیدہ ہوتے ہیں کہ ہر شہادت کو قبول کرنے سے انکار

ہے۔ کیونکہ اس کا انحصار اس پر ہے کہ بائبلستان کس قسم کے تجربے و تجربوں کو دہرے۔ طبیعیات، کیمیا، حیاتیات، الیکٹرونکس، نفسیات وغیرہ اور میں ہر تجربے و تحقیق کے اپنے اپنے آلات ہوتے ہیں۔ کچھ تو بہت پیچیدہ قسم کے ہیں اور بعض میں بہت ہی سادہ آلات استعمال ہوتے ہیں۔

نفسی سائنس کے بیشتر ارکان بہت کم اس طرح معادلات استعمال کرتے ہیں۔ نفسی سائنس میں سب سے بڑا آئینہ خود اس کی اپنی ذات ہوتی ہے گو کہ دیکھا دڑ کرنے کیلئے مختلف طرح کے طریقے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

اب ہم نے مختصر طور پر سائنسی نقطہ نظر سے صورتحال کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس لئے کہ ایسے نتائج کے لئے جو ہر طرح کی تنقید پر پورے اثر کیوں، یہ ہمارے طریقہ کار کا لازمی جزو ہونا چاہیئے۔ جہاں بیشتر حضرات سائنسی نقطہ نظر کے بارے میں غیر ضروری طور پر فکرمند نہیں ہوتے وہ صرف اپنے طور پر یہ جانتا چاہتے ہیں کہ آیا ٹیلی پیٹھی جیسی کوئی چیز ہے یا نہیں۔ یہ کیسے کام کرتی ہے اور عام شخص اس سے کیا کر سکتا ہے اور اسے کیسے ترقی دے سکتے ہیں۔ اس سے اپنی شخصیت میں کیا نمایاں خوبیاں پیدا کی جاسکتی ہے اور اس علم سے کیا کام لیا جاسکتا ہے۔

یہاں پھر مسئلہ اخلاقی اقدار اور بصیرت کا آجاتا ہے۔ کیونکہ دیگر تمام علمی نعمتوں کی طرح ٹیلی پیٹھی کو بھی غلط یا صحیح طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کیونکہ دنیا کے تمام علوم اپنے وجود میں مثبت اور منفی دونوں اوصاف رکھتے ہیں۔ نیز اگر انسان نے مزاح کو بہت ایا کا اس سے جانوروں

کو دیتے ہیں۔ اور اپنے سے مختلف کرنے والوں کی تکذیب میں اس قدر متعصب واقع ہوتے ہیں۔ درحقیقت گھناؤنی تکذیب کی رحمان کٹر گروہوں میں زیادہ پایا جاتا ہے، لیکن ہمیں ان کی جانب تو توجہ دینے کی بجائے اپنے کام کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ ٹیلی پیٹھی کے بارے میں انکے جو بھی رجحانات، خیالات ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں نہ ہی ہم اپنے وقت کا ضیاع ہی کرنا چاہتے ہیں۔

ہم نے ان کٹر قسم کے رجحان رکھنے والوں کو بھی دیکھا ہے جو مشکل وقت میں گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں یہ ضرورہ حضرات ہوتے ہیں جنہیں علم سے کوئی واسطہ یا رابطہ نہیں ہوتا۔ یہاں تو ہم ہر سطح کا استاد خیال اور

کھلے ذہن والوں کو مخاطب کرتے ہیں اور ان کے سامنے ٹیلی پیٹھی کے بارے میں کچھ معلومات رکھنا چاہتے ہیں جو انہیں ٹیلی پیٹھی کے مظاہر اس کے پہلوؤں پر روشنی ڈالتا چاہتے ہیں تاکہ وہ عملی اور نظری لحاظ سے تحقیقی سائنسی جذبے کے ساتھ اس علم کے مطالعہ سے پوری طرح استفادہ حاصل کر سکیں۔

ٹیلی پیٹھی ایک ایسا علم ہے جس کے مطالعے اور عمل سے ایک قابل شک شخصیت بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے آپ کو خارج ذہن سے اس علم کی باریکیوں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

اکثر حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ بائبلستان کے لئے لیبارٹری ضروری ہے۔ اور اس میں آلات بھی درکار ہوتے ہیں مثلاً سیٹ ٹیو میں۔ مبینہ بڑا ڈکٹیو چھوٹے بڑے آلات، کچلی کا نازک سامان، یہ بات جزوی طور پر صحیح ہی

لیبارٹری ضروری ہے۔ لیکن اس کے مطالعے اور عمل سے ایک قابل شک شخصیت بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے آپ کو خارج ذہن سے اس علم کی باریکیوں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

اکثر حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ بائبلستان کے لئے لیبارٹری ضروری ہے۔ اور اس میں آلات بھی درکار ہوتے ہیں مثلاً سیٹ ٹیو میں۔ مبینہ بڑا ڈکٹیو چھوٹے بڑے آلات، کچلی کا نازک سامان، یہ بات جزوی طور پر صحیح ہی

کے شکار میں اسے آسانی ہو گئی ہے تو یہی تیروان کی ہلاکت کا موجب بھی ٹھہرا۔
دنیا کا ہر کچھ مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کی غمازی کرتی ہے، چاہے
یکل ہو، میڈلس، ٹی وی ہو یا کمپیوٹر، تھوڑا سا کوئی بھی شے ہو۔
اسی طرح ٹیلی ویژن جہاں انسان کو قابل رشک شخصیت کی نوید دیتی ہے
وہاں اس کے منفی استعمال سے اسے شیطان بھی بتا دیتی ہے، ڈانپے
اور دنیا کے لئے مصیبت، دکھوں، اذیت کا ایسا کردار بھی بن جاتا ہے
جو انسانیت کی نظر میں کسی بھی بدبودار غلاظت سے کم نہیں ہوتا۔ یہ اس کا
تعلق ہی تو ہوتا ہے۔ جس کی بددلتی قابل برداشت، لوگوں کی ہلاکت کا
باعث ہوتی ہے۔

اگر وہ اس علم کو مثبت سوچ، پاکیزہ خیالات کے تحت اپنائے تو
اس کی شخصیت خوشبو بن کر انسانیت کے ریگزار کو مہکا دیتی ہے اور
لوگ اس کی تعظیم سجالاتے ہیں۔

ان تعارفی کلمات سے اس عمومی صورتحال کو سمجھنے میں مدد ملتی
ہے جن میں ٹیلی ویژن کام کرتی ہے اور مختلف اسکاں اختیار کرتی ہے اس
کے تحت ہم آپ کو وہ بنیادی مشقیں بتائیں گے جو آپ کے لئے
آسان بھی ہیں آپ بخوبی اسے انجام دے سکیں۔ اور دیگر وہ گارڈیشنیں بھی
جن کے تحت اسے آپ عمل میں لاسکیں۔ اس تحقیق میں آپ کس قدر
سائنسی طرہ سے استعمال میں لاسکتے ہیں، اس کا پورا انحصار خود آپ
پر ہے۔ اس تحقیق میں اعتدال کی راہ بہترین ہے جو معمولی یا موهنوعات

ٹیلی ویژن کے عمل میں استعمال کرتے ہیں، وہ جامع کیمیاوی مادے یا
کیمیائی آلات نہیں ہوتے گوکہ ان میں کچھ کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔
یہ آپ کی تحقیق کی تکنیک پر منحصر ہے گوکہ ہمارے مرکزی آلات
ہماری سوجھتے اور محسوس کرنے والے انسان ہیں اور اس بات
پر ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ ماضی میں ان ذاتی عناصر کو تسلیم کرنے
کا کامی کے باعث اکثریت بڑے حوصلہ افزا ثابت نہ ہو سکے۔ اس
آپ کو ٹیلی ویژن کے عمل کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھنا
پڑے گا۔

حکم فرما

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے برق رفتار دور میں اس تیز اور مضطرب عہد میں یہ خاصیت خام ہے۔ عام
ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے آپ کو بتا چکے ہیں۔ ہمارے آلات جیتے جاگتے،
حساس انسان ہیں، ان کے شعور کی ذہنی اور جذباتی حالت مسلسل تبدیل ہوتی
ہوتی رہے اور یوں ہماری تحقیق کے حالات بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مزاج
اس تبدیلی کا مشاہدہ ارسال کرنے والے اور موصول کرتے والے دونوں
کے ساتھ ہو گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں ایسی ذہنی کیفیت درکار ہے جس کے
میں وکٹوریہ عہد کے ایک سائنسدان نے کہا تھا۔

”فطرت کے سامنے عاجزی سے بیٹھنا مانع ہونا، جس طرف لے
لے اسکی پیروی پر مانع ہونا۔“

اس بات سے آپ باخوبی اندازہ کرسکتے ہیں ٹیلی پیجی آپ کے
ہوئے حالات کی طالع نہیں، آپ کو اس علم کے سامنے اپنی تمام تر
حالات کو منہ کرنا ہو گا، اگر اس علم سے انسیت ہے تو اس کی خدمت
کے تمام نیکو اپنی تمام خواہشات، جذبات اور احساسات بن کر اس علم
کے قانون کے سپرد کر دیجیے، آپ کو اپنے کام کے آغاز میں سخت شرائط
طریقہ کا طور پر کرنا ہو گا۔ بعد میں آہستہ آہستہ گہری کھلتی چلی جائیں گی۔

جب آپ کچھ سمجھ لیں گے تو خود ہی آپ کو یہ محسوس ہونے لگے
گے کہ اس شرطیں سختی ہونی چاہیے اور کس میں نہیں، کس میں نرمی ہو سکتی ہے
اس میں گنجائش نہیں۔

بدلتے ذہنی رجحان

ٹیلی پیجی — کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ جب آپ چاہیں
شرع کریں اور جب اکٹاہٹ محسوس ہوئی اسے چھوڑ دیا۔ یہ علم آپ
موڈ کا پابند نہیں بلکہ آپ کے موڈ کو اس کا پابند ہونا پڑے گا۔
گوکہ ٹیلی پیجی کی خصوصیات سب میں پائی جاتی ہے لیکن اسے
باقاعدہ طور پر اپنانا، عمل میں لانا اداس کی لہروں سے استفادہ حاصل کرنا
ہر فرد کا کام نہیں، اسے ترقی دینے کے لئے بے پناہ صبر درکار ہے۔ اور اس

آغاز میں زیادہ تر توجہ مشاہداتی حقائق پر دیجئے، کلیہ کی تشکیل بعد کسی دوسرے پر ہوگی۔ ٹیلی میٹھی کو عملی شکل دینے سے پہلے ایک بات طرح ذہن نشین کر لیجئے۔ اس کے بارے میں آپ کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے ممکن ہے آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اس میں کوئی نقطہ رہ گیا ہو، یہی ان کسی بھی موضوع کا مطالعہ کرے تو اس سے پہلے کہ اس کے بارے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسے نظر انداز نہ کرے اسے پڑھے، اگر معلومات کے بغیر نئے سرے سے آغاز کرنے کا مطلب معمولی پیش رفت کے سوا کچھ نہیں۔

چنانچہ اس موضوع پر جو کچھ مشاہداتی ہو چکا ہے اسے ضرور پڑھ لیں۔ جو حضرات ٹیلی میٹھی پر کام کر رہے ہیں انہوں نے اس معاملے کو آگے بڑھانے کے لئے کچھ تجاویز پیش کی ہوں جن سے ہمیں نئی بصیرت ملے گی یہیں کسی بھی نقطہ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

واضح ہے کہ ایک زمانے میں پیرکے بیڈ دھات کو ٹنوں کے ساتھ بیکار سمجھ کر سمند میں چھیدیک دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس میں وہ خاص مادہ نہیں جس کی سائنسدان کو تلاش تھی یہاں تک کہ پروفیسر مادام کیوری نے اس دھات پر کام کیا۔ اور دنیا کی نایاب اداہم ترین دھات "ریڈیم" دریافت کی۔ اس لئے یہ نکتہ دلچسپ اور شاید مفید بھی ہو کہ جب ہم اپنا نتیجہ قاتلہ تو گزشتہ تجربات پر بھی نظر مینی کریں جن کا بظاہر کوئی نتیجہ نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ ہے کوئی نیا زاویہ نگاہ قائم ہو جائے اور نئے حقائق سامنے آئیں۔

ٹیلی میٹھی کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ آپ چالیس دن کریں اور توکل آپ کے روبرو آکھڑے ہوں، یہ تو مسلسل جہد اور یکسوئی کا عمل ہے اور ہر عمل کو شروع کرنے سے قبل آپ اپنے سابقہ کارکردگی پر نظر مینی کرنی ہوگی آپ سے کہیں کوئی لغزش تو نہیں ہوئی۔ آپ سے شرائط میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہوئی۔

پیرحم فرما۔۔۔۔۔ امین

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماورائے حواس

آپ نے یقیناً سمندری لہروں کا مشاہدہ کیا ہوگا جو مضطرب، بے چین، بل کھاتی سمندر کے سینے پر لڑائیں لگاتی دیکھنے والوں کو دہشت زدہ کئے دیتی ہیں۔ ان لہروں سے ٹھون و تڑتی جہاز اپنا توازن برقرار رکھنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ بے طرح ڈمگاتے، ہچکولے کھاتے ہیں اور ہر لمحہ اپنے وجود کو خطرے میں محسوس کرتے ہیں۔ انسان تو ان لہروں کے شور سے لرز اٹھتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا کہ آپ کا وجود ذہن کی برقی لہروں کا طالع ہے وہاں کمپیوٹر نصب ہے جو ان برقی لہروں سے اپنے پروگرام نشر کرتا ہے

لیلا پیچھی سکیئے

جہاں اس کمپیوٹر میں کوئی تصویر ابھری، پورے وجود میں بھل مچ گئی، ذہن کے اس کمپیوٹر پر کوئی نیا موضوع اپنانے کا سوچا، آپکے وجود میں ایک نہ محسوس ہونے والا ارتعاش پیا ہو گیا۔

رات کا دوسرا پہر ہے۔ کھٹکا جوار، نیند کی مہربان دیلوسی نے اپنا ہاتھ کیچنے لیا۔ آپ ہر ٹکڑا کر اٹھئے، ہاتھ بڑھا کر پٹنگ کے ساتھ لگا سوچ آن کر دیا، آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔

پٹنگ کے سر ہانے سے چند قدم پر ایک صاحب ہاتھ میں سیاہ رنگ کا پستول لئے کھڑے تھے جس کا رخ آپ کی جانب ہے۔ فوراً آپکے ذہن کی برقی لہروں نے آپ کے جسم میں لپکی طاعون خوف نے وجود کو اپنے حصار میں جکڑ لیا۔ اور فوراً ذہن کے کمپیوٹر نے یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ یہ نہیں تفل کرنا چاہتا ہے۔ آپ اپنے ذہن سے منتشر ہونے والی لہروں میں بے طرح ہچکولے کھاتے گئے۔

اس قسم کا حادثہ ایک ایسے شخص کو پیش آتا ہے جس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں یا ذہنی خلیا پارہ ج ہو چکے ہیں۔ اس نے پستول کو دیکھا، لیکن کسی بھی قسم کے رد عمل کا اظہار نہیں کیا، کیونکہ اس کے ذہن کی برقی لہریں بے جان اور کمپیوٹر کی اسکرین ناکارہ ہو چکی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ سب ہی لوگ آپکی طرح پستول کا رخ اپنی جانب دیکھیں۔ اس طرح اپنے حواس کھو دیتے ہیں۔ ان کے ذہن کی برقی لہریں ان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیتی ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں موت کو اپنے آنا قریب دیکھ کر

اور یہ بتین کر لینے کے سوا کہ اسکی ایک گولی زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہے۔ چند
مہے تو ذہن کی برقی شعائیں اسے متزلزل کرتی ہیں۔ لیکن وہ جلد ہی ان کو اپنی
لہریں لہروں کو اپنے اختیار میں کر لیتا ہے اور فوری اپنے ذہن کو حکم دیتا ہے،
منفی پہلو کی بجائے مثبت خاکہ پیش کرے۔

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مضبوط قوت ارادی کے مالک، اپنے شعور
اور تحت الشعور پر حاکم ہوتے ہیں وہ پتول سے خوفزدہ ہونے کی بجائے زندگی
کے لئے تدبیر کرتے ہیں اور یہ اپنی تدبیر میں کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ یہی لوگ
ہوتے ہیں جو سمندر کے سینے پر سرکش موجوں کے درپردہ تن کر سیدھے ٹہرے ہوتے ہیں۔
فناؤں میں بلند پہاڑ کی چوٹیوں کو سر کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ یہ افراد عوامی اعتبار
سے دیو ہیکل ہوتے ہیں نہیں بالکل نہیں۔

آپ کا ہر روز ایسے افراد سے واسطہ رہتا ہو گا جو صرف اپنی قوت ارادی
سے موت سے سرگوشیاں کرتے نہیں گھبراتے۔ ذہنی کمپیوٹر پر جو بھی تصویر
اُبھرتی ہے۔ یہ ان کی قوت ارادی کا کارنامہ ہوتی ہے۔ ذہن سے منتشر ہونے
والی برقی لہریں انکی تابع ہوتی ہیں۔ لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ لہریں ہمیشہ
ان کی تابع رہتی ہیں۔ جب بھی آپکی قوت ارادی میں کمزوری، شعور اور لاشعور
کے درمیان فساد پیدا ہو گا وہ اس جسم کی پوری عمارت پر تابلیں ہو جائیں گی۔

ٹیلی مینٹی کے علم کو حاصل کرنے کے لئے پہلی شرط قوت ارادی کی
ہے۔ اگر آپ متزلزل قوت ارادی کے مالک ہیں تو آپ اپنے لائق عمل کو
انکمپل کی وہ منزل نہیں دے سکتے جس کا یہ علم متمنی ہے۔ اس عمل کے لئے لازم

ہے ذہن کی یکسوئی آپ کی قوت ارادی کا ایک مضبوط حصہ ہو، جو آپ تک
آپ میں اعلیٰ درجہ کی قوت اور تجربہ پیدا نہیں ہوگی۔ آپ اس علم کی الفت، اس سے
بھی نادانگہ ہی رہیں گے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے جو چیز بہت زیادہ ناگوار
مند قوت بخش ہوگی۔ اس کے خطرناک ہونے کے بھی اس قدر ہی امکان ہوتا ہے۔

اس علم کا تمام تر تعلق آپ کے ذہن سے ہے اور اس کی تمام تر مرکزیت
یکسوئی اور توجہ پر قائم ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ جن کاموں کا تعلق ذہن کے
تخلیقی حصوں سے ہو وہاں کوئی فشار برطاشت نہیں کیا جانا، کسی قسم کی آہٹ
حاصل نہیں ہونی چاہیے۔ آپ اپنی ذہنی تخلیق کو اس وقت تک انجام نہیں دے
سکتے جب تک آپ اپنے متناہد کے لئے ذہنی یکسوئی اور توجہ میں کمال
پیدا کر لیں اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے ذہن کی برقی لہروں کو
ایک مرکز پر مجتمع کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے،
جب آپ اپنے مقصد کو زندگی کا نصب العین بنالیں۔

دنیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہونے
کے باوجود قوت ارادی نے ان صلاحیتوں کو رنگ آلود کر دیا۔ وہ ذہنی یکسوئی
اور توجہ پیدا کرنے میں ناکام رہے اور ایسے بھی افراد کی کمی نہیں جو حولی صلاحیت رکھنے
کے سوا ذہن یکسوئی اور توجہ کی بدولت اپنے مقصد کو اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔

ٹیلی مینٹی کے عمل کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ ذہنی انتشار سے پاک ہوں
آپ اسکی برقی لہروں کو ایک مرکز پر مجتمع کرنے کی بجائے دو صلاحیت موجود
ہو۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ فی الحال یہ مشکل ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ آپ اپنے

شیعہ مبنی

اگر آپ میں خود اعتمادی کی کمی ہے تو آپ گھبرائیے نہیں۔ آپ شیعہ مبنی کی مشق سے مفید منت اٹھ حاصل کر سکتے ہیں لیکن آپ کو اس لئے مسلسل مشق کرنی ہوگی۔ یہ بھی ضروری نہیں آپ اس کے لئے بہت سادہ وقت صرف کریں۔ آپ کے خیالات جو ادھر ادھر بھٹکتے رہتے ہیں، اس میں آہستہ آہستہ یکسوئی پیدا ہوتی چلی جائے گی اور عقول سے عرصہ کے بعد آپ اپنے اندر ایک خوش گوار تبدیلی محسوس کریں گے۔ اس کے بعد آپ چاہیں تو اس مشق کو ۴۰ گے بڑھا سکتے ہیں شیعہ مبنی ذہنی یکسوئی اور توجہ میں مرکزیت پیدا کرنے کی بہترین مشق ہے لیکن اس مشق کو کرنے میں آپ بے صبری اور جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں۔ صبر کیجئے، آپ کہیں یہ سوچیں کہ میں جس قدر زیادہ مشق کروں گا۔ اس قدر جلد ہی اسکا مال بن جاؤں گا۔ یہ بڑھ آپ کی غلط ہے۔ اس سے آپ کی حوصلہ روت قیمتی

منصفہ کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو آپ تسلسل سے جدوجہد کرنی ہوگی، اور ہر جہد کا سلسلہ پچھلی کارکردگی کو متاثر نہ کرے گا۔ اپنی خامی اور کوتاہیوں کا ایک منصفہ کی طرح جائزہ لینا ہوگا۔ اس کے بعد آپ اپنے معنویت کی تکمیل میں آگے سفر کیجیے۔

جو لوگ اپنے ذہن کو کئی حصوں میں منقسم کئے ہوئے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں رنگوں کی یلینا رہتی ہے وہ کبھی کوئی بڑا کام انجام نہیں دے سکتے۔ جب تک آپ کی دائمی قوتیں منتشر ہیں۔ آپ کوئی بھی بڑا مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ حضرات جو بیک وقت دو تین کام انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ بے طرح الجھتے رہتے ہیں اگر آپ ٹیلی پیچی کے علوم پر دسترس حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ماولٹے جو اس کی بنیادی شرائط تک پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ بیک اور توجہ کے بغیر آپ اس علم کی آفاقی کشش، مقناطیسیت پیدا نہیں کر سکتے۔ آپ جو بھی کام کریں اپنے ذہن سے رنگ برنگے دھبوں کو کھترج دیں۔ اسی رنگ کا دائرہ بنتائیں۔ جس میں مقصد میت ہو۔ جس کی تکمیل آپ کی زندگی کا مقام بن جائے۔ اگر آپ ٹیلی پیچی کو بھی اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکے ہیں تو آپ کو اپنے ذہن سے وہ تمام انتشار ختم کرنے ہوں گے جو آپ کی توجہ و یکسوئی کے دشمن ہیں آپ اپنے ان دشمنوں کو کیڑے کیسے نابود کرتے ہیں۔ یہ آپ کی قوت ارادی پر منحصر ہے۔



اس کے لئے آپ کوئی بھی ایسا وقت مقرر کریں، جب آپ تہا کا لٹو سے فارغ ہو کر کیوٹی سے اس مشق کو انجام دے سکیں۔ اور دواۓ اسی وقت اپنی مشق کو شروع کریں۔ اگر یہ وقت رات کا ہو تو بہت بہتر ہے۔

آپ آپ اتنی پالتی مار کر زمین پر بیٹھ جائیں۔ اور ایک موم بتی روشن کر کے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھ لیں۔ لیکن اس چیز کی احتیاط ملحوظ رہے کہ اس موم بتی کی نو آپ کی آنکھوں کے عین سامنے ہو۔ یعنی اوپر نظر جمائے کے لئے آپ کو اپنا سر اٹھانا نہ پڑے اور آپ کو سر جھکانا نہ پڑے۔ آپ موم بتی کو اس طرح رکھیں کہ اسے دیکھنے میں آپ کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف برداشت نہ کرنی پڑے۔ یہ موم بتی ارغوانی رنگا مکی ہو تو بہتر ہے۔ دواۓ کوئی بھی اچھی قسم کی موم بتی آپ کی مشق کے لئے لی جاسکتی ہے۔

اب آپ پُرسکون ہو کر بیٹھ جائیں، جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور اپنی نظروں کو اس موم بتی کی مرکزیت کے حوالے کر دیں۔ آپ کی نظریں موم بتی پر نہیں اسکی کوپڑ ہونی چاہیئے۔ اپنی نظروں کا رابطہ اس کو سے منسلک کر لیں۔ لیکن جھپکائے بغیر اسے مسلسل دیکھئے، اپنے ذہن کی تمام برقی لہروں کو ایک مرکز پر جمع کیجئے، اس مشق میں آپ یا احتیاط رکھیں، آنکھوں پر کوئی دواۓ نہ پڑے، اسے بالکل اس طرح دیکھئے جیسے آپ عام طور پر دیکھتے ہیں۔ آنکھیں پھلڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی نظروں میں موم بتی اس جوں چاہیئے، مگر خستگی نہیں البتہ آپ کی پوری توجہ اور نظروں کا زاویہ نگاہ صرف موم بتی کی کوپڑ ہونی چاہیئے، اس لئے ذہن کو ہر قسم کے خیالات، تصورات سے پاک رکھنے کی کوشش کریں،

آنکھیں روشنی سے محروم بھی ہو سکتی ہیں، اس مشق کو حسب ہایت قائم سے کیجئے۔ اگر آپ نے پُرسکون نہ پتے ہوئے اس مشق کو جاری رکھا تو آپ کو اس سے بہت فائدہ حاصل ہوں گے۔

یہ ٹیلی پتھی کی افتتاحی مشق ہے جو نہ صرف آپ کے مقصد کو تکمیل دے دیتی ہے بلکہ اس سے آپ کے عضلات، ساکت و صامت ہوتے ہیں۔ اس سے آپ عصبی نظام میں بڑی حد تک اعتدال پیدا ہوتا ہے۔

شمع بتی کیسے کریں؟

شمع بتی کوئی ایسا مشکل کام نہیں جو آپ کو مشق کرتے وقت کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن جب کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، جب تک آپ اپنے ارادے میں استحکام پیدا نہیں کریں گے۔ آپ اپنے مقصد کی تکمیل کرنے سے منہ ڈھریں گے۔ جب آپ کے ارادہ جسم اور اسے استحکام حاصل ہو جائے تو آپ اس مشق کو شروع کیجئے۔ اس کے لئے انتہائی ضروری ہے اداس جگہ کا انتخاب کریں۔ جہاں کوئی شور آپ کے ذہن میں فضا پیدا نہ کر کے کوئی آپ کی مشق میں مغل نہ ہو۔

ممکن ہے آپ اپنی اس کوشش میں شروع میں کامیاب نہ ہوں، آپ کافی مشکل محسوس کریں اور یہ بھی ممکن ہے آپ کی پلکیں آپ کی تپڑوں کے تسلسل کو برقرار رکھنے سے قاصر رہیں۔ لیکن آپ گھبراہٹ نہیں اس لمحے اپنی قوت ارادی کو بڑے کار لائیے۔

پہلے روز آپ صرف پانچ منٹ اس مشق کو دیکھیے، اور پھر آہستہ آہستہ اپنے وقت میں اضافہ کرتے جائیے، چند روز میں آپ میں وہ اکتاہٹ اور مایوسی کی وہ گرد نہ رہے گی، جو شروع شروع میں آپ کو مشق کے دوران گہرا محسوس ہو رہی تھی۔ یہ بڑا صبر آزمایا ضروری ہے۔ لیکن انسان کے لئے کوئی کام ناممکن نہیں۔ آپ جلد ہی اعصابی منتزل نظام کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اگر آپ یہ محسوس کریں کہ ذہن کو ان خیالات سے صاف رکھنا ممکن نہیں تو آپ اپنی سوچ کو نئے نئے موضوعات پر مرکوز کرنے کی کوشش کریں۔ ذہن کو یہ یقین دلائیں کہ موت جی کی پوری روشنی بکھیر رہی ہے۔ مائٹم، نرم، ٹھنڈی پورسکون روشنی آپ کے ذہن کو تباہ کن بنا رہی ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ آپ اپنے مقصد میں پہلے روز کامیاب ہو جائیں، ممکن ہے آپ کو اپنی کوشش میں کئی روز کا سفر کرنا پڑے۔ لیکن آپ جلد ہی محسوس کرنے لگیں گے کہ آپ کے ذہن میں روشنی پھیل رہی ہے اور پھر آہستہ آہستہ آپ کے میں فنون کسی قسم کے خیالات اس روشنی کی تہہ میں معدوم ہو جائیں گے۔

چند دنوں کی مشق کے بعد آپ کی آنکھوں اور لو کے مسلسل رابطے سے آپ محسوس ہونے لگے گا۔ جیسے موم کی ٹو سے قوس و قزح کی کرنیں دنیا پائیں گی ہیں۔ روشنی کا ہالہ پھیل رہا ہے۔ مسلسل پھیلتا چلا رہا ہے اور آپ کے ذہن میں آوارگی پر مائل خیالات کا ہجوم چھٹ رہا ہے۔ لیکن اس کے لئے آپ کو گتے اپنا رابطہ مسلسل قائم رکھنا ہوگا۔

مندرجہ بالا نتائج ممکن ہے آپ کو چند روز میں حاصل ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے آپ کو کئی ہفتے لگ جائیں۔ یہ آپ کی کھپوٹی اور توجہ کی کارکردگی پر منحصر ہے اگر آپ کو مسلسل کوشش سے نتائج برآمد نہیں ہو رہے تو آپ غور کیجیے، ٹیلی ویشن کے عمل کی شرائطیں کو تباہی تو نہیں کی۔ ممکن ہے یہ سخت آپ کی نظر سے اوجھل رہا ہو۔ آپ جلد ہی اپنی کوتاہی کو تلاش کریں گے، لیکن مشق کو جاری رکھیے، آپ جلد ہی اپنے مقصد کو پالیں گے۔ خیالات کا ہجوم جو ابھی کم ہوگا۔ آپ کی شریاؤں میں شعاعوں کی تیز لپک محسوس ہونے لگی۔

اس مقام کو آپ اپنے مقصد کی تکمیل میں پہلی پیش رفت تصور کیجئے۔ اب آپ اپنی مقصدیت کے قریب آچکے ہیں۔ آپ کی کلاس کا پہلا پرچہ حل کرنے کا وقت آگیا ہے۔ آپ کو پوری طرح ان لمحوں کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ شعاعوں کی تیز لپک کے ساتھ سر میں کچھ گرانی محسوس ہوگی۔ اور پھر موم جی کی ٹو میں کوئی مجسم شہسہ نظر آنے لگے گی، موم جی کی ٹو کسی جسم میں اگلنے لگے گی، ممکن ہے دو کوئی مہینے کا تراش ہوا پیکر ہو۔

تحت الشعور کیا ہے؟

یہ لفظ اکثر سننے میں آتا ہے لیکن کبھی کوشش ہی نہیں کرتے کہ معلوم کریں
یہ کیا چیز ہے۔ اس کا حوالہ سائنس کیا تعلق ہے۔ یہ حواسِ ذہن کے کس
حصے میں ہوتا ہے اور یہ حواس لے کون سا کا نام انجام دیتا ہے۔ تحت الشعور
کا تعلق ٹیلی مینٹی کے علم سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے لئے آپ کو تفصیلاً اس کا مطالعہ
کرنا ہو گا۔ اس کے بغیر ذہنی نظام کو سمجھنا مشکل ہے۔ جب تک میں یہ معلوم
نہ ہو کہ حواسِ ذہن کی کارکردگی کن عناصر کے تحت مصروف عمل ہے۔ اس وقت
میں ٹیلی مینٹی کے رموز کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔
فریجیل ریسرچ نے تحقیق فرمایا کہ حواسِ ذہن کو تین حصوں میں
منقسم کیا گیا ہے جسے ہم یہاں مختصر طور پر تحریر کر رہے ہیں۔
قوتِ فکر، تخیل، تصور۔ جسے ہم انگلش میں - TION میں

POWER OF IMAGINA کہتے ہیں۔ تین قوتوں کو ہم جن تین حصوں میں تقسیم
کرتے ہیں۔

اشعور ، ۲۔ تحت الشعور ، ۳۔ لاشعور

اشعور :- حواسِ ذہن کا وہ پہلا حصہ ہے، جو ہر وقت مصروفِ عمل
رہتا ہے۔ اس کا کام ہے ہماری زندگی کے ہر ہم سفر لمحے، واقعات کے احاطہ
سے آہنگ کرنا، کسی ایک مرکز یا کسی ایک نقطہ پر کام نہیں کرتا، یہ بیک
وقت بہت ساری جگہ مصروفِ عمل ہوتا ہے۔ بیداری کی حالت میں ہمارے
ہر قول و فعل کو یہ احساس ہوتا کرتا ہے مثلاً میکینک کار کے نیچے لینے اس کے
نٹ بولٹ کس رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں پانا، مسلسل حرکت میں جبکہ اس کے
کان کی سماعت دور مین پر رکھے ہوئے ریڈیو سے نشر ہونے والے گانوں سے
مغفول رہی ہے، گاڑی کا مالک کھڑا اسے جلد فارغ کرنے کی درخواست کر
رہا ہے۔ وہ بیک وقت ان تمام چیزوں سے باخبر ہے یہی شعور ہے جو ہمیں
بیداری کی حالت میں ہر واقعات اور ہر خبر سے آگاہ کرتا ہے۔ زندگی کے سفر کا کوئی
ایسا واقعہ یا خبر ہمارے شعور سے پوشیدہ نہیں جو حواسِ بیداری کی حالت میں ظاہر
ہو رہا ہو۔ شعور کا یہی کام ہے کہ وہ ہمیں ہر واقعات سے باخبر رکھے، اور
یہی شعور ہے جو ہمیں اچھی یا بُری چیز کے تصور کا احساس پیدا کرتا ہے۔ جب
ہم کام سے فارغ ہوتے ہیں تو یہ احساس دلاتا ہے۔ ہاتھ میلے ہیں، ان
سے سیاہی کے داغ ہیں، انہیں دھونا چاہیئے اس کا اتنا ہی کام ہے۔
اگر ہماری زندگی میں اپنا فرض ادا کرتا رہتا ہے۔

اس کے خدو خال آپ کی نظروں کو خیرہ کر دیں۔ اور اس کے منفی اثبات بھی ہو سکتے ہیں کوئی بہت ہی جھیاٹک شکل آپ کے عصبی نظام میں خوف کی لہریں موجزن کر دے۔

اس مقام پر آپ اپنے حواس اور اعصابی نظام کو مکمل طور پر دسترس میں رکھیں۔ اپنی قوتِ ارادی متحج رکھیں، اپنی ہمت اور حوصلے کی تمام قوت سے دہاں جھک رہیں۔ اس حالت میں اسے دیکھتے رہیں۔ یہ سلسلہ کئی ہفتوں تک جاری رہ سکتا ہے۔ ممکن ہے چند روز ہی میں ختم ہو جائے، لیکن اب آپ اپنی مشق میں ذرا برابر کو ابھی مت کیجئے۔ اور نہ ہی اپنے ذہن میں یہ تصور ہی لایئے کہ دوسرے روز کوئی اس سے خوفناک چیز آپ کو نظر آئے گی۔ بس آپ یہ یقین کر لیں کوئی بھی شبہ یہ دم جی کی کو تک ہی محدود رہے گی یہی آپ کی کامیابی اور آپ کے مقصدیت کی منزل کی طرف پیش رفت ہے۔ چند ہفتوں کی مشق کے بعد آپ یہ محسوس کریں گے کہ آپ میں ذہنی یکسوئی پیدا ہو چکی ہے اور آپ ایک انہونی قوت بھی محسوس کرنے لگے ہیں۔ لیکن یہ قوت عارضی ہے۔ آپ مشق کو مسلسل جاری رکھیں، کیونکہ ابھی آپ کا اس عمارت کی مکمل تعمیر کرتی ہے۔ جس کا خاکہ آپ کے ذہن نے بنا رکھا ہے۔

تحت الشعور :- یہ ذہن کا دوسرا حصہ ہے، لیکن اس کی قوت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا لیکن اس کی قوت پر آزا اس وقت شدہ زوری اختیار کر لیتی، جو جب وہ لا شعور کے ساتھ مل کر کسی بھی کام کو انجام دیتی ہے یا یوں کہنا چاہیئے، یہ لا شعور کی قوت کو اپنے میں ضم کر لیتی ہے۔ دہاں اس کی اپنی کارکردگی صرف اتنی ہے کہ جو واقعات انسان کو عام شعور کی نسبت زیادہ متاثر کرتے ہیں یہ شعور سے انہیں حاصل کر کے اپنے اسٹور میں محفوظ کر لیتا ہے اور جب شعور کو ان واقعات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ہم شعور سی طور پر اسے نظر انداز کر چکے ہوتے ہیں بہت سے ایسے حادثے جو اچانک ظہور پذیر ہوتے ہیں اور ہم شعور سی طور پر اسے نظر انداز کر چکے ہوتے ہیں لیکن وہ حادثہ کو تحت الشعور حاصل کر کے اپنے اسٹور میں محفوظ کر چکا ہوتا ہے اور وقت ضرورت شعور اپنے احاطہ میں لے آتا ہے۔

مثلاً آپ کار میں بیٹھے شا پیگ کے لئے جا رہے ہیں۔ اچانک ایک بچی کار کے سامنے آ جانے کی وجہ سے آپ کو بریک لگانے پڑے جس سے گاڑی کا توازن بگڑتے بگڑتے رہ گیا۔ اگر آپ فوری طور پر بریک نہ لگاتے تو بچی کا پیروں کے نیچے آ جانا لازم تھا۔

آپ نے چند لمحے اپنی بکھری ہوئی سانسوں کو محض کیا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ شعور سی طور پر آپ اس حادثے کو بھول گئے، مگر سال کے بعد آپ اپنی پوتی کو سیر کرنے کے لئے جین باغ میں آپ نے جانا تھا وہ گھر سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا جہاں بچوں کے لئے کئی قسم کے جھولے لگے تھے اور بچی

ہند کر رہی تھی کہ یہی جھوٹا جھولوں گی۔ اس لئے آپ پیدل ہی بچپن کی انگلی کھائے گھر سے نکل کھڑے ہوئے، سچی بہت خوش تھی۔

پادک کے نزدیک پہنچ کر آپ سڑک پار کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور ٹریفک گزرنے کا انتظار کرنے لگے، اچانک سچی تیزی سے سڑک پار کرنے کے لئے دوڑی آپ گھبرا کر اس کے تعاقب میں بھاگے، اچانک کار کے بریک چرچرانے اور اس کار کا رخ سڑک کی بجائے شمال کی جانب ہو گیا۔ آپ نے تیزی میں بڑھ کر سچی کو گود میں اٹھا لیا جو سڑک پار کر کے باغ والی طرف پہنچ چکی تھی۔ حادثے سے بال بال بچی بچ گئی۔ اچانک آپ کے ذہن میں اسی قسم کا میں سال قبل کا واقعہ تصویر بن کر ابھرایا اور ایک ایک کڑی دوسری میں پیوست ہوتی چلی گئی۔ اسی طرح وہ واقعہ جو ہمارے سامنے یا سٹیشن آیا ہو سخت الشعور میں محفوظ رہتا ہے اور جب چاہتے ہیں اس واقعہ کو شعور میں لے آتے ہیں۔

لا شعور :- یہ ہمارے ذہن کا تیسرا حصہ ہے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ دونوں حصوں سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ سخت الشعور سے ایسے واقعات لے کر محفوظ کر لیا ہے جس نے شعور کو بے طرح متاثر کیا ہو۔ یہی ذہن کا وہ قیمتی حصہ ہوتا ہے جو سخت الشعور سے منکر عظیم قوت مخفی کی پر دان کے لئے بھی اکسارت رہتا ہے۔ جب ہم اپنی مخفی قوت کو بیدار کرتے ہیں تو یہی قوت ہیں جسکے امیر شخصیت بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، یہ ہماری زندگی کا دوست، بہتر، بڑا رفیق ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت سی آسانیاں

ہی فراہم نہیں کرتا۔ بلکہ ہماری شخصیت کو حریت کے درجہ پر فائز کر کے دیگر انسانوں میں ممتاز بنا دیتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے آپ کو بتا چکے ہیں، ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں، مثبت اور منفی۔

اس کا منفی رخ انسان پر حاوی ہو جائے تو اس کی زندگی اجین ہو جاتی ہے۔ حیات کے تمام رنگ سمٹ کر سیاہ دھند بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ہماری تمام حیوانی جبلتیں لا شعور کے قبضہ میں ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کام سے کوئی بھی ایسا واقعہ جو معمولی نوعیت ہو جو کسی نہ کسی طور پر اس متاثر کر گیا تھا۔ لا شعور اس واقعہ کو محفوظ کر لیا ہے لیکن ایسا ہماری اپنا پر ہوتا ہے۔ لا شعور ہمارے ذہن کا وہ اہم حصہ ہے جو تمام ان واقعات کو جو متاثر کن ہوتے ہیں اپنے اسٹور میں محفوظ کر لیتا ہے۔ اس کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ ممکن ہے وہ واقعہ اس وقت پیش آیا جو جب آپ بچے ہوں۔ ممکن ہے اس واقعے سے آپ کے جسم میں خوف کی اہر متحرک ہو گئی ہو۔ آپ کی زندگی کا کوئی بھی حادثہ، حادثہ کسی قدر ہی پرانا کیونکہ ہو گا کٹ کیا کی طرح طلبہ میں دبا رہتا ہے اور وہ کسی لمحہ آپ کو پریشان کر سکتا ہے۔

مثال کے طور پر آپ کسی کے گھر میں مہمان گئے، جس کے گھر آپ مہمان تھے وہ دل کے مریض ہیں اور انہیں پہلے ہی دل کے ایک ہونچکے ایک روز آپ اس خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ کمرے میں بیٹھے تھے کہ ایک پر دو گام دیکھ رہے تھے۔ سب کی نظریں ٹی دی اسکریں پر مرکوز تھیں،

اچانک بڑے صاحب بیچ مار کر اچلے اور صوفے سے زمین پر ڈھیر ہو گئے
گھسے تمام افراد ان کی جانب دوڑے چھپکلی ان کے کپڑوں سے تیزی
سے نکلی اور نظروں سے غائب ہو گئی۔

دراصل قصہ یہ ہوا کہ تمام حضرات ٹی وی پر وگرام میں محو تھے، ایک
چھپکلی جو چھپت پر چکی ہوئی تھی، اچانک ان صاحب کے کپڑوں پر آگئی اور
دہشت سے وہ صوفے سے اچھل کر فرش پر گر پڑے، ایک تودہ پہلے ہی ل
کے مریض تھے، اس دہشت سے ان کی حرکت قلب بکشت زندگی کا ساتھ چھوٹ
گئی لیکن آپ کے ذہن میں ایک خوف گھر کر گیا کہ ان کی موت کا سبب
چھپکلی ہے اور اس خوف نے آپ کے تحت اشو کو محفوظ کر لیا۔ کیونکہ یہ ایک
متاثر کن واقعہ ہے۔ اس لئے لا شعور نے اسے فوراً اسٹور کر لیا۔ اور آپ
جب بھی کسی چھپکلی کو دیکھتے ہیں۔ وہ واقعہ لا شعور، شعور کے حوالے کر دیتا ہے
اور آپ خوف سے لرز اٹھتے ہیں۔ اس قسم کے اور بھی بے شمار واقعات
زندگی میں رونما ہوتے رہتے ہیں جو لا شعور میں اس وقت تو محفوظ ہو جاتے ہیں
لیکن یہ واقعات آپ کے لئے کسی بھی وقت پریشانی کا باعث بن سکتے ہیں



ضمیمہ

ضمیمہ اس طرح بہت سے غلیظ واقعات جو آپ سے

اچانک سرزد ہو گئے یا آپ کی موجودگی میں ہوئے ہوں مثلاً ایک دوست
کسی لڑکی کو درغلا کر آپ کے پاس لے آیا اور آپ نے اسے اپنے کمرے
میں دو گھنٹے داخل عیش فیض کی اجازت دیدی۔ لیکن چند ہی لمحے بعد آپ
کے ضمیر نے ملامت کی اندر اندر سے کوئی پکار پکار کر کہنے لگا۔ یہ غلط
ہے، تم نہایت انسانیت سوز حرکت کر رہے ہو اپنے دوست کو روکو،
لیکن اس کے ساتھ ہی ایک آواز اور آپ کو درغلا رہی ہے کہ
کیا فرق پڑتا ہے چھوڑو اسے کرنے دو وہ جو کچھ کرتا ہے۔ مجھے بھی زندگی
کے اس رنگ سے لطف اٹھالینا چاہیے
آپ نے محسوس کیا یہ دونوں آخر کیا چیز ہیں، جو اچھائی اور بُرائی

دونوں کی دولت کر رہے ہیں۔ یہ آپکا لاشعور ہے جو برائی کی ترغیب دے رہا ہے اور دوسرا آپ کا ضمیر ہے۔

داصل ہمارا جسم پر لاشعور ہی خواہشات کا رد و عمل صرف اس وقت ہوتا ہے جب محتب و ضمیر اپنی گرفت کمزور کر دے تو ہم سے بہت سے نازیبا کام اور حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں جو بدنیا لاشعور ان حرکتوں کی تصویریں دیکھا دیکھا، ہماری زندگی کو اجڑا دیتا ہے اور ہم اعضا بنی مریض بن جاتے ہیں۔ جب ضمیر کی گرفت ڈھیلی ہوتی ہے تو اس قسم کا واقف جہنم لے لیتے ہیں۔

جب ہم ضمیر لاشعور کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے درمیان میں کھڑا رہے مگر لاشعور اپنی خواہشات کی تکمیل کروانے میں دشواری محسوس کرے گا، آفتاب کہ وہ خواہشات اتنی شدت اختیار نہ کر جائے کہ وہ ضمیر پر حاوی ہو جائیں۔

شیل میچی — کے ماہر بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ضمیر کو مضبوط اور توانا رکھیں۔ جس ضمیر کی قوت بدرجہ اتم موجود رہتی چاہیے تاکہ آپ اپنی لاشعور کی غلط حرکات، خواہشات اپنے ضمیر سے قابو میں رکھ سکیں۔

یاد رکھیے ان جو غلطیوں کا پتلا ہے، خواہشات نفسانی غلام دنیاوی ہو سں کا فرعون۔ کیسی وقت آپ کو فریب دیکھ، طاقت کے بل پر انسانیت کے پاکیزہ سن کو داغ داغ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں لاشعور ہمارے تمام اچھے اور بُرے واقعات کو اسٹوڈ

کے ریکارڈ کرتا ہے۔ جبکہ یہ چیز وقتی طور پر ہمارے شعور کی سطح سے یکسر غائب ہو جاتی ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ ہمیشہ کے لئے غائب نہیں ہوتیں۔ آپ یہ صلاح لے رہے ہیں کہ آپ نے ایک دکان پر ڈیوٹی کے دوران دس ہزار روپیہ بڑی صفائی سے غائب کر دیا اور مالک کو خبر تک نہ ہوئی

اس قسم کی تمام چیزیں ہمارے لاشعور میں جمع ہوتی رہتی ہیں اور بچپنی بھٹی ہیں کب موقع ملے اور وہ باہر نکلیں اور جب بھی انہیں موقع فراہم ہوتا ہے یہ لاشعور سے تحت الشعور میں داخل ضرور ہوتی ہیں۔ لیکن اسے تیزی میں عبور کر کے شعور کی سکرین پر نمودار ہو جاتی ہیں

لاشعور اس وقت بھی آپ سے ہمدردی کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے جب آپ چوری کر رہے ہوتے ہیں، اگر اس مہم نام پر آپ کو اس حرکت سے کوئی روکتا ہے تو وہ آپکا ضمیر ہے یہ آپکا وہ مہربان چکیدار ہے جو برائی سے پنچ کش کرتا ہے۔ یہی ہے غلیظ یادوں کو جو آپ سے کسی وقت سرزد ہو گئیں تھیں، اٹھانے سے روکتا ہے اور ان کو آئندہ ایسا کرنے سے روکتا ہے۔

اس لئے آپ نے اکثر محسوس کیا ہوگا کہ کچھ پرانی یادیں، واقعات ہر وہ بدل بدل کر شعور تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور بار بار تصویریں نمودار ہو کر خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یاد رکھیے اگر اپنا ضمیر اگر پوری سچائی کے ساتھ آپ کی جبلتوں کو مکمل تصویر کے شعور کے حوالے کر دے تو انسانی دماغ کی رگیں چھٹ جائیں اور اس کی موت واقع ہو جائے۔ اس لئے

قوتِ حواس

جیسا کہ آپ جان چکے تھے تحت الشعور ہمارے ذہن کی درمیانی منزل ہے اور جب چاہے شعور اور لا شعور دونوں میں سے جس سے چاہیے اپنی ضرورت کی چیزیں لے سکتا ہے۔ لا شعور بھی تحت الشعور کا محتاج ہے۔ جب تک تحت الشعور شعور سے کوئی بھی واقعہ لیکر اسٹور نہیں کرے گا۔ لا شعور اس سے کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

اس لئے ہم تحت الشعور کی قوت کا اندازہ لگائیں کہ اس میں کتنی توانائی موجود ہے۔ اس کی کارکردگی کیا ہے اور یہ کیسی شکل و صورت کا ہے۔ لیکن اس سے قبل ہمیں انسانی حواس کا جاننا ضروری ہے۔ تاکہ ہم اپنے تحت الشعور کی توانائی کا اندازہ صحیح طریقے سے کر سکیں گے۔

آپ کو چاہیے ہر کام کرنے سے قبل اپنے ضمیر سے مشورہ ضرور کر لیں۔ یہ آپ کو کبھی غلط مشورہ نہیں دے گا اور میلی بیٹھی کے لئے تو لازم ہے کہ آپ ضمیر کو دوست رکھیں۔



ہمارے حواس کی تعداد ماہرین روایت سولہ شمار کی ہے پانچ سے اکثر و بیشتر حضرات واقف ہیں۔

۱۔ حواس باصرہ ۲۔ حواس سامعہ

۳۔ حواس لامسہ ۴۔ حواس ذائقہ

۵۔ حواس شامہ ۶۔ ماورائے حواس باصرہ

۷۔ ماورائے حواس سامعہ ۸۔ ماورائے حواس لامسہ

۹۔ ماورائے حواس ذائقہ ۱۰۔ ماورائے حواس شامہ

۱۱۔ چھٹی حس ۱۲۔ حرارت و پیمائش

۱۳۔ توازن و حرکت ۱۴۔ قریب و جہت

۱۵۔ اعتدالی تناسب و حرکت ۱۶۔ وزن و حس

ان حواس کے ذریعے ادراک جو نتیجہ اخذ کرتا ہے اسے عقل کہتے ہیں اور انسان کے تمام قواعد پر اسکے فرمان کی اطاعت فرض ہے۔ (اس سلسلے میں آپ مضمون "تہذیب نفس" میں کافی تفصیل پائیں گے جو ہم نے اس کتاب میں خاص طور پر شامل کیا ہے۔

زیادہ تر ہم جس حواس کے بارے میں سنتے ہیں وہ ہے حواس خمسہ، جسے باطنی یا ظاہری حواس بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن کبھی یقیناً آپ نے چھٹی حس کے بارے میں سنا ہوگا، "میرا یہ کام ہو جانے گا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔" آج میں سفر پر نہ پاسکوں گا۔ میری چھٹی حس بتا رہی ہے۔ اس قسم کے الفاظ آپ اکثر و بیشتر ضرور سنتے ہوں گے۔

حواس کے بارے میں ہر انسان کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہے۔ دیکھنا، سنا، سونگنا، چکھنا، چھونا۔

باصرہ، دیکھنا، سامعہ، سنا، لامسہ، چھونا۔

ذائقہ، چکھنا، شامہ، سونگنا۔

یہ تمام حواس خمسہ کہلاتے ہیں جن کا تعلق براہ راست ہمارے دماغ کے نرم گوشوں سے ہے۔ ہمارا خیال اپنے ان حواس خمسہ کے بارے میں تفصیل میں چنانچہ مناسب نہیں۔ ہم مضمون کی صحت کو برقرار رکھتے ہوئے مقصدیت کی طرف آتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سولہ حواس کی تفصیل آپ کو بتائی ہے۔ ان میں پانچ کا ذکر تو ہم کر چکے ہیں۔ جبکہ پانچ کا تعلق حواس خمسہ کی طرح ہمارے باطن سے ہے جسے ہم باطنی خمسہ کہتے ہیں۔ اس سے قبل بھی ہم آپ کو اس کی تفصیل سے آگاہی دے چکے ہیں، لیکن آپ کی آگاہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ماہرین ترتیب و تدریج ذیل ہے۔

۱۔ ماورائے باصرہ ۲۔ ماورائے سامعہ ۳۔ ماورائے لامسہ

۴۔ ماورائے ذائقہ ۵۔ ماورائے شامہ

جس طرح حواس خمسہ ذہنی بصیرت سے آپ کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس طرح یہ بھی ذہنی فاضل کی ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن باطنی طور پر آپ کی مزید تفصیل ماسوائے صفحات کی زیادہ کاری کے کچھ نہیں۔ اس سے کتاب کی ضخامت تو بڑھ سکتی ہے۔ لیکن آپ کے لئے کوئی خاص معاونتی مضمون عطا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم گیارہویں حواس کے بارے میں آپ کو آگاہی دیں گے۔

چھٹی حس

روحیت کے تمام ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ چھٹی حس انسانی زندگی میں روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ انسان کی زندگی کی محافظ ہے اور خطرے سے پیشگی آگاہی دیتی ہے اور وہ قوتیں جسے آپ دیکھنے سے قاصر ہیں، ایسی نا دید دشمن قوتوں سے آپ کو محفوظ رکھتی ہے۔

مثلاً۔ آپ رات کو ایک دیران گلی سے گزر رہے ہیں۔ اچانک آپ کو یوں محسوس ہوا کہ گلی کے موڑ پر کوئی موجود ہے۔ ممکن ہے وہ چور ہو آپ کو خبردار ہو گئے۔ یہی آپ کی چھٹی حس ہے جس نے آپ کو نا دید طاقت سے خبردار کیا، اس قسم کے بہت سے حادثے، واقعات آپ کی زندگی میں رونما ہوئے ہوں گے۔ جو لوگ اپنی چھٹی حس کی قوت سے واقف ہوتے ہیں اور اس کے اشاروں کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں وہ اپنی زندگی میں بہت سی کامیابیاں صرف اس کی بدولت حاصل کر لیتے ہیں اور بعض اوقات پیشگی اطلاع دے کر اپنے قریبی دوستوں کو بخیر حیرت بھی کر دیتے ہیں۔

اردہویہ حس

حرارت پیمائش (حرارت حس)

اس حس کا تعلق آپ کے اعصابی نظام سے ہے آپ نے کبھی تو جبہ کی کہ آپ کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک علیحدہ نظام مصروف عمل ہے اور یہ حس ہمارے اعصابی نظام کی ہر حرکت، درجہ حرارت کی خبر دماغ کو پہنچاتی ہے۔ بخار اور ہسپانی کوئی بھی عارضہ جس کا تعلق حرارت ہو۔ اس کا فرض ہے دماغ کو فوراً آگاہ کرے تاکہ فوراً اس کے علاج کی جانب توجہ دی جائے، جسمانی تمام حرارت کی معلومات دماغ کو فراہم کرنا اس کا فرض ہے۔ اس کی اطلاع بروقت اور صحیح ہوتی ہے۔

وزن حس (میزان حس)

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا، ایک بوجی چادلوں کی بھری رکھی ہے آپ نے بغیر چھپڑے، ہاتھ لگائے یا اندازہ لگا لیا کہ اس کا وزن سو کلو گرام ہوگا۔ اس طرح آپ یا دیگر افراد بہت سی چیزیں کو اندازے سے میٹرا کر کے وزن بتا دیتے ہیں اس سے سوا آپ ایک لوہے کا پلنگ اٹھا کر گھر لے جاتے ہیں، چند قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد آپ کو یہ اندازہ ہو گیا کہ کم از کم یہ تیس سو کلو گرام سے کم کا نہیں ہے۔ اس پلنگ کو اٹھانے کے بعد آپ کو اس کا اندازہ ہوا۔

اس تجربے کو یہ اندازہ کہہ سکتے ہیں کہ ہوا۔ یہ آپ کی وزن کرنے والی حس ہے جس نے دماغ کو مطلع کیا کہ آپ کے کندھے پر کم از کم اتنا وزن ہے جس کا کام ہے کہ وزن کا میزان کرے۔

توازن حس (متوازن حس)

اس حس کا کام ہے کہ آپ کے توازن کو برقرار رکھے۔ اس حس کا کام ہمارے کانوں کے نیچے حصوں میں کیلشیم کے بالدارہ دلنے ہیں۔ یقیناً اس حس کے بارے میں آپ کو عجیب و غریب ہوئی ہوگی نظام قدرت کی باریکیوں کو سمجھنا آگاہی پناہ مذمتی خود کے لئے اس قدر آسان نہیں۔ اس کی حکمت کو جاننے کے لئے نہ جانے مفکروں نے کتنا عرصہ صرف کیا ہوگا۔

یہ جس انسان کے متوازن کی ضامن ہے طبعی طور پر کشش ارضی پر مستحکم نظر رکھتی ہے۔ انسان جب بھی کشش ارضی کے خط سے غیر متوازن ہوتا ہے اس کا اندازہ، محسوس، دائمی بائیں مڑنا، اچھلنا ہے تو جس طبعی طور پر اسے اپنے خط ارضی کشش پر قائم و متوازن رکھتی ہے۔ اپنا بھرپور کردار ادا کرتی ہے۔ انسان اسکی وجہ سے غیر متوازن نہیں ہوتا۔ اس کے جسم کا توازن برقرار رہتا ہے

قربت جس (محسوس قربت)

آپ کی مٹگنی طے ہو گئی ایک سال بعد شادی ہونے والی ہے آپ نے اپنی ہونے والی شہر ایک زندگی کو دیکھا اور نہ ہی اس کی تصویر سے ہر آشنائی ہوئی۔ لیکن آپ اس کی قربت کو محسوس کرنے لگے ہیں اور اس کے بارے میں آپ نے دلتے بھی قائم کر لی ہے۔ یہی عجیب بات ہے آپ نے دلتے دیکھا نہ چھو! لیکن اس کی قربت کو محسوس کرنے لگے۔ یہ جس جانوروں میں انسان کے مقابلے میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اسے ہی قربت جس کہتے ہیں۔ تاہم یہ حضرات میں عام لوگوں کی نسبت یہ جس زیادہ ہوتی ہے۔

عضلاتی جس - (عضلاتی تناسب قائم رکھنے کی جس)

جس آپ کے جسم کے تمام عضلاتی نظام کی ذمہ دار ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ آپ کے مختلف اعضاء کی حرکات و سکنات کو ضبط کر کے اسے سلیقے، اصول، ترکیب سے چلائے، آپ نے کبھی غور کیا جب آپ اپنا سیدھا پاؤں بھاگنے کے لئے دھڑک کے آگے بڑھاتے ہیں تو اس کے تقاب میں دو صرا پاؤں اپنے اعلیٰ ترتیب سے آتا ہے۔ یکے بعد دیگرے قدم اٹھاتے ہیں بقدر اہم و محنت کا تناسب برابر ہوتا ہے۔ یہی اس جس کے فرائض ہیں۔

انسانی جبلت کیا ہے

انسانی جبلت کو عظمت کی بہترین بی سے معروض کرتے ہیں۔ انسانی جبلت کی شہرہ مری اسے آدمیت کے مقام سے گمراہ لستی اس کیچڑ میں لاپتہ کی ہے۔ یہاں تہذیب کی مداخلت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ یہ سب ہمارے مشورہ ستم کار جاں ہوتی ہیں۔ جو مشورہ کو اپنے اختیار میں کر لیتا ہے۔ لاشعور کی عشوہ طرازیں مشورہ کی بدولت ہی شہرہ شروع ہوتی ہیں۔

آپ وہی کام کرتے ہیں جس کا تجربہ آپ کو ہو چکا ہوتا ہے۔ آپ اس چیز کی تصویر کشی کرتے ہیں جو چیز کہ آپ دیکھ چکے ہوتے ہیں جس چیز کو آپ نے کبھی دیکھا نہیں، اگر کوئی اس کا نام لے تو آپ کے ذہن میں کوئی تصویر نہیں ابھرتی۔ اگر آپ بہ فہم ہوں تو الٹا سیدھا مہم سامنا کہ کسی مشن کا ابھرتا ضرور ہے۔ لیکن آپ اس کے خدو خال کیے

ہاں یہ بھی صحیح حکاکی کرتے سے منع دیتے ہیں کیونکہ آپ کے شعور سے
کبھی اسے دیکھا نہیں جوتا۔ پھر کیونکہ آپ کا شعور صرف نام سے اسے کوئی
شکل دے سکتا ہے۔ کتاب، آونٹ، مرغی، ہاتھی، شیر آپ اکثر دیکھتے
رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں سوچتے ہی شعور خاکہ بنا دیتا ہے۔
اس سے آپ باخوبی اس بات سے واقف ہو گئے ہوں گے کہ آپ کا
شعور اسی تجربے کو دہراتا ہے۔ جو آپ کے لاشعور میں محفوظ ہو۔ جیسا کہ آپ
کو معلوم ہے لاشعور سابقہ حادثات و واقعات کو محفوظ کرتا ہے اور انہیں
کے زیر اثر کام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کی کارگزاریاں منہی ہوتی ہیں جہاں کہیں
بھی اس کو موانع متیسرے آتا ہے وہ شعور کو محکوم بنا لیتا ہے۔

لاشعور کی بنیادیں چونکہ جبلت پر استوار ہوتی ہیں۔ وہ بہر لحاظ
عمل رہتا ہے کسی سبب کام کرتے کرتے ٹھکنے سے کو اپنے لگتا ہے تو دماغ
سے قوت طلب کرتا ہے۔ اگر وہ سروسٹ متیسرے نہیں ہوتی تو وہ دوسری
جانب رجوع کرتا ہے یعنی اعصابی نظام سے برقی لہروں کا طالب ہوتا ہے
وہ کوشش ضرور کرتا ہے لیکن جب اسے کہیں امداد فراہم نہیں ہوتی تو
وہ مایوس ہو جاتا ہے اور اس طرح آپ کے پورے لاشعور میں گڑ بڑ ہو جاتی
ہے۔ اس کے نتیجے میں انسانی زندگی کو پانچ پانچ بناتے ہیں۔

انا کیا ہے۔ جو انسان کو بعض اوقات بڑی بڑی مشکلوں میں مبتلا کر
تی ہے اور کبھی کبھی تو زندگی سے بھی ہاتھ دھوئے پڑ جاتے ہیں۔ جہان دان تباہ ہوتے
ہیں انہیں میں سرخ ہو جاتی ہے۔

انا۔۔۔ ہماری جبلت وہ زہریلا سا پیچھے چھوڑ کر انسان کو ڈسنے
لگتا ہے۔ پھر پھیلائے رہتا ہے۔ یہ ہماری جبلت کی وہ تصویر ہوتی ہے جسے
ہم کہہ کر آدیت کے روئے گئے لڑوہ بر اندام ہو جاتے ہیں۔ انسان اپنی انا کے
سوا کچھ اور کچھ نہیں ہے۔ اس کے زہریلے
الہات کی وجہ سے بھی انسان خود کو کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ جسے عام زندگی میں
شعور انسان گناہ تصور کرتا ہے۔ کبھی وہ خدائی دعویٰ کرتا ہے تو کبھی پنہیر
کے عہدہ پر خود کو فائز کہتا ہے۔ کبھی کسی بے گناہ کے قتل کو اپنی انا بنا

لیتا ہے کبھی اپنی ہی اولاد کا گلا گھونٹا "انا"۔ برتری قرار دیتا ہے۔
اگر اس "انا" کے سانپ کو کوئی قابو کر سکتا ہے تو ضمیر کی پٹلا
ہے۔ صرف آپ کا ضمیر ہی آپ کی "انا" کی سرکشی کو روکنے میں آپ کا معاون
ہو سکتا ہے۔

ضمیر۔ آپ کی وہ پاکیزہ اور مصطف جس ہے جو آپ کے
غیر اخلاقی، غیر انسانی آدمیت کے کردار پر دلالت کرتا ہے اور آپ کو
ہر اس بُرے کام سے روکنے کی کوشش کرتا ہے جو آدمیت کے معیار
کو زخم آلود کر سکتا ہو۔ لیکن اس کے سوا اکثر اوقات "انا" ضمیر کی
سرزنش کے سوا اپنی جبلت پر اتر آتی ہے۔ دراصل جبلت "انا" اور ضمیر
یہ تینوں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ ان تینوں کی کشمکش انسان کے
شعور سے شروع ہوتی ہے اور موت کی فینڈ تک جاری رہتی ہے کبھی
ضمیر "انا" کو زیر کر لیتا ہے۔ کبھی "انا"۔ جبلت سے غافل
جو رہ لیتی ہے۔

انسانی فطرت لذت پرست و لالچی واقع ہوئی ہے۔ اس کی جبلت
ان دونوں اشیاء کی کارفرمایاں دیگر چیزوں سے زیادہ ہے۔
سب سے زیادہ لذت پرستی انسانی جبلت کا حصہ ہے وہ بہت
وظیفہ جنسی کی تسکین چاہتا ہے۔ دنیا میں وظیفہ جنسی کی خاطر انسان
سمجھ نہیں کیا۔ قتل، لوٹ مار، مذہب کی تکذیب، وہ اپنی تسکین کے
لئے سب کچھ کر گزرتا ہے۔ زر، زمین، وزن کے لالچ میں اس انسان

جسم فروشی سے یکروین فروشی تک سے دریغ نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس
کی جبلت نے ضمیر کا گلا گھونٹ کر مار دیا تھا۔ اور جب ضمیر مر جائے تو انسان
نیکی بدی کی تمام تفریق کھو دیتا ہے۔ اس میں حیوانیت عود آتی ہے اور وہ اس
لحے صرف اپنی تسکین چاہتا ہے، اگر ہم اپنی شخصیت کی تشکیل چاہتے ہیں
تو ہمیں چاہیے اپنے ضمیر کو زندہ رکھیں اور اپنے زندہ رکھنے کے لئے ان
منحوس طاقتوں سے بچیں جو "انا" اور جبلت کی لہروں میں ہمارے ذہن
کے نرم گوشوں کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں۔

احم فرما۔۔۔۔۔ آمین

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تہذیب نفس

اس کتاب میں اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ آپ کو مطالعہ کرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ چونکہ علم روحیت کیلئے نفسیات کو سمجھنا اور اس کا رد عمل جاننا از حد ضروری ہے اس کے بغیر — یا اسے جانے بغیر آپ علم روحیت کے اسرار و رموز کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

یہ مضمون جناب پروفیسر محمد سجاد مرزا کیلئے کی ان — خاص الخصوص تحریروں میں سے ہے جنہیں ادب ہی میں نفسیات میں ایک مقام حاصل ہے۔ یہ مضمون انکی کتاب حکمت عملی کے تیسرے ایڈیشن سے ماخوذ ہے جو اکتوبر ۱۹۳۲ء میں اشاعت ہوا تھا۔ یقیناً آپ اس مضمون کی صحت سے پوری طرح متیقن ہوں گے اور علم روحیت میں اس کی انا دیتے کو تسلیم بھی کریں گے۔



جسم انسان میں جتنے اعضا ہیں وہ کسی نہ کسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض ریشوں کی طرح کام کرتے ہیں اور بعض خاموشوں کی طرح ان احکامات کو بجالاتے ہیں جو اعضا کی ایسی تحریک پیدا کرتے ہیں کہ انسان کسی فعل کا ترکیب ہو۔ اعضا باطن دل، دماغ اور ہڈی ہیں اور جو اعضا باطنی اعضا کے حکم کی تکمیل کرتے ہیں یعنی ان تحریکوں سے متاثر ہو کر کوئی کام کرتے ہیں اعضا ظاہری ہیں۔

مثلاً ہاتھ پاؤں، آنکھیں، کان، ناک، زبان وغیرہ — جس طرح اعضا ظاہری کے کام جدا جدا ہیں کہ ہاتھ کام کرتے ہیں۔ پاؤں چلتے ہیں، آنکھیں دیکھتی ہیں، کان سنتے ہیں، ناک سونگھتی ہے اسی طرح اعضا باطنی کے کام جو ان افعال کی تحریک کرتے ہیں۔ الگ الگ

ہیں مثلاً ایسے کاموں کی تحریک جو کوئی نفع حاصل کرنے یا کسی مضرت کی دفع کرنے کی غرض سے ہوں دل سے پیدا ہوتی ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کو انجام دیتے ہیں، عمدہ عمدہ کھانے، نفیس نفیس شربت پینے، فاخرہ لباس پہننے، خوشبو سونگھنے، سیر و تماشے دیکھنے، گمانا سنانے اور تمام اقسام کی لذتیں اور خط حاصل کرنے کی تحریک جگر سے پیدا ہوتی ہے اور آنکھیں، کان، زبان وغیرہ اعضاء ان خواہشوں کو پورا کرتے ہیں۔

دماغ کا کام ان دونوں اعضاء سے جدا اور زیادہ شریف ہے وہ ان دونوں کے احکامات کو جانچتا اور تمیز کرتا ہے اور جھلے برے کی تنبیہ کرتا اور غور و فکر کرنا، پچھلی باتیں یاد رکھنا اور نتائج نکالتا ہے۔ دل جگر کی بے جا تحریکوں کو روکتا اور ان میں محاسبہ اور تصفیہ کرتا ہے۔ کام کی اس تقسیم کے لحاظ سے دماغ کا مرتبہ زیادہ شریف اور زیادہ اعلیٰ ہے اور اس کا کام بھی نازک اور ذمہ داری کا ہے۔

دل و جگر جو دفع ضرر اور دفع کی تحریکیں پیدا کرتے ہیں، دماغ کے ماتحت اور فرمانبردار ہیں۔ باقی اعضاء ظاہری بمنزلہ آلات ہیں کہ ان کاموں کے پورا کرنے اور عمل میں لانے کا ذریعہ ہیں۔ دماغ کی اس قوت کا نام جو جھلے برے میں تمیز کرتی اور دل و جگر کی تحریکات کی جانچ پڑتال کرتی ہے "قوت ادراک" ہے اور دل و جگر کی خواہشات کا نام جو جلب، مقصد اور دنی، ثمرت کی غرض سے ہوں "قوت تحریک" ہے۔

دل و جگر نے اپنے کاموں کو پورا کرنے کا آلہ اعضاء ظاہری کو قرار دیا ہے اور وہ ان ہی کے ذریعوں سے اپنی خواہشات کو پورا کرتے ہیں۔ دماغ کا کام چونکہ کام لینا نہیں بلکہ کاموں کی تنقید و تفتیح کرنا اور ان کا ایسا انتظام رکھنا ہے کہ مصلحت کے خلاف نہ ہو اس لئے اس نے مددکات کی تمیز کا ذریعہ اس کو قرار دیا ہے۔ یہ حواس قوت ادراک کے آلات ہیں۔

ان میں پانچ حواس ظاہری ہیں اور پانچ حواس باطن۔
حواس ظاہر :- ۱۔ باصرہ ۲۔ سامعہ ۳۔ شامہ ۴۔ ذائقہ ۵۔ لامسہ
حواس باطن :- ۱۔ حواس مشترک ۲۔ خیال ۳۔ فکر ۴۔ وہم ۵۔ ذکر ہیں

حواس ظاہر اور حواس باطن کے ذریعے ادراک جو نتیجہ قائم کرے وہ عقل ہے۔ انسان کے تمام قوار و اس کے فرمان کی احکامات فرض ہے اور جب تک عقل تمام قوار بدتی پر مسلط ہے اور یہ سب عقل کے ماتحت اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ انسان کا انتظام و دست و پت ہے اور وہ انسانیت کے سبب سے گرنے نہیں پاتا اور نہ یہ نہ ہو تو باقی تمام تحریکیں تو حیوانات میں بھی پیدا ہوتی ہیں، لیکن وہ اپنی تحریکوں پر ماتحت قابو نہیں رکھتے کہ انہیں روک سکیں۔

انسان اور حیوان میں فرق پیدا کرنے والی قوت عقل ہی ہے اور عقل ہی کے راستے پر چلنا انسان کا رتبہ بڑھاتا ہے اور اس کو مداریج

کمال تک پہنچتا ہے۔ اس قوت کو جو انسان و حیوان میں فرق پیدا کرتی ہے قوتِ نطق کہتے ہیں۔ اور اسی کا نام "نفسِ ملکی" اور "نفسِ مطمئنہ" ہے۔ یہ قوت تمام امورِ نظری میں فکر کرتی اور اشیاء میں تمیز کرتی ہے اور اس سے کاموں کی حقیقت میں غور و تامل کرنے اور طبیعت میں صحیح نتائج پر کاربند ہونے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

باقی دو قوتیں بہائم اور انسان میں مشترک ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام "قوتِ غضبی" ہے جس کو "نفسِ بہیمی" بھی کہتے ہیں۔ اس کے اثر سے غصہ اور غضب پیدا ہوتا ہے اور انسان، ہولناک اور خوفناک کام کرنے میں دلیری اور جسارت کرتا ہے۔ اس قوت کے اثر سے دوسروں پر قابو پانے، جاہ و مرتبت میں بلندی اور رفعت کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور کھانے پینے، پہننے اور نکاح اور لذائذِ دنیا سے متمتع ہونے کا ستور پیدا ہوتا ہے۔

یہ دونوں قوتیں بقا و جیم اور بقا، نوع کے واسطے عطا ہوئی ہیں ان تینوں قوتوں کو باعتماد کام میں لانا تمام اخلاق کی بنیاد ہے اور انسان کی فضیلت و شرف یا رذیلیت و خست کا انحصار ان قوتوں کے جاویے یا استعمال پر ہے۔

قوتِ ناطقہ، قوتِ غضبی اور قوتِ شہوی کے اعتدال پر رکھنے اور ان سے صحیح مناسب کام لینے سے تین فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جب حرکتِ نفسِ ناطقہ اعتدال پر ہو اور طبیعت میں

ہو کہ صحیح اور یقینی معرفت اور حقائقِ نفسِ الامری کی معلومات حاصل کرے تو علم حاصل ہوتا ہے اور مسائلِ علم پر کاربند ہونے سے حکمت حاصل ہوتی ہے جب قوتِ نفسی کو اس درجہ پر رکھا جائے کہ حدِ اعتدال سے باہر نہ ہو اور اسی قدر تسلط و ترقی حاصل کرے جو عقل کے نزدیک محمود ہے تو اس حرکت سے علم حاصل ہوتا ہے اور یہ تبعیت "شجاعت" حاصل ہوتی ہے اور جب قوتِ شہوی کو اعتدال رکھا جائے اور جس قدر جائز لذات ہیں ان سے زیادہ حفظ حاصل کرنے کی خواہش کو ضبط کیا جائے تو "عفت" حاصل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ "سخاوت" بھی۔

جس طرح مختلف ادویہ کے باہم ترکیب دینے سے ایک خاص معجون تیار ہوتی ہے اس طرح ان تینوں قوتوں کی حفاظت اور ان فضیلتوں کے امتزاج و اعتدال سے ایک خاص حالت و کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ دراصل وہی کمالِ اخلاق انسانی ہے اس فضیلت کو "عدالت" کہتے ہیں۔ یہ فضائل جو قوتِ انسانی کے تحفظ و تسام سے پیدا ہوتے ہیں، تمام انسانی فضائل کی جڑ اور اصل ہیں۔ باقی اور فضائلِ فردی کی طرح ان ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ حکمت سے بہت سے پہلے ہیں مگر یہ سات زیادہ مشہور ہیں۔ اول۔ ذکاوت، دوم۔ سرعتِ فہم، سوم۔ صفائیِ ذہن، چہارم۔ سہولتِ تعلیم، پنجم۔ بحسنِ تعقل، ششم۔ سخاوت، ہفتم۔ تذکر۔

مقامات سے یہ سہولت نتیجہ نکالتے اور قضیوں کو جلدی سے سمجھ کر فوراً مطلب سمجھ جانے کے ملکہ کو ذکا کہتے ہیں۔

ملزومات کو دیکھ کر بلا وقت لازم کا لگانا سرعت فہم ہے۔ صفائی ذہن کے یہ معنی ہیں کہ نفس کو بلا اضطراب و تشویش مطلب کے استخراج کا ملکہ حاصل ہو جائے۔

حسن تسلیم یہ ہے کہ جو کچھ حاصل کرنا ہے، اسکی طرف توجہ کرنے کا اتنا ملکہ ہو کہ کتساب میں پریشانی خاطر خارج نہ ہو۔

حسن تنقل اسے کہتے ہیں کہ ہر امر میں بحث کرنے اور حقیقت کے انکشاف میں ایسی حد کا خیال رکھیے کہ نہ تو ضروری باتیں ترک ہو جائیں نہ لازم غیر ضروری داخل ہوں۔

تحفظ کی تعریف یہ ہے کہ جو صورتیں عقل یا دہم نے فکر یا خیال کے ذریعے سے حاصل کی ہیں وہ ضبط میں رہیں۔

تذکر کے یہ معنی ہیں کہ جو صورتیں حافظہ میں محفوظ ہیں۔ جب چاہے ان کو ظاہر کر سکے قوت غضبی کو اتنا قابو میں رکھنا کہ وہ عقل کے حکم کے خلاف نہ کرے اور اگر ضرورت ہو تو ہولناک تعلقات اور خوفناک

موقعوں میں قدم رکھتے وقت ہر اس یا خوف نہ آئے نہ خطرات کے مقابلے کے وقت ثابت قدمی میں تزلزل پڑے شجاعت کہلاتا ہے۔ جب یہ

ملکہ حاصل ہو تو اس کے ساتھ اور بہت سے اوصاف حاصل ہوتے ہیں جو بجا لے خود ایک فضیلت ہیں۔

مثلاً۔ کبر نفس، نخوت و دلیری، بلند ہمتی، ثبات۔ علو سکون، اہمیت، تحمل، تواضع، حمیت، رقت۔

کبر نفس یہ ہے کہ جو حالت انسان پر لایہی طوبہ پر واقع ہو خواہ اتنی ہو یا بڑی تو نگرانی کی یا افلاس کی بزرگی کی ہو یا خواری کی نفس کو اسکی مدد نہ ہو اور جو حالت خود انسان کی غلطی سے اس پر نہیں پڑی،

اگرچہ بظاہر خراب ہو۔ مگر نہ دولت کی خواہش نہ فقری سے مار۔ لانے کے رنگ بدلنے اور اپنی تغیر حالت کا کوئی اثر نہ افعال لیکن

حالات بے حیائی کی وجہ سے نہیں، بلکہ نفس کے استغنیٰ کی وجہ سے حاصل ہوتی چاہیے۔ کہ نفس میں ملکات شریقیہ کی حقیقت اتنی قائم

ہوتی ہو کہ ظاہری اور عارضی باتوں کی اسے پروا نہ ہو اور جو بزرگی کتساب کمال اور کالعدم معلوم ہوں اور ان میں اتنی قدرت

ہو جائے کہ وہ ملائم، ملائم اور خوش گوار اور ناگوار امور کا یکساں تحمل کر سکے۔

نخوت یہ ہے کہ جب خوف و غصہ کا سامنا ہو اور ہولناک امور پیش آئیں تو انسان جزع و فزع نہ کرنے لگے اور اس کے ایسے چھلکے

نہ ہوں نہ جائیں کہ نامنتظم حرکت میں ظہور میں آئے لگیں بلکہ نفس کی ثبات و وثوق حاصل رہے۔

علو ہمت کا مرتبہ بہت بڑا ہے جب حاصل ہوتا ہے کہ کتساب کمال اور طلب فضیلت دنیاوی منفعت حاصل کرنے یا

یا مکروہات کو دور کرنے کے لئے نہ ہوا انسان کو کوئی عارضی یا غیر نفع حاصل کر کے شادمان اور کسی ناخوش گوار امر کے پیش آنے سے نہ ہویہاں تک کہ نہ جان کی پرواہ ہو نہ مرگ کا خوف۔

ثبات کی تعریف یہ ہے کہ سنج و غم، الم و فکر، سختی و تکلیف کے مقابلے کی قوت پیدا ہو اور یہ چیزیں انسان پر زیادہ اثر نہ ڈالیں اور جب قہر صدمہ پہنچتا ہے اس سے زیادہ شکستہ نہ ہو، غصہ و غضب کی کیفیت کو روکنے اور ضبط کرنے کا نام حلم ہے اور علم سے نفس کی طمانیت حاصل ہو جاتی ہے کہ غضب غصہ کی تحریک جلد ہی نہیں کر دیتی اور انسان کبھی مغلوب الغضب نہیں ہوتا۔

سکون ایسے معاملات اور منازعات میں ثابت قدمی کو کہتے جو دین کی حرمت یا قوم و ملک کی عزت قائم رکھنے کے لئے پیش نہ آئے نہ سخت نہ اٹھانی پڑے۔

شہامت یہ ہے کہ نفس میں بڑے بڑے کام کرنے کی حد خواہش اسلئے پیدا نہ ہو کہ نیک نامی حاصل ہو یا بہت سا ثواب ملے جہاں تک تکلیف اٹھانا اور طاقتوں کی پرواہ نہ کرنا کہ کوئی کمزوری نہ ہو، فہمیت حاصل ہو، سچل ہے۔

تواضع کے معنی یہ نہیں کہ انسان ایسی خاکساری اختیار کرے اپنے رتبے سے گرجائے بلکہ یہ معنی ہیں کہ اپنے رتبہ پر قائم رہے جو لوگ کسی لحاظ سے مرتبہ ہیں اس سے رتبہ میں ان پر اپنے پیش

نہ دے

حیثیت یہ ہے کہ دین و مہذب کی حمایت یا حرمت و عزت کے قیام اور حفاظت میں کوئی بات نہ اٹھا رکھے اور جس طرح ممکن ہو حفاظت میں سعی کرے۔

ایمانے جنس کو مصیبت یا کسی تکلیف میں دیکھ کر قلب کا متاثر ہونا رقت کہلاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ضرور ہے کہ خود دیکھنے والے میں اضطراب و بد حالی نہ پیدا ہو۔

چکمت و شجاعت کی خاصیتیں تھیں۔ تیسری فضیلت عفت ہے جو قوت شہوانی کی تہذیب سے حاصل ہوتی ہو عفت اُسے کہتے ہیں کہ قہر شہوانی عقل کے تابع ہے اور جہاں تک ضرورت ہو اُن سے جائز طور پر کام لیا جائے اور نفس امارہ کی قید اور تابعداری سے انسان آزاد ہے اس قوت میں کمال حاصل کرنے سے اور بارہ فضیلتیں پیدا ہوتی ہیں جو تمام اصول اخلاق کی جان ہیں مثلاً حیا، رفق، حسن ہدی، مسامتت، عفت، صبر، قناعت، وقار، ورع، انتظام، حریت، سخا، وغیرہ حیا یہ ہے کہ جب انسان کو کسی فعل کی برائی معلوم ہو جائے۔ تو وہ اس سبب سے بچے اس کا آریکاب نہ کرے کہ لوگ نام رکھیں گے یا خدمت کریں گے۔

رفق ایسے کاموں کے کرنے کو کہتے ہیں جو واجب تو نہ ہوں لیکن ان کا کرنا کسی پر احسان کرنا ہو اور نفس میں یہ قوت پیدا ہو کہ ایسے کاموں میں

مانع نہ آئے۔

حسن ہمدی۔ کمال حاصل کرنے کی حقیقی خواہش اور سچی رغبت کا نام ہے۔ اختلاف رائے اور باہمی تنازع کے وقت برداشت کرنا یا صحیح رکھنا مسامت کہلاتا ہے۔

حرکتِ شہوت کے وقت نفس کا ساکن رہنا اور بے اختیار نہ ہونا وعظ ہے۔

صبر کی تعریف یہ ہے کہ خواہش نفس امارہ کا مقابلہ کیا جائے تاکہ نفس بقیع لہڑیوں میں نہ پڑ جائے، صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو مطلوب پر صبر کرنا یعنی جس چیز کو دل چاہ رہا ہے اگر نہ ملے تو بے قرار نہ ہونا۔ دوئم، مکرہات پر صبر کرنا یعنی اگر ناگوار امور پیش آئیں یا مشکل پڑے

تو بزع و فزع نہ کرنا، دوسری صورت قدرتِ عصبی کی تہذیب سے تعلق رکھتی ہے۔ قناعت حاجتوں کے دائرے کو محدود رکھنا اور جس قدر با آسانی

اور جائز طور سے مل سکے اور اس پر اکتفا کرنا ہے کہ جس قدر فی الواقع ضرورت ہے۔ اس قدر کھائے پیئے اور اشیاءِ مہیا رکھے، نہ یہ کہ آرائش اور نمائش کے لئے، تمام زمانے کے نادرات جمع کرے اور مال و قناعت نہ صرف ضروریات کے پورا کرنے کے لئے حاصل کرے بلکہ جمع کرنے اور امیلاہ ٹھاٹھ دکھانے کے واسطے۔

وقار۔ شبابِ زندگی اور مجتہد سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں لیکن مجتہد سے پرہیز اس حد تک جائز ہے کہ مقصدِ فوت نہ ہو، نہ چیز کے بجائے

وقار کے سستی ظاہر ہو اور مطلب فوت ہو جائے۔

درع پرہیز گاری کا نام ہے یعنی نفسِ اعمال نیک اور افعال پسندیدہ پر کار بند ہونا کاموں کے کونے میں اس سے عمداً کتا ہی اور سستی ظاہر نہ ہو۔

انتظامِ نفس کے اُس حکم کو کہتے ہیں جو کاموں کا اندازہ کر سکتا ہے اور حسبِ مصلحت ان کی ترتیب کا خیال رکھتا ہے۔

حریت۔ اکتسابِ مال سے متعلق ہے کہ انسان جائز پیشیوں اور طریقوں سے مال حاصل کرے اور ناروا ذرائع اختیار نہ کرے اسی طرح مال کو جائز طور پر نیک مصارف میں صرف کرے فضول اخراجات عیاشی میں نہ اڑائے۔

سختا یہ ہے کہ انسان کو مال یا کوئی چیز دوسرے کو دینی گراں نہ گزرتے۔ لیکن یہ شرط ہے کہ اسی قدر دیا جائے جتنا کہ دینا ضروری ہے اور ایسے شخص کو دیا جائے جو اس کا مستحق ہو۔

قوتِ ناطقہ غصبی اور شہوی کی تہذیب سے جو خاص کیفیت نفس میں پیدا ہوتی ہے وہ عدالت ہے یہ کیفیت بھی تنہا نہیں بلکہ بہت سے خصائلِ محمودہ کا مجموعہ ہے۔ جو اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ صباقت، الفت، وفا، شفقت، صلہ رحم، مکافاتِ حسنِ شرکت، حسنِ تقضا، تود و تسلیم، توکل، عبادات ہیں کہ انسانیت کی شان اور

رشتہ دار، قرابت معنوی، امتداد، پیرو، استاذ زادہ۔ احباب
وہ جن سے اگرچہ رشتہ داری کا تعلق نہ ہو، لیکن روحانی تعلقات ہوں
سب کے ساتھ سلوک کو ناصحہ رحم میں داخل ہے۔

مکافات یہ ہے کہ اگر کسی سے نفع پہنچے تو اتنا یا اس سے زیادہ
اسے پہنچائے اور اگر ضرر یا نقصان پہنچے تو اس سے کم نقصان یا
دوسرے کو پہنچائے۔

حسن شرکت۔ معاملات کی خوبی ہے کہ داد و ستد وغیرہ اس
کرے جس سے دوسرے شہر کا دیکھتی تھی یا ان کی ناراضگی کا باعث
ہو۔

حسن قضاء تمدن کا انحصار ہے یعنی حسن قضاء یہ ہے کہ لوگوں کے
حق کی نگرانی اور نگہداشت کرے اور جس قدر جس کا حق ہے اسے
پہنچائے، کسی کا حق اس کو دینا اس پر احسان کرنا نہیں ہے اور اس کی
تلفی کرنا گناہ اور باعث مذمت ہے۔ لہذا اولے حق میں احسان
نہایت حق تلفی کر کے اپنے تئیں نشانہ ملامت بنانا خلاف انسانیت ہے
تو دود یہ ہے کہ طبیعت کلام یا انعام و اکرام یا کسی سبب سے
اور فاضل شخص کی دوستی اور محبت حاصل کرے۔

تسلیم احکام خدا و قواعد شرع کے ماننے کو کہتے ہیں اور یہ
ماتہ پر جبر و کراہ نہ ہو بلکہ برضا و خوشی اور بحسن قبول ہونا چاہیے۔
توکل ایسے کاموں میں جو انسان کی قدرت و تدبیر سے باہر ہو

شرافت کا خاصہ ہے۔ ان کی تفصیل تو بہت بڑی ہے۔ طوالت کے
خیال سے صرف تعریفیات پر اکتفا کرنا مناسب ہے تاکہ ایک اجمالی
واقفیت پیدا ہو جائے۔

صداقت دوستی صادق سے مراد ہے کہ دوستوں سے دوئی
اٹھ جائے اور رابطہ اعتماد اس قدر مستحکم ہو جائے کہ انسان جو کچھ اپنے
واسطے چاہے وہی دوسرے کے لئے چاہے اور جو حالت یا جو چیز
اپنے لئے ناپسند ہو وہ سب کے لئے ناپسند کرے۔

الفت یہ ہے کہ تمام لوگ باہمی محاورت پر متفق ہوں اور
معاملات کی نسبت ان کی رائے و اعتقاد میں اتفاق ہو۔

وفایہ ہے کہ جو عہد یا وعدہ کرے اس کو نبھائے اور اپنے قول سے
نہ پھرے اور دوسروں کو جو محاورت یا غمخواری اختیار کر لی ہے اس کو
چھوڑ نہ دے۔

شفقت دل کا فعل ہے کہ کسی دوسرے شخص کو کوئی مصیبت
پیش آجائے تو انسان کے دل پر شخص کا یہ ابر حال دیکھ کر چوٹ
لگے اور جہاں تک اپنے سے ہو اس کی مدد کرنے اور مصیبت کے
گھٹانے پر کمر باندھے۔

صلہ رحم اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو اپنے مال اور
میںشت میں شریک کرنا ہے۔ مراتب و رشتہ دو طرح کے ہوتے ہیں
اچھ صورتی اور دوسرے معنوی۔ قرابت صورتی مثلاً ماں باپ

چکے ہوں یا جن میں انسان کو مداخلت نہ ہو، خدا پر بھروسہ کرنا اور قبول کرنا اور فضول خیالات سے دماغ نہ پکانا ہے اور یہ سمجھ لینا کہ گو اسباب اور تدبیر سے کام لینا ہمارا کام ہے لیکن اس تدبیر کے مطابق نتیجہ پیدا کرنا تو مطلق کے اختیار میں ہے۔

توکل کے یہ معنی ہیں کہ انسان اسباب مہیا نہ کرے یا تدبیر نہ کرے بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان سے حسب دل خواہ نتیجہ نکلنا خدا کے اختیار میں جاتے ہیں۔ توکل زانوسی اشتربہ بند۔ یا جن امور میں اسباب و تدبیر کام نہ دیتے ہوں ان کو بالکل مرضی الہی پر چھوڑ دے، اگر باوجود اسباب تدبیر کی قدرت کے انسان کوئی کام نہ کرے اور عمدہ نتیجہ کا موقع ہو تو اس بے وقوف کے مانند ہو گا کہ زراعت نہ کرے اور پیداوار کی امید رکھے عبادت — خداوند تعالیٰ کی تعظیم و تمجید کرنا اور احکام شریعت کی پابندی کرنا ہے اس کے لئے تقویٰ اختیار کرنا اور معاصی سے احتراز ضرور ہے۔

شیعاعت اور عفت اور عدالت کے ملکات سے جو فضیلت پیدا ہوتی ہے اس کی اجمالی کیفیت ان تعریفات سے معلوم ہو سکتی ہے ان میں بعض خود انسان کے نقص سے تعلق رکھتی ہیں اور تہذیب اخلاق میں داخل ہیں۔ بعض تدبیر منزل اور سیاست تمدن سے متعلق ہیں اور ان کے اکتساب سے دوسروں کے ساتھ مدارات کرنے یا عدالت قائم رکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

یہ سب فضیلتیں اور قوائے نفسانی کی تہذیب پیدا ہوتی ہیں اور ان کی پوری حقیقت بیان کرنے کے لئے ہر ایک پر ایک بسیط مضمون لکھنے کی ضرورت ہے۔ لیکن کتاب کی ضخامت سب کا مفصل حال بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔



پس رحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

سے قوانین اس کی بصیرت سے اوجھل ہیں۔ لیکن جوں جوں انسان نے اپنے ذہن کے برقی گوشوں پر طبع آزمائی کو فی شہد کی۔ ہماری اس کائنات میں فطرت کے بہت سے قوانین عمل میں آجے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جو قوانین عمل میں آجے ہیں ان سب سے ہمیں آگاہی ہو۔

دراصل ہمارے پاس علم کی کوتاہی ہے۔ جب ہمیں کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو تو کوئی اس کا تذکرہ کرے تو ہم فوج اس کی نفی کر دیتے ہیں یہ نہیں سوچتے ممکن ہے وہ جس قانون کی بات کر رہا ہے اس کا حقیقت میں جو ہو، بالکل اسی طرح جب ٹیلیفون ابھی ایجاد نہ ہوا تھا اور اس کا شاہکار عام نہ ہوا تھا۔ لوگ اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے ایک تاریک آدمی کو دور دراز بیٹھتے ہوئے فرد کو سنائی دے سکتی ہے۔ آپ بات کر سکتے ہیں۔ لوگوں نے اسے جادو کہا۔ کسی نے شیطان کا وار سے تعبیر کیا۔ لیکن آج وہ کسی کھلونے سے کم نہیں۔

اسی طرح قوانین قدرت میں نہ جانے کتنے علم پوشیدہ ہیں جبکہ ہمارے پاس کچھ بھی معلوم نہیں۔ ہمارے علم کی سطح ٹیلی میٹھی کے بارے میں کچھ ایسے کم علمی والے نظریات ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں۔ انسان کو خود یہ معلوم نہیں اس کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے کس قسم کی اور کیسی غیر معمولی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ آپ کے ذہن کو اللہ تعالیٰ ایک ایسا طلسماتی آئینہ فراہم کیا ہے جس میں آپ جتنی شکل جس جگہ جس معتم کو چاہیں دیکھ سکتے

اشرف المخلوقات

اس لفظ سے انسان کو اپنی اہمیت کا پورا احساس ہو جاتا ہے اسے تمام خلایق پر افضلیت حاصل ہے۔ دنیا میں کوئی ذی روح اس کی ہم عصر نہیں۔ لیکن اس انسان کو اپنے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔ اگر معلوم ہے تو اس قدر کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ اور قدرت نے اس کی فطرت کے لئے کچھ قوانین مرتب کئے ہیں لیکن اب تک وہ ان قوانین میں سے چند ایک ہی کو پاسکے ہے۔ ابھی بہت

ہیں۔ لیکن اس کے لئے قدرت کے قوانین میں سے ان پوشیدہ رموز کو سمجھنا ہوگا۔ اس علم کا درس لینا ہوگا، ہمارے ذہن کو جو سچائی عطا کر سکے ممکن ہے اسے آپ اسے "ما فوق الفطرت" تصور کرتے ہیں لیکن آپ کو حقیقت میں کرنا ہوگا۔ قدرت کے قوانین میں کوئی بھی علم حیات سے خالی نہیں۔ ہر علم اپنے امداد میں زندگی کی حرارت لئے ہے اور یہ علم کی حرارت ہی تو ہوتی ہے جو دنیا کی حیات راہگیر ایجادات کو حرارت بخشی ہے۔

کیا آپ کبھی کوئی چیز ایسی دیکھی ہیں جس کا کوئی مصرف ہی نہ ہو جیسے آپ بیکار سمجھتے ہوں۔ آپ کبھی سوچتے ہوں گے۔ یہ درخت اللہ تعالیٰ نے کیوں بنائے۔ اب آپ ہی سوچئے اگر درخت نہ ہوتے تو پھل کہاں سے آتے۔ آپ لکڑی کہاں سے لیتے، اور آپ کے گھر میں اتنا اچھا فرنیچر کہاں سے مہیا ہوتا۔ اور پھر سب سے مفید ترین بات یہ کہ ان سے ہم تازہ آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔ جو ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے۔ دہریہ گیہوں کو یہ اپنے وجود میں سمولیتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے گائے بکری بھیس قسم کے جانور تو ٹھیک ہیں، لیکن یہ خوشخوار درندے شیر، چیتے، ہیل گائے ہاتھی وغیرہ کی کیا ضرورت تھی۔

ظاہر ہے آپ کی اپنی سوچ ہے۔ آپ نے کبھی ٹی وی کی مشینری دیکھی ہے۔ اس میں بے شمار چھوٹے بڑے آلات لگے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کی کوششوں سے سکرین روشن ہوتی ہے اور نشریات دیکھ پاتے

ہیں۔ اسی طرح اس دنیا کو قائم اور نظام کو چلانے میں ان جانوروں کا بھی اہم کردار ہے۔

اگر یہ درندے نہ ہوتے تو چھوٹے جانور چوہوں کی طرح آپ کے گھروں میں گھسے بٹتے اور آپ کا جینا حلام ہو جاتا۔ اس طرح دنیا میں ہر چیز ہر جاندار اپنا کردار قانون فطرت کے مطابق ادا کر رہا ہے۔ اس دنیا میں ہر شے اور انتہا قوانین فطرت کے عین مطابق ہے اور کوئی بھی چیز فطرت سے بالاتر نہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ قوانین فطرت نے آپ کو بے پناہ طاقت سے نوازا ہے۔ آپ میں بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ انسان کی صلاحیتوں کے کچھ مظاہر تو آپ کے سامنے ہیں اور آج وہ مظاہر آپ کی زندگی کا ایک حصہ بن گئے ہیں یہ فضا میں اڑتا ہوا جہاز، یہ ہوا کی لہروں سے ٹی وی پر متحرک تصویریں، ٹیلی فون، راکٹ وغیرہ وغیرہ۔

ہیں آپ کو انسان کی صلاحیتوں سے مظاہر میں آنے والی تمام اشیاء کے نام گننے سے قاصر ہوں۔ کیونکہ ان کی لمبی فہرست ہے جن کو لکھنے کے لئے سینکڑوں صفحے درکار ہوں گے۔

ہاں تو ہم آپ کو آپ کی صلاحیتوں کے بارے میں آگاہی دے رہے ہوتے۔ جنہیں آپ نے کبھی آزمائے کی کوشش ہی نہیں کی۔

آپ میں وہ صلاحیت موجود ہے کہ آپ اپنی برقی لہروں کی قوت سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر موجود اشیا کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ اسے

پیام دے سکتے ہیں اور اسے اپنا حکم ماننے پر آپ مجبور کر سکتے ہیں۔
آپ میں ہر شخص کو متاثر کرنے کی صلاحیت جتنی ہے چاہے وہ آپ
سے دور ہے یا آپ کے قریب۔

آپ کے ہاتھ میں میٹھی ہے۔ آپ نے یہاں کسی مریض کے جسم کو
چھوا، اس کا مرض ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ جس پر آپ نے نظریں جمادیں، اس
کی قوت برداشت غشی میں بدل گئی۔ یہ تمام قوتیں آپ میں موجود ہیں۔
پھر آپ خود کو دوسروں کا محتاج، لاچار، بے بس کیوں محسوس کرتے
ہیں۔ یہ صلاحیتیں کسی دکان پر تو ملتی نہیں آپ جا کر خرید لائیں۔
نہ ہی کسی شخص کے اسٹور میں موجود ہیں کہ آپ کو عنایت کر دے۔
یہ صلاحیتیں آپ کے اندر موجود ہیں جو خود آپ کی کوشش سے آپ کو
فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔

ممکن ہے آپ نے کبھی اپنی ان صلاحیتوں کے بارے میں کبھی توجہ
ہی نہ کی ہو۔ ہو سکتا ہے آپ کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ آپ سحر انگیز صلاحیتوں
کے مالک ہیں۔ اگر معلوم بھی ہے تو ان صلاحیتوں کے ظہور سے واقفیت
نہیں۔ آپ کو ان سے کام لینا نہیں آتا۔ وہ طریقہ نہیں آتا جس سے ہم اپنی
صلاحیتوں سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اس سے
فائدہ پہنچائیں۔ اس علم سے ناواقف ہیں جو ان صلاحیتوں کو
ازطشت بام کر سکے۔ پریشانی، بیماری کی صورت میں آپ نے اکثر
مصلحت کو دیکھا ہوگا۔ ممکن ہے اس قسم کے حالات آپ کے اپنے

ساتھ پیش آتے ہوں، کوئی شخص اس حالات میں آپ سے ملا کسی
نے آپ کو یہ بتایا کہ فلاں شخص بڑی قوت کا مالک ہے، اس میں
روحانی قوت ہے۔ آپ اس کے پاس پہنچے۔ چند لمحوں میں وہ آپ کو
تیار کر لیا اور پھر اس نے جو کچھ آپ سے بیان کیا۔ آپ کے لئے نہایت
نافع تھا آپ کس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس وقت آپ کیا سوچ
ہیں۔ اور یہ سب کچھ دیکھ کر آپ کو یقین ہو گیا۔ وہ مافوق الظہرت
کا مالک ہے اور اس پر ایمان لے آئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک عام انسان کے لئے جو اپنی ذہنی
صلاحیتوں سے واقف نہیں۔ اس کے لئے یہ تمام چیزیں کسی بھی
عجوبہ سے کم نہیں۔ لیکن آپ بھول رہے ہیں، آپ میں بھی یہ قوت
موجود ہے۔



ہے تو اسے سطح کے برابر کیا جاتا ہے، پھر اس کی بنیادیں کھود دی جاتی ہیں، پھر ستون کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر دیواریں۔ پلستر۔ کھڑکی اور دروازے اور آخر میں رنگ دروختن۔

آپ نے دیکھا ایک عمارت کی تعمیر صرف زبانی عمارت کہہ دینے سے نہیں ہو جاتی۔ اس کی تعمیر کئی مراحل میں پائے تکمیل کو پہنچتی ہے۔ پھر کینٹرک کوئی بھی علم۔ بغیر مکان، بغیر نقشہ، بغیر بنیاد کے حاصل کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ ناممکن ہے۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس شخص نے آپ کی زندگی میں نمودار ہونے والی پریشانی کو پوری صحت کے ساتھ بیان کر دیا اور یہاں تک اس وقت آپ جو سوچ رہے تھے، اس سے بھی آپ کو آگاہی دیدی۔ آپ اسے غیبی طاقت کا مالک سمجھنے لگے، حالانکہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں تھی اور نہ ہے۔

لیکن جیسا کہ ہم آپ کو بھی بتا چکے ہیں ہر انسان میں غیر معمولی صلاحیتیں ہیں جو عام آدمی سے اس شخص کو امتیاز کر دیتی ہیں جو ان صلاحیتوں کو پہچان لیتا ہے اور اسے ایک خاص طریقے علم کے ذریعے اپنے طالب کر لیتی ہے یہ ہمارا ہی بھول ہے غلط فہمی ہے کہ ایسے حضرات بالکل الغلط ہوتے ہیں۔ آپ یقین کر لیں، اس کائنات میں فوق الفطر کوئی چیز نہیں۔ آپ بھی یہ غیر معمولی قوت اپنے وجود میں پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ ٹیلی پیتھی کے علم کے تمام اسرار و رموز کو جانتا

کیا تجھ میں یہ قوت ہے؟

یقیناً ہیں آپ میں یہ قوت حتیٰ ہے۔ لیکن اس قوت کو حاصل کرنے سے پہلے یا اس قوت کا درس شروع کرتے سے پہلے آپ کو اپنے آپ پر ایک نظر ڈالنی ہوگی۔ ایک جائزہ لینا ہوگا۔

کیا آپ میں وہ اوصاف ہیں جو اس علم کو حاصل کرنے کے لئے ایک فرد میں موجود ہونے چاہئیں۔ اگر ان میں کسی چیز کی کمی ہے تو آپ اسے پورا کیجئے، اگر کوئی بڑی عادت ہے۔ جو اس علم کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہو سکتی ہے اسے ترک کیجئے۔

آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ کسی بھی عمارت کی تعمیر سے پہلے اس کا نقشہ بنایا جاتا ہے۔ اس کا ڈیزائن آپ کے پاس ہونا چاہئے۔ ہر وہ ذریعہ ہموار کی جاتی ہے، درمیان میں کوئی ٹیلہ کوئی مٹی کا اجھار

ہوگا

ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ جلد سے جلد تیزی سے کامیاب زندگی کا دامن مقام لے۔ اس لئے سب بولغت کے بعد جدوجہد میں مصروف عمل ہو جاتا ہے۔ زندگی کوئی بھی لائحہ عمل کیلئے نہیں دو راستوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔

یہ کائنات جب سے وجود میں آئی ہے اور انسان نے شعور کا آنکھ سے کائنات کو دیکھا۔ اس کے سامنے دو ہی تصور ہے ایک نیکی اور دوسرا بدی کا، اور انسان کو ان دونوں راستوں میں سے صرف ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔

ظاہر ہے انسان ہونے کے ناطہ ہر فرد کی یہ خواہش ہوتی ہے نیکی کے راستے سے اپنی منزل کا سفر طے کرے، لیکن اس کے ساتھ جو غیر شرکاء صلاحیتیں انسان کے اندر موجود ہیں۔ یہ انسان کو اپنی ذات پر منحصر ہے وہ کس منزل کا تعین کرتا ہے۔ انسان اگر نیک سعادت کی منزل کی جانب محو سفر ہو تو فرشتے اس کی راہ میں ہلکتے بچھا دیتے۔ اور معبود حقیقی اسے فرشتوں سے اعلیٰ مقام عطا کرتے ہیں جیکے یہی انسان بدی گناہ کو کامیابی کا جان کر رخت سفر ہوتا ہے تو دولت، رسوائیاں، گناہ کی سیاہی اسکا مقدر بن جاتی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے ہمیشہ اس راستے، اس منزل کا انتخاب کرے جو اسے اس دنیا میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز کرے اور اپنے خالق کے

وہ لوگ ہوتے ہیں جو نیکی سے فرار حاصل کر کے دنیاوی آسائش کے لئے بخود کو شکر کے پیرو کر دیتے ہیں۔ انسان ہمیشہ سے غلط فہمی کا شکار رہا ہے ادبیہ غلط فہمی ہی انہیں سوز و گم کی چمک زندگی کی روشنی سے تعبیر کر کے اندھی کھائی میں اتار دیتی ہیں۔

دراصل یہ سوز و گم کی ان آتشیں شعلوں کو اپنی زندگی کی روشنی سمجھ لیتے ہیں۔ انہیں نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قریب جتنی تیزی سے آگیں گے۔ اس کی تیز آتشیں شعلیں جسم کو جھلسا کر رکھ دیں گی۔ چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ دماغ پھل کر بہہ جائے گا اور پھر اس جھلسی ہوئی زندگی کے پاس ماسوائے کرب و اذیت کے کچھ نہ بچے گا۔ کرب آگیز کر رہی اور سسکیاں فضا میں ارتعاش ضرور ہوگا۔ اس مجلسی ہوئی زندگی کا علاج ناممکن ہے۔

اس دنیا میں کامیاب اور سرخرو وہی لوگ ہوتے ہیں جو مسلسل جدوجہد کرتے ہیں۔ عام راستہ اپنانے کی بجائے اپنے لئے خاص راستہ تلاش کرتے ہیں۔ اور اس راستے کا تعین کرنے کے بعد دنیاوی آسائش کے لئے نہیں، قلب کی آسائش کے لئے اپنے سفر کا افتتاح کرتے ہیں۔ اس سفر میں ان کے پاس آسائش زاد راہ کی گارنٹی عظیم مقصد ہوتا ہے۔ ممکن اور راستے کی دشواریوں سے یہ لوگ ہارنے نہیں اور وہی تھک کر کسی ایک مقام پر بیٹھ کر تقدیر کا رویہ دیکھتے ہیں بلکہ اپنی جدوجہد کا سلسلہ روز بروز زیادہ محنت لگن سے

حضور بھی سرخروئی کا سامان بنا سکے۔

بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ وہ شرادہ خیر دونوں کو

کے رہبر، دوست بنا کر اس منزل کی مسافت طے کریں۔ جہاں
الوداع کہہ کر اسے ہمیشہ کے لئے گہری نیند کے حوالے کر دے
لوگوں کی مثال جائے موجودہ معاشرے میں جتنی موجود ہے۔ ایک
تو یہ لوگ رشوت کے ذریعے لمبی رشتہ و ہول کرتے ہیں۔
جانب وہ خیر سے جمعہ کی نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ اور بقیہ پر
بھاری بھر کم بکا ذبح کرتے ہیں۔

اسی طرح دودھ فروش ہیں جو پودے و پانی کی ملاوٹ سے
کھاتے ہیں اور دو سال بعد فرائض کی بجائے وری کے لئے بند لیا
جج کارکن ادا کرنے چلے جاتے ہیں۔ معاشرے کا ہر پانچواں فرد
دہرے راستے پر گامزن ہے۔

لیکن آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا۔ یہ لوگ سکون سے محروم ہیں
لمحہ ایک آنجان خوف ان کے اعصاب کو جھکڑے رہتا ہے۔
جیسی نعمت ان کے سفر کی تھکان میں ان کی کوئی مدد نہیں کرتی
فطری نعمت کو ان سے کوئی ہمدردی نہیں۔ معاشرے کے ہر فرد کو
ہے یہ سلام خواہ ہے۔ کوئی بھی انہیں تعظیم کی نگاہ سے نہیں دیکھتا
یہی لوگ جب اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں تو فوق الفطرت
لوگوں کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیتے ہیں۔

اس نخلستان میں جائے، جہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ پیاس
نے کے لئے موجود ہے، ہرے بھرے درخت ہیں اور ان درختوں سے
چھین کر سکون، شیریں طابقت کی افشاں بکھیر رہی ہیں۔
یہی وہ مفتاح ہے جہاں آپ نے اپنی صلاحیت کا ثمر پانا ہے۔
شناخت کرنا ہے۔ انسان کی اپنی پہچان ہوتی ہے جب انسان
پہچان ہو جائے تو وہ اس روشنی کی حقیقت کو پالیتا ہے جس کی
نخلستان میں بکھیر رہی ہیں۔ یہ روشنی کیسی ہے یہ کس چیز کی روشنی ہے
کی روشنی ایسی نہیں ہو سکتی، نہ ہی کوئی برقی روشنی اس کی معصرت ہو سکتی
اور نہ ہی یہ کوئی ملاوٹ ہے۔ پھر یہ کیسی روشنی ہے۔

انسان جب خود شناس ہو جاتا ہے۔ اس میں خود شناسی کے تمام اسرار خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں اور پھر وہ روشنی کی اس حقیقت کو پہچان لیتا ہے جو اس کے ذہن کے آئینے پر عکس بنی ہوئی ہے۔ جب انسان اپنی پہچان کر لیتا ہے تو پھر وہ اپنے خالی کو پہچاننے میں غلطی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے معبود کے رموز کو جان لیتا ہے۔ پھر اس کے لئے اسرار ہمت نہیں رہتے اور پھر اس کے لئے دنیا کی امارت، جاہ و جلال، جاہ و چشم دھول کے سرے پر کچھ نہیں رہتے۔ وصول کی حیثیت ہی کیا۔ ۹۔

کسی بھی لمحے ہوا کی تمدی اس کے وجود کو ذرات بنا کر بنا کر کر رہا ہے۔ ہوا میں کتنے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں۔ اسے جاننا ایک عام فرد کی حیثیت کہاں۔ اس ہوا میں وہ برقی رد میں مصروف عمل ہیں۔ انسان صرف ان صلاحیتوں ہی سے ان کا کھوج لگا سکتا ہے۔ ہوا جو نظر نہیں آتی۔ جسم کے ہر حصہ میں اسے محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ایسی ہی برقی لہریں آپ کے ذہن میں موجود ہیں جسے دیکھا نہیں جاسکتا۔ لیکن آپ محسوس بھی اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک آپ اپنے صلاحیتوں کے کھوج کو زندگی کا نصب العین نہ بنالیں۔

یاد رکھئے! انسان میں قدرت نے بے پناہ صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ اس نے کبھی ان صلاحیتوں سے زندگی کو روشن کرنے کا کوشش ہی نہیں کی۔ آپ کے دماغ میں ایسی خصوصیات موجود ہیں جو آپ کو دور دراز سفر پر ہونے والے شخص کے بارے میں تمام معلومات فراہم کر سکیں جو آپ کی

کیا اس سے بھی بعید ہے

روحیت کیا ہے

اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں اور بہت سے ذہنوں میں بڑے عجیب و غریب سوالات پائے جاتے ہیں۔ روحیت کو ویسے ہی بے شمار نام سے نشانی دیا جاتا ہے۔ جبر متبر، جادو، لوطی، اسفل، علوم، فنون سادسی، نظریہ زندگی، علمی تعویذات، علمی عملیات، حضرات ارواح، پراسرار جڑی بوٹیاں اس کے سوا بے شمار نام ہیں جنہیں اہم تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ سب نام اس میں شک نہیں کہ روحیت ایک محسوس حقیقت ہے۔ یہ ایک آئینہ علم ہے۔ لیکن جہاں تک روحانیت کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ پر ناقابل تردید حقیقت ہے۔ لیکن عرفان صرف ان افراد کو حاصل ہوتا ہے جو اپنے رب کی وحدانیت میں فنا ہو جاتے ہیں۔ جو خود کو شناخت کر لیتے ہیں۔

خود شناس۔ خدا شناسی کا بہترین ذریعہ ہے یہ اس روشنی کو پا لیتے ہیں۔ جسے نور کہا جاتا ہے۔ اس نور سے رب العزت اپنے ان بندوں کو ہی روشنی عطا کرتا ہے جو صرف اس کے ہو جاتے ہیں۔ کوئی شخص بھی اس نور کی قوتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جس سے کوئی عالم افراد فیض پاتے ہیں۔ ان برحیت تصورات کی حیثیت کیا؟ ان میں وہ برحیت ہیں جو شیطانی قوت سے پامال و علوم پر دسترس حاصل کر کے لوگوں پر حکمران بننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس نور کے سامنے ماسوائے پرچھائیں کے کچھ نہیں ظالم کتا ہی طاقتور ہندو کیوں نہ ہو موت کے روبرو اس کی حیثیت ماسوائے مٹی کے کچھ نہیں۔

موت اور زندگی کا اختیار سوائے میرے رب کے اور کسی کو نہیں۔ علم روحانی کے مقابل سنی علم کی حیثیت کیا ہے۔ ماسوائے موت کے کچھ نہیں۔

علم روحانیت :- علم روحانیت اور علم روحیت میں بہت بڑا فرق ہے، ہم نے مختصر طور پر علم روحانیت پر چند سطریں تحریر کی ہیں۔ لیکن علم روحیت کے بارے میں تفصیلاً آپ کو آگاہی دینے کی کوشش کریں گے۔
روحیت :- اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا نام ہے وہ صلاحیتیں جو آپ کے اندر موجود ہیں۔ ایسی غنی صلاحیتیں جو آپ کو بے پناہ قوت عطا کر سکتی ہیں۔ کچھ لوگ اسے عقیمہ سے مملو کرتے ہیں اور کچھ اسے روحانی عرفان کا درجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب غلط ہے۔ روحیت

مٹی پیتی کیلئے

اس سائنسدان کی طرح کا ایک علم ہے۔ جس نے اپنے ذہن کی قوت کو استعمال کیا۔ اپنی صلاحیتوں کو آزمایا، جہاز بتایا، ریل گاڑی ایجاد کی۔ ٹیلیوژن، کمپیوٹر کو دنیا سے روشناس کرایا۔ روحیت بھی ایسا ہی علم ہے۔ جس طرح آپ کار چلاتے کے لئے باقاعدہ کورس کرتے ہیں۔ ٹریننگ لیتے ہیں۔ کمپیوٹر کے اسرار و رموز کے لئے باقاعدہ کلاسیں کرتے ہیں۔

اسی طرح روحیت پر عبور حاصل کرنے کے لئے بھی باقاعدہ تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اسے وقت درکار ہے اور ساتھ تو جہاد کیسوی بھی۔
مٹی پیتی۔ مٹی پیتی علم روحیت کی شاخ ہے جو آپ کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع فراہم کرتی ہے۔ آپ کے ذہن میں پوشیدہ قوتوں کو سرگرم عمل کرتی ہے، لیکن اس کے لئے جیسا ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ تو جہاد کیسوی پہلی شرط ہے۔ دوسری شرط آپ کا ذہن ہر آلودگی سے پاک ہو۔

۱۔ اگر آپ کسی جگہ پر ملازمت کرتے ہیں تو آپ کو یا تو بہت ملحق، خدمت گزار، بچت اور اس کام کی اہمیت سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ جو اس کی ذمہ داری میں شامل ہے یا اپنے مالک کے مزاج، اس کی طبیعت اور مذاق سے پوری طرح واقف ہو، وہ اپنے مالک کو کس طرح خوش رکھ سکتا ہے۔ بروقت اسکی خوشنودی حاصل کرنے میں آپ کا

ہر اقدام قابلِ تامل ہو گا۔

اگر آپ نے ان رموز اور انکی اہمیت کو جان لیا تو پھر آپ کیلئے کامیابی کا نہر در کھلتا چلا جائے گا۔ لیکن اس در کو کھولنا اس قدر آسان نہیں۔ اس در کو کھولنے کے لئے آپ کو اپنی ذہنی قوت صرف کرنی ہوگی کسی علم یا ہنر کو پانے کے لئے انسان کو کچھ کھونا پڑتا ہے۔ محنت در کا یہی ہے۔ لیکن علم و حقیقت کو پاتے کے لئے آپ کو اس علم کا طالع ہونا ہو گا۔ اس کا مقدم بن کر رہنا ہو گا۔ یہ آپ قبول جانیے کہ آپ کون ہیں، آپ کس قدر حیسانی قوت کے مالک ہیں یا آپ نے کتنی تعلیم کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ لوگ آپ کے عقلمند سمجھتے ہیں

ممکن ہے آپ بہت غریب ہوں لوگ آپ کی عزت بھی نہ کرتے ہوں اور ان لوگوں کے درمیان آپ با و تار شخصیت بن کر ابھرتے چاہتے ہیں۔ آپ یہ مت ام پاسکتے ہیں یہ کوئی ایسی ناممکن بات نہیں۔ بقول شاعر۔

مٹا دے اپنی ہستی کو گو کچھ مرتبہ چاہے
دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

یہ ایک حقیقت ہے، انسان جیب تک اپنی خواہشات نفسانی ہیئت اپنے اعراض کے تابوت میں قوتِ ارادی کی کیل نہیں ٹھونکتا۔ اس وقت تک یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو وہ بندی دیکھ سکے جس کی تمت کئے بیٹھا ہے۔ انسان کو مخفی معلوم پر عبور پانے کے لئے

اپکو اپنے نفس کی کل صراط سے گزرتا ہوتا ہے اور یہ کل صراط کا سفر کوئی معمولی سفر نہیں۔ تلوار کی دھار سے نیز تر دھار پر اپنے نفس کو چلانا ہو گا اگر آپ نے اپنے نفس امارہ کو طالع کر لیا تو پھر آپ کے لئے یہ سفر اس قدر دشوار نہیں ہے گا اور علم و حقیقت کے اسرار آپ پر آشکار ہوتے چلے جائیں گے وہ اسرار جواب تک آپ کے لئے ماسوائے خواب کے رنگین ہیولے کے اور کچھ نہیں۔



الحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دنیا کا سب سے بڑا عجوبہ روزگار انسان ہے اور اس کے اندر کی دشمنی جو بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے جو بلا واسطہ روح سے کسب ہدایت کرتا ہے، پھولوں کی دنیا میں ایسا پھول ہے نہ حیوانی قلمرو میں کوئی ایسا حیوان ہے جو کم از کم اس کے ظاہری حسن کا مقابلہ کر سکے۔ باطنی ساخت کے لحاظ سے بھی ایسی مکمل، نازک، مگر طاقتور پچیدہ اور کارآمد کہ ایسی کوئی دوسری شین تیار نہ ہو سکی۔ نباتی اور حیوانی زندگی حیرت انگیز سہی لیکن کسی مخلوق میں انسان کے ہاتھوں کی باکمال ہنرمندی نہیں پائی جاتی اور پھر اس کے ذہن کی تخلیقی قوت جو اس شین سے کام لیتی ہے۔ اس کی مثال دنیا کی اور کسی مخلوق میں نہیں ملتی۔

انسان بہت نازک ہے اس کا اندازہ آبِ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ یہ قلب اور یہ قالب، کو سیسے کا ایک تیز دھار چھرا، زہر کی ایک بوند یا کسی زہریلے کیڑے کا ایک ڈنگ اس کی قوت کو دکھا سکتا ہے۔ اس کی زندگی کی تمام شدہ زندگیوں کو سکون کی مہر ثبت کر سکتا ہے لیکن اسکے سوا یہ کتنا سخت ہو جاتا ہے کہ درندے بھی اس سے دہشت زدہ ہوتے ہیں۔ صحرائے اعظم کے پتھر گھیلانے والی گرمی اور آتش کی خون کو منجمد کرنے والی سردی کو برداشت کرتے ہوئے ساری زمین پر چھایا ہوا ہے۔ کتنا مخفہ ہے اس کا عرصہ حیات اور کس قدر سخت کوشش ہے اس کی فطرت کہ زندگی کی گھڑی کو ہٹانے کے بغیر وہ ایک نسل سے دوسری نسل میں جنم لیتا رہا ہے، اور اس سفر کو لاکھوں سال گزر گئے لیکن

انسان اور نفسِ امارہ

دنیا کے ہر ملک میں عجائب گھر بنے ہوئے ہیں اور ہزاروں سیاح تجسس شوق میں عجائباتِ عالم کی زیارت کے لئے خوب سفر کرتے ہیں کوئی اہرامِ مصر دیکھتے ہی ان کی صناعتی پرورشِ عشق کرتا ہے اور کوئی تاج محل دیوارِ چین دیکھتے ہی انگشت بندیاں ہوتے جاتے ہیں۔ کاش وہ یہ جانتے کہ میرے پردہ گار نے جسمِ انسانی سے بڑھ کر آج تک کوئی عجیب و غریب چیز پیدا نہیں کی۔

سے انکار چشم پوشی خود سے فریب کا رمی کے سوا کچھ نہیں۔
ماہرین نفسیات نے طویل عرصہ کے تجربات، مشاہدات سے اس
چشمے کو دریافت کیا ہے، جیسا کہ ہم پہلے بھی گوشہ دہن کر چکے ہیں۔
اس کائنات کی انسان ایک مہیب ترین قوت ہے اور اس قوت کو عزم
قائم کرنے والا جذبہ جنس ہے یا ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں بے جنتی
کی منزل سے آگے لے جانے والا جذبہ بھی یہی ہے۔

انسان جو کہ اس کائنات کی سب سے ذہین ترین مخلوق ہے جس
میں قدرت نے بے پناہ صلاحیتیں اور قوتیں عطا کی ہیں۔ ظاہری قوتیں
تو انسان کو نظر آتی ہیں اور وہ انہیں استعمال میں بھی لے آتا ہے جبکہ مخفی
قوتیں پوشیدہ رہتی ہیں۔

لیکن جنسی قوت کا تعلق انسان سے ہے اس کی گہرائی کا اندازہ لگانا
ازحد دشوار ہے آپ نے اکثر دیکھا ہوگا جو حضرات جنسی طور پر طاقتور
ہوتے ہیں ان کا ذہن بھی قوت بخش ہوتا ہے۔

جنسی قوت کا تعلق انسانی جبلت سے ہے اور اس کا استعمال بھی
انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ جو لوگ اپنی جنسی قوت کو غلط
غیر اخلاقی راہوں پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کے نتائج نہایت خطرناک
ہوتے ہیں، اس کا مقصد ہے کہ وہ زندگی سے فرار حاصل کر رہے
اور یہ فرار اس سے وہ تمام صلاحیتیں چھین لیتا ہے جو اس کے اندر
پوشیدہ ہیں وہ ایک طرح سے جنس کا قدام بن کر رہ جاتا ہے۔

اس کے دل کی ڈھکن — وہ مسلسل اور لامتناہی ڈھکن ہیں ایک
پل کے لئے بھی غفلت نہ سکا۔ اگر ماضی کے کسی مقدس لمحہ میں یہ ڈھکن
خاموش ہو جاتی یا ہلے اسلاف کے اس دوامی سلسلہ میں کوئی بائبل ہم
”نک نہیں پہنچ پاتا تو ہم کہاں ہوتے۔“

انسان خود آج تک اپنی اس مشینری کو نہ سمجھ سکا۔ اس کے اسرار
رموز سے ناواقف ہے، شاید ابھی اسے خود سے آشنا ہونے میں مزید
صدیوں کا سفر طے کرنا پڑے، لیکن اس کے سوا یہ انسان آج بھی اس مقام
پر ہے جہاں دنیاوی تمام مخلوق اس کی تابع ہے۔

اس مقام تک پہنچنے میں انسان کو طویل مسافت کی ادیتیں سہنی
پڑی ہیں۔ لاکھوں سال سے اس کا یہ سفر جاری ہے اور نہ جانے کب
کب تک اس کا یہ سفر جاری رہے گا۔ اس تھکا دینے والی مسافت
میں ایک نسل سے دوسری نسل میں جنم لینے کے لئے اس کی دوست
اس کی قوت، اس کی جہد کا عرصہ، ہمت، جنسی قوت ہے ہر اہل
انسانی شعور و لا شعور جنسی جذبات کے تحت ہی افزائشی قوت پاتے
ہیں۔ ممکن ہے آپ ہماری اس بات کو مضحکہ خیز تصور کر رہے ہیں لیکن
حقیقت کو آئینہ دروغ کوئی کی ضرورت کہاں۔“

اس کے بغیر انسانی جہد کی داستان حاشیہ آرائی کے سوا کچھ نہیں۔
بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیگر قوت کی طرح جنس بھی ایک طاقت ہے بلکہ
میں تو یہ کہوں گا کہ انسانی وجود کی پیر سے بڑی قوت ہے۔ اس قوت

بایسوں کی مانند زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہی حاصل کرنا شب و روز کی گردش میں رہنا۔ پتھروں کے ہتھیار بنانا اور اس سے شکار کر کے بھوک مٹانے کا سامان کرنا۔ اس وقت اس میں اور جانوروں میں جو فرق نمایاں تھا تو صرف اتنا کہ وہ دو ٹانگوں سے چلتا اور اپنے ہاتھوں سے دیگر امور انجام دیتا، اسے صرف دو ہی فکر لاحق تھیں۔ ایک پیٹ بھرنا اور دیگر اپنی جان کی حفاظت کرنا۔ لیکن یہ نہیں کہ اس میں اس وقت جنسی شوریدگی نہیں تھی۔ یہ جبلت تو اس میں اس وقت بھی تھی۔ یہ جذبہ اس لمحے بھی اس میں کارفرما تھا۔ ممکن ہے یہ اس وقت جنسی وظیفہ کو انجام دیتے وقت یہ جنس مخالف جانوروں کی طرح میل کرتا ہو۔ یہ سب باتیں قبل ازناہ رخ کی ہیں۔

سبح جو شعور اتان کو حاصل ہے۔ اس نے صدیوں کی مسافت کے بعد پایا ہے۔ دوران سفر فکر نے شعور کو بہت سی نئی نئی چیزوں سے آشنا کر دینے کا سلیقہ عطا کیا۔ نہ جانے کتنا عرصہ ہزاروں سال یہ انسان جنگل کے قانون ہی کو زندگی سمجھتا رہا۔ اور اپنی جان کی حفاظت میں ان جانوروں، درندوں سے نبرد آزما رہا۔ انسان کی یہ کہانی لاکھوں سالوں پر محیط ہے، اور نہ ہی ہم چپا ہیں گے کہ ان لاکھوں آدمیوں میں اس سال کی گردش میں الجھیں۔

ہمارے کہنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ یہی انسان جو آج اس زمین کا خدایتا ہوا ہے۔ اس انسان نے موجودہ دور تک

وہ ہمیشہ اپنی انسانی خواہشات کی وجہ سے ذہنی الجھنوں کا شکار رہا ہے۔ اگر ہم یکہمیں جسمانی اور عقلی تمام قوتوں کا مزید جنسی جذبہ ہوتا ہے بے جا نہ ہو گا۔

انسان اگر اپنے جنسی منفی اثرات پر قابو پالے تو وہ اپنے اس جذبہ سے اپنی صلاحیتوں کو قابل رشک بنا سکتا ہے۔ یہ جنسی جذبہ اپنے اندر اس حیوانی جبلت رکھتا ہے کہ اگر اسے قابو میں نہ رکھا جائے تو وہ انسان کو حیوان سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔ اسی لئے اسے نفس حیوان کہا جاتا ہے۔ یہی نفس حیوانی — نفس امارہ کہلاتا ہے۔

اگر ہم اپنے اس حیوانی نفس پر غلبہ حاصل کر لیں تو ہمارے اندر کی صلاحیتیں اس قدر توانائی حاصل کر سکتی ہیں کہ انسان صرف اسکے باہم میں ایک ماہم سا فتور ہی قائم کر سکتا ہے۔

جبلت سے پہلے سے شعور سے پہلے انسان کی فطرت کا ایک حصہ بن چکی تھی۔ یہ کوئی موجودہ فکر کی پیداوار نہیں۔ یہ جبلت ہمیں وراثت میں ملی ہے۔ آپ نے کبھی سوچا کہ انسان ابتدا سے کیا اس قدر ترقی یافتہ تھا، ظاہر ہے اس کا جواب نفی میں ہو گا۔

تاریخ از قبل کے دور کا مطالعہ ہمیں انسان کے سفر سے دلچسپ آگاہی دیتا ہے وہ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ کیونکہ وہ خود دو ٹانگوں کا ایک جانور تھا یا ممکن ہے اس دور میں وہ خود کو بھی سمجھتا ہو جانوروں میں رہتا اور جنگل کے قانون کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے

ایک طویل ترین مسافت طے کی ہے جس کا تصور بھی بیدار قیاس ہے۔ یہیں صرف آٹھ ہی جان لینا کافی ہے کہ انسان نے اپنی تمام عمر صرف اپنی جان کی حفاظت میں گزار دی اس وقت اس کے لئے اپنی جان کی حفاظت ہی کتنا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اس کے سامنے دنیا کے تندر اور بخونفک جانور تھے۔ سرد، گرم موسم تھے، اسے اپنی جان کی حفاظت کے لئے کوئی مراحل سے گزرنا پڑا ہو گا۔ وہ بخونفک جانور جواب اس دنیا میں اپنا وجود نہیں رکھتے ہم انہیں مخلوق کی خیالی تصویروں میں دیکھ کر ان کی ہیبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ارتقائی انانی سے مراد تخلیقیت و شخصیت کا ارتقاء ہے۔ یہ صرف انسان ہی کی ہمت و شعوری فکر تھی کہ وہ حیاتیاتی تعینات کے شکنجے سے نکل سکا۔ کہ آدمیت کی حیوانوں کے مقابلے میں اسکی سرورق امتی کھلی جیت ہے۔ گردش وقت نے اس کے شعور کو دعوت دے دی۔ اور رفتہ رفتہ اس میں کار کشائی کا آفرین، کار سازی کی صفات پیدا ہونے لگیں اور اس نے شعور کی عالم آرا قوت کا سہارا لے کر جنگل کے قانون کی گہری پابندیاں توڑ ڈالیں اور یوں وہ فکر خیال کی جولانیوں کے لئے شعور کے میدان میں اتر آیا۔ زندگی کی وہ پہلی جنت ہے جہاں وہ صرف زندہ رہنا چاہتا ہے اور اس کا یہی ایک مقصد تھا۔

مخلوقات محض محبت و اتفاق کی راہ دیکھتے اور انہی کی داد و بخش دیتے تھے لیکن اپنی جیت کے ہاتھوں اس میں حیوانیت اب بھی تھی

وہ اب بھی ان ہی دردوں اور وحشیوں کی طرح جنگ و جدل پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ چر جبکہ انسان خود کو مہذب کہتا ہے۔ لیکن اس کی جبلت اس دہی زندگی کی پستی ہے جو ہزاروں صدیوں قبل تھی۔

گو کہ انسان اب بھی حیوانی احتیاجات کے لحاظ سے فطرت کا قانع ہے لیکن انسان کی حیثیت سے وہ اپنی بنائی ہوئی دنیا کا ایک ملک ہے۔ اگر ایک طرف زمین عطیہ غیبی ہے تو دوسری طرف اس بخر زمین کا اس اتان ہی نے اپنی عقل و محنت سے مسخر کیا ہے۔

اس طرح انسان فکر و عمل کی قوتوں سے مسلح ہو کر طویل اور بھکا دینے والے زمانوں کو عبور کرتا گیا۔ جذبہ و تسخیر اس کی زندگی کا شعار رہا۔ الٹی سطحوں کا مطالعہ کرتا۔ بحری اور ہوائی موجوں کو پاتا۔ فاصلوں کی سمت کو جتنی قیاسی کافی کی حیثیت دیتا۔ علم کو زندگی کا خادم کر بکھری ہوئی انسان کو ایک نقطہ پر لانا۔ محنت و علم کو گھٹا کہنا انسان کی راحتوں میں اضافہ کرنا اور باوقار اور مہنگا امراض پر قابو پا کر موت کو زیادہ سے زیادہ طبعی بنا دینا۔ یہ سب کچھ انسان اور انسانی ذہن کے معجزے ہیں کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ ۹

اسیٹھ سے جھوٹ نہیں بولا جاسکتا ہے۔ یہ سب انسان ہی کے ذہن اور اسکی جبلت کی کوشش ہے۔ یہ سب اسی انسان کے کائنات میں ہے۔ یہ اس کے شعور اور جبلت کا کمال ہے۔ لیکن قدرت نے جو صلاحیتیں اسے دی ہیں یہ ان صلاحیتوں کی خوشبو کی مہک بھی نہیں۔ انسان یہ اس

سے کہیں زیادہ — بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ اس کو ارض پر — فوق القدرت ایجادات کا طلسم خیر کہتے دیتا ہے۔ یہ سب اس انسان اور اس کی جبلت کی کار فرمائیاں ہیں۔

جبلت کیا ہے —؟ اس سوال کا جواب ہم سچے صفحات میں دے چکے ہیں لیکن نفس امارہ کے حوالے سے تشریح کر دینا آپ کے ذوق کی تسکین ہوگی۔ یہ نفسیات کے ماہرین کا سب سے بڑا کاغذ مہیجہ ہے کہ انہوں نے جاری نظر و شعور کو وہ طرز یا عرفان بخشا جو ہم فطرت و جبلت سے پورا طرح قریب تر کر دیتا ہے۔ نفسیات میں سب سے زیادہ دلچسپ مگر تھوڑے دیتے والا موضوع جبلت ہے۔ دلچسپ اس لئے کہ زندگی کے بڑے بڑے مسائل کا حل اس پر موقوف ہے اور تھکا دینے والا اس لئے کہ ہر ماہر نفسیات اس کی ایسی نانا بکھیری کرتا ہے کہ متعلم کی تعلیم قائم نہیں رہتی۔ اس مسئلہ پر ماہرین نفسیات کے درمیان جو اختلاف آ رہا پایا جاتا ہے اس جاری الجھنیں وہ چند ہو جاتی ہیں، کم نہیں ہوتیں۔ یہ وہ دردِ دوسرے — ماہر اور مبتدی دونوں کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔

ولیم جیمز کی نظر میں جبلت ایک قوت ہے عمل کرنے کی جو اس طرح عمل کرے کہ اس سے کچھ نہ بچے پیدا ہوں لیکن اس کا پہلے سے خیال ہو، نہ اس عمل کی پہلے سے تعلیم ہوئی ہو۔ میکڈوگل — جبلت کو ایک ایسا رجحان قرار دیتا ہے جو مقررہ یا بار پورا کرتا ہے۔ یہ الفاظ بڑے جبلت جزو فطرت اور ایسے عمل

ہو جو کسی سے سیکھا نہ گیا ہو۔ یہ مقصد صرف مطابق ماحول یا بقائے حیات ہے۔ اس لئے جبلتیں حیوانوں میں زیادہ پائی جاتی ہیں تاکہ جو کم ہیں پڑے بغیر اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں۔ انسان کے مقابلے میں حیوانوں کا ماحول محدود اور مادہ ہوتا ہے۔ ان کا رد عمل عموماً معین اور بے شعور ہوتا ہے۔ وہ اپنی جبلتی ہرابت کے تحت اپنے آلات جسمانی سے کام لیتے ہیں جبکہ انسان میں جبلت کے ہمراہ عقل بھی پائی جاتی ہے۔ جبلت اور عقل دونوں علم کا حامل کرنا چاہتے ہیں مگر جبلت اپنی فطرت کے تحت بغیر سوچے سمجھے کچھ کر جاتی ہے اور عقل کوئی قدم سوچ سمجھ کر اٹھاتی ہے، مگر یہ عقل آلات جسمانی کے علاوہ مصنوعی آلات کی ایجاد سے بھی فائدہ حاصل کر لیتی ہے۔ شعور یا عقل خاص فریقہ یہ ہے کہ وہ رنگ بدلتے ماحول سے توازن پیدا کرے اور نازک سے نازک موقع پر توازن حاصل کر دیتی جائے اس لئے صاحب عقل سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی فطرت و حیوانی کو عبور کر سکتا ہے

انسان — اور ادنی حیوان میں ایک اور فرق یہ بھی ہے کہ حیوان فطرت کے ارتقا سے محروم ہے اور انسان حافظہ کے ساتھ تجلج اور تبارج کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا کوئی بھی جبلتی فعل نہیں ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی بچہ پہلی مرتبہ کھڑے ہو کر کھڑا ہے تو اسے کراہت سی محسوس ہوتی ہے اور وہ انہیں اپنے پاؤں کی کھلی کو مار دیتا ہے لیکن جب وہ ان کی لاشوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے اپنی بے رحمی کا احساس ہوتا ہے اور وہ آہستہ کسی جاندار کی جان

لیئے سے مختب ہو جاتا ہے۔ اس میں مقصور اسانگا و تعلیم و تربیت کا بھی ہوتا ہے۔ اس طرح ایک جبلت دوسری جبلت کو دیا کو انسانی اعمال کا بدل دیتی ہے۔

ایک اور دلچسپ چیز یہ ہے کہ حیوان کا رد عمل فقط سادہ اور بے ہوش کے مقابلے میں کامیاب رہتا ہے۔ وہ چمپیدہ اور مرکب ہرچ یا کسی بھی کے مقابلے میں بالکل بے بس اور محجور ہو جاتا ہے اور اس لیے بستی کی وجہ سے ایسے خطرات میں گھر جاتا ہے کہ یا تو اس کی آزادی سلب ہو جاتی ہے یا اسے اپنی جان کھوئی پڑتی ہے۔ حیوان صفت انسان اس حیوانی کمزوری سے خوب واقف ہے۔ چنانچہ وہ خشکی، گرمی اور کڑھائی کے وحشی، چالاک اور تیز رفتار جانوروں پر با آسانی غلبہ اور تسلط حاصل کر لیتا ہے۔

اس ساری بحث اور تشریح کا مقصد یہ ہے کہ حیوان اپنی جبلتوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کے روات عمل بھی مقرر ہیں اور اس کے مشا اور تشا کی رفتار اتنی مست ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے بعد بھی وہ کم حیوان مقام انسانیت سمجھ سکے ہیں۔

جبلت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عارضی ہوتی ہے اور اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد بالوجہ یہ عادت بن جاتی ہے یا پھر فنا ہو جاتی ہے۔ بعض جبلتیں عدم استعمال سے زائل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہر جبلت کے ظہور پر اس کی تربیت ضروری ہے۔ حیوان کے لئے جبلت صرف بقائے حیات کا وسیلہ یا داکر ہے۔ لیکن انسان نے اس سے ارتقا

کا بھی کام لیتا ہے۔ ہر نسل اپنی گزشتہ نسل کے شانوں پر کھڑی ہوتی ہے اور اسکی فتوحات سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے توجہ اور محنت سے حاصل کیا تھا وہی چیزیں ہمیں جبلتیں بھی تو وراثت میں حاصل ہوتی ہیں۔ اس طرح بہت ممکن ہے کہ ہماری موجودہ عادتیں، مثلاً سائیکل چلانا، ہوائی جہاز چلانا، تیرنا یا بعض حسابی مبادیات آنے والی نسل کے حق میں جبلی اعمال بن جائیں۔ یہ حیات کا سرچشمہ ہے کہ وہ ہر نئے زمانے کے انسان کی جسمانی کاوشوں کو کم تر کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی توانائی کو اعلیٰ تر مقاصد کے حصول میں صرف کر سکے۔

عقبنوی تواریث حیوان اور انسان دونوں میں مشترک ہے لیکن انسان نسل کی جبریت سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے یا یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ وہ اپنی فطرت اصلی پر قائم ہونا نہیں چاہتا۔ وہ جبلتوں کی مکانیت کو توڑ کر سماجی و بشری قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی بیقرار فطرت ایک لمحہ کے لئے بھی خاموش نہیں رہتی۔ چیزوں کو چھوٹا، دکھتا، چھینکنا، ٹوڑنا چھوڑنا، اور چھینکنا، چھینک دینا۔ اس کی جبلت و فطرت کا خاصہ ہے، جنہیں وہ مشاغل سمجھتا ہے۔

دیگر جبلتوں کی طرح جنسی جبلت بھی اہم ہے، اس سے انکار خود فریبی کے سوا اور کچھ نہیں، اور نہ ہی اس جنسی جبلت کی قوت سے ہی انحراف کیا جاسکتا ہے جنسی جبلتیں چونکہ قوی ہوتی ہیں اس لئے وہ

دوسری جبلتوں کا راستہ روک دیتی ہیں یا انہیں اپنا ہم توانا بنا کر اپنے مقاصد کا خاتمہ بنا لیتی ہیں۔ فرض کیجئے تحفظ ذات کے رجحانات اور شہوانی رجحانات میں تصادم ہو رہا ہو اور اگر تحفظ ذات کے رجحانات ارتقاء حیات اقدار سے توانائی حاصل کر کے بالید ہو چکے ہوں تو یقیناً وہ شہوانی رجحانات پر غالب آجائیں گے اور انہیں عمران بنا کر بقائے حیات کے ساتھ ساتھ ارتقاء حیات کا بھی کام لیں گے۔

اس سے ایک بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ہماری جبلت کی بدی دونوں فطرت رکھتی ہے لیکن حیوانی جبلت قوت بخش ہے اور ہمارا شعور اس کی پذیرائی کرنے پر مجبور ہے۔

ہماری جبلت اس پتھر کی مانند ہے جسے اگر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے تو انسان اس سے ذمہ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کی حیات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس پتھر کو اگر تحفظ کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ مکان کی صورت میں آپ کو زندگی کی ضمانتیں فراہم کر دیتا ہے۔

بہی ہماری جبلت ہے اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اسکی شہوانی نفس کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں یا اسے بقائے حیات کے لئے اپنا ماتحت بنا لیتے ہیں۔ ایک بات اور میں آپ کو گوش گوار کر دوں کہ جبلت اور شہوانیت کا قیمتی وجود کسی اخلاق یا قانون کو تسلیم نہیں کرتا۔ اسے آپ صرف طاقت کے بل پر ہی اپنا ماتحت بنا سکتے ہیں۔ اگر فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو آپ کو طاقت استعمال کرنی ہوگی یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے نفس

امارہ پر خود اعتمادی کی گرفت آہنی رکھیں۔ انہوں نے اس جبلت سے اسے وحشی اور حیوانی جبلت کہتے ہیں۔ بڑے بڑے فوائد حاصل کئے ہیں اور آپ بھی اگر مضبوط قوت ارادی کے مالک ہیں تو یقیناً اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

وہ لوگ جو اس قوت کو بیکار ضائع کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنی اس جنسی شہوانی توانائی کو یوں ضائع نہ کریں۔ اس سے انہیں ذہنی طور پر نقصان بھی ہوتا ہے۔ اکثر لوگ صرف اپنی نفسیاتی خواہشات کے مقدم بن کر اس ذخیرے کو تباہ کر دیتے ہیں۔ شہوانی قوت کے یوں ضائع ہونے سے آپ کی دماغی قوت پر بھی برا اثر پڑے گا۔

اگر آپ چاہتے ہیں ٹیلی پیچی کے ذریعے اپنی شخصیت کو بندی دیں تو آپ کو اپنی شہوانی قوتوں پر قابو پانا ہوگا اور انہیں اپنے اختیار میں رکھنا ہوگا یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر آپ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہے کہ آپ کی کوئی جہد، کوئی کوشش، کوئی ریاصل سب بیکار ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ اس طرف توجہ ہی نہ دیں۔ اگر آپ کا ارادہ چٹان کی طرح مضبوط ہے تو آپ اپنے اس جن پر قابو پانا ہوگا۔ آپ کو اپنی جبلت کو کمر کشی کرنے سے روکنا ہوگا۔ کیونکہ اگر آپ کا نفس امارہ پوری طرح جاگ گیا تو آپ یقیناً اپنی زندگی کو کوئی بھی ضمانت فراہم کرنے سے قاصر رہیں گے۔ آپ کے ہوش و خرد کا کوئی بھی مجسمہ ان نہیں رہے گا۔ اس سے پہلے کہ آپ کے نفس امارہ کا جن آپ

کیا آپ

علم روحیت کی بالیدگی چاہتے ہیں؟

اگر آپ یہ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ یقین کر لیجیے آپ اپنی شخصیت میں روحیت کی بالیدگی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس علم کے لئے آپ کو کئی دشواریوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ اپنی شہریدہ گری کو ماننا ہوگا، آپ کے اندر پوشیدہ انسان کو روشنی میں لانا ہوگا۔

جیسا کہ ہم پہلے آپ کو بتا چکے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو اپنی توجہ ذہنی قوت، یکسوئی کو ایک مرکز دینا ہوگا وہ مرکز صرف اور صرف آپ کا موقف ہونا چاہیئے۔

ایک نقطہ — اور آپ کا ہر عمل صرف اس نقطہ کے لئے مصروف ہو۔ اور وہ مقصد انسان کی فلاح کے لئے ہونا لازم ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں پہلے ہی فتور ابلیسی جال بنا ہوگا تو آپ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں

پر مسلط حاصل کرے۔ آپ اس پر قابو پالیں۔ اگر آپ نے اپنی اس قوت پر اختیار حاصل کر لیا تو یقیناً جلد ہی آپ ایسے ایسے خیر الحقول کا نام لے سہجاء دے سکیں گے کہ دنیا آگشت براندا رہ جائے۔

لیکن یہ سب اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنی قوت ارادی کو پوری توانائی کے ساتھ استعمال کریں اور اپنی تمام حیوانی جبلتوں کے ساتھ نفس امارہ پر اختیار حاصل کر لیں۔ اس کے بغیر ناممکن ہے۔

یہی پختہ یا مستقل بینی کے لئے سب سے بڑا کام انسان کا یہی ہے کہ وہ نفس امارہ کو اپنے اختیار میں کر لے۔ آپ جب تک اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھیں گے آپ کے اندر موجود طاقت روز بروز آپ کو نئی نئی کیفیتوں سے آشنا کرتی رہے گی۔

اگر آپ چاہتے ہیں آپ کی وجدانہ خوبیاں شعور کی سطح پر ابھر کر آئیں تو آپ کو اپنے نفس امارہ پر قابو پانا ہوگا۔



کتاب ہے۔

آپ اس جہاز کو بھی دیکھ لیں جو دیکھنے میں دیوہیکل لگتا ہے۔ لیکن ایک معمولی کمزور سا انسان اسے زمین کی سطح سے بلند یوں میں لے جاتا ہے۔ یہ سب کچھ انسان کے اختیار میں ہے تو پھر آپ اپنے مقدمہ میں کیونکر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ناکامی کا لفظ اپنے ذہن سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیجیئے۔ اس لفظ کا آپ کے پاس کیا کام۔ اور جو چیز انسان کے لئے ذلت کا باعث ہو۔ اسکی عظمت اور وقار کے لئے داغ ہو، اسے اپنی زندگی سے نکال دیتے ہیں ہی انسان کی معراج ہے۔ انسان کی فستح ہے۔ کسی چیز کو فتح کرنے کے لئے انسان کو کن کن مراحل سے جان سوزی کرنی پڑتی ہے۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں۔ چاہے وہ فتح کسی ملک کی ہو۔ کسی تجربے کی ہو، ارادے کی ہو یا مقصد کی۔

انسان اگر ریگستان میں سفر کا ارادہ کر لے تو اسے دھوپ کی تمازت اور ریت کے ذرات سے نہیں گھبرا چاہیئے۔ یہ تو سفر شروع کرنے سے پہلے سوچنا چاہیئے کہ اس سفر میں تیز دھوپ بھی ہوگی، تیز جواؤں کے جھکڑ بھی اور ریت کے باریک ذرات جسیم کو اذیت بھی دیں گے۔

یقیناً آپ ہمارا مقصد بہتر طور پر سمجھ گئے ہوں گے، ابھی آپ نے سفر شروع نہیں کیا، اچھی طرح سوچ لیجئے۔

اب تو برقی روعا ہو گئی ہے، لیکن جب یہ بہت کم گھروں کو روشن

ہو سکتے۔ ایسے ہی کامرانی کی توقع ہی بے وقوفی ہے۔

اس لئے سب سے پہلے اپنے ذہن کو پاکیزہ کیجئے۔ اس سے ہر آلودگی کو محال کر اسے شفاف آئینہ بنائیں۔ اس کے بعد اپنی قوتِ الہی کو مقصد پر ترجیح دیں اور اپنے "نفسِ امارہ" کو اپنے اختیار میں کر کے علم و حقیقت کی جانب پیش رفت کیجئے۔

نفسِ امارہ کو قابو میں رکھنے کا یہ مقصد نہیں کتاب اس حیوانی جبلت کی تشویش دہکریں اسے ذلیل کے طور پر آپ جائز طریقے سے انجام دیں، لیکن ایک دائرے میں، اس کی وحشت کو مٹانے کی کوشش مت کیجئے۔ آپ میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں آپ ہر کام با خوبی انجام دے سکتے ہیں آپ کوشش کیجئے، صرف ایک بات ذہن میں رکھئے کہ آپ نے اپنے وجود اور اپنے نفس پر فستح حاصل کرنی ہے۔

اس کے لئے آپ کو کئی منزلوں سے گزرنا ہوگا۔ یہ طویل ترین سفر ہے۔ ایک تھکا دینے والا سفر آپ کو تھکن بھی ہوگی اور قوتِ ارادی میں لرزہ بھی لگے گا، اکتاہٹ، بے چین مجاہدہ کی طرح آپ کے اعصاب کا احاطہ بھی کرے گی اور رات کے سائے پریشانی بھی۔ دن میں سورج کی تمازت کی ہلکانی بھی۔ لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ دیوہیکل ہاتھی دیکھ کر انسان چند لمحوں کیلئے پریشان ضرور ہوتا ہے لیکن وہ جھانکتا نہیں ہے بلکہ اسے قابو میں کرنے کی تدبیر کرتا ہے۔ یہی آپ خود بھی دیکھ لیں یہ انسان جو نہایت کمزور نظر آتا ہو اس کے سامنے بڑا سے بڑا دونوں سر جھکا کر اس کی صلاحیتوں کو سام

ہیں اور یہ انگلیں خشکی پر سفر کے لئے۔
 اسی طرح انسان ذہن کو استعمال کرتا ہے، اسے نہیں معلوم کہ وہ بے پناہ
 نادیدہ قوتوں کا مالک ہے۔ ہم اس کے ذریعے خلاؤں کا سینہ چیرتے ہیں
 سمندروں میں سفر کرتے ہیں، دنیا کے عجائبات کو وجود میں لاتے ہیں۔
 سائنس کو ترقی کی معراج پر لے جانے کی کوشش میں کوشاں ہیں۔ یہ سب اس
 ذہن ہی کا تو کمال ہے لیکن اس ذہن میں اس سے کہیں زیادہ نادیدہ قوتیں موج
 ہیں اور آپ ان قوتوں کو حاصل کرنے کے لئے علم و حقیقت کی طرف راغب
 ہوئے ہیں۔

لیکن ایک بات یاد ہے کہ آپ اپنی صلاحیتوں سے اس قوت کو طالع
 کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان کی فلاح کے لئے ایسے کام انجام دیں
 جو باعثِ فخر بھی ہیں اور قابلِ تعظیم بھی۔ یہ قوت انسان کو حاکمیت عطا
 کرتی ہیں اور حاکم وہ جو انکساری اور حلیمی کا منبع ہو، جو اپنی رعایا کے ساتھ
 بہترین سلوک کرے ان کی زندگی کے لئے بہتر سوچے اور خدا کی دی ہوئی اس
 نعمت سے دوسروں کو بھی فیض پہنچائے یہی اس علم کا تقاضہ بھی ہے۔ اور
 منشا نے الہی بھی۔

اس علم میں مہارت کے لئے آپ کو ریاض اور مشقوں کی بہرہ بیکراں
 سے گزرنا ہوگا۔ اور یہ مشقیں ہی ہیں آپ کے دماغ کی اس لطیف حس کو بیدار
 کر کے مفید و کارآمد بنا سکتی ہے۔ شاید آپ کو اس قوت کا اندازہ نہیں
 اس قوت کے سامنے یہ جہاز، ٹی وی، وائس اور دیگر اشیاء کی کوئی وقعت

کر تھی۔ اس زمانے میں ایکٹر شین گھر میں پہلائی دینے سے قبل گھر کے اندر
 کو آگاہ کیا کرتا تھا۔ یہ آپ کے لئے بہت فائدہ مند ہے اس سے آپ کا گھر
 گھر سے، بقدر نور ہو جائیں گے۔ اس سے آپ کے پکھے بھی چل سکیں گے اور
 ریڈیو بھی بجے گا۔ لیکن یہ بے بہت خطرناک، آپ اسے باریک سانا اور توجہ
 کیجئے اگر اتنا نا آپ کا ہاتھ اس کو چھو گیا تو یہ آپ کی زندگی میں مکمل اندھیرا کر دے
 گا۔ قبر کی تاریکی آپ کا اثاثہ بن جائے گی۔ اس لئے ہلکا بھی فرض ہے، کہ
 آپ کو اندھیرے، اچالے کی خامیوں اور غریبوں سے آگاہی دیں تاکہ آپ
 اس علم کو شرف کرنے سے قبل اپنے ذہن اور قوتِ ارادی کو پوری طرح اپنے
 مقصد کے لئے تیار کر سکیں۔ بہر حال آپ نے اگر یہ ارادہ کر لیا ہے تو پھر اپنی
 قوتِ ارادی کو مضبوط و توانا کر کے بسم اللہ کر دیجئے۔

انسان کے ارادے بچتے ہوں تو پھر کوئی پریشانی، کوئی رکاوٹ مقصدیت
 میں دیوار نہیں بن سکتی۔ آپ تیار ہو جائیے اپنے عزم اور مضبوط قوتِ ارادی
 کے ساتھ ذہن کی نادیدہ قوتوں پر قابو پانا ہے۔ وہ قوتیں جن سے آپ اب تک
 لاعلم تھے، آپ بے خبر تھے جو آپ کے پاس موجود ہیں لیکن آپ نے کبھی
 انہیں آزمانے کی کوشش ہی نہیں۔ آپ نے ہمیشہ یہ سوچا ہے کہ دریا میں
 سفر کرنے کے لئے کشتی کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر بھی پانی میں سفر کرنا
 ممکن ہے۔ آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا۔ آپ کے پاس ہاتھ پاؤں ہیں۔ انہیں
 حرکت میں لا کر یہ سفر کیا جا سکتا ہے آپ کبھی ان ہاتھ پاؤں کی طرف
 توجہ ہی نہیں، آپ نے سوچا یہ ہاتھ صرف چیزیں اٹھانے کے لئے

نہیں آج آپ اس دنیا کی جن آرائش کے لئے بیچین ہیں۔ کل سیمٹ کراپ کے قدموں میں سرنگوں ہوں گیں۔ آپ کے قلم کی منتظر۔ لیکن آپ کی نظر میں اس قوت کے آگے یہ تمام آرائش سچ لگیں گی۔

آپ آنے والے طوفانوں کی پیشگی اطلاع پاسکتے ہیں۔ آپ جس سے چاہیں، جب آپ کی منشا ہو آپ ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے شخص سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ ٹیلیفون کی ضرورت اور نہ ہی دائر میں سیٹ کی نہ کسی سائنسی آلات کی۔ مخاطب کو اطلاع دینے کی ضرورت۔

آپ جب چاہیں اس سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کے پاس موجود اس قوت کا کمال ہوگا جو آج صرف آپکا ارادہ ہے۔ لیکن ایک بات پھر معذرت سے ساتھ گوش سماعت کر دوں کہ مکمل مت سمجھ لینا ورنہ یہ زندگی جسے آپ افضل بنانے کیلئے ہیں۔ تیار کیوں میں فنا ہو جائے گی۔ مگر صرف میرے پروگرام کی فائز ہے۔ جو اس کائنات کا خالق ہے اور اس نے جن اپنے پیارے بندوں کو علم سے نوازا ہے وہ اس کائنات میں برگزیدہ ہستیاں ہیں، اور اللہ کے برگزیدہ بندہ بننے کے لئے انسان کو فنا ہونا پڑتا ہے۔ اور فنا وہ ہوتا ہے جو صرف اور صرف اپنے خالق کی وحدانیت سے عشق کرتا ہو۔

اللہ کہے آپ کا دل بھی اس کے نور کی تخیل سے خواہش مند ہو آپ بھی اپنے رب سے عشق کرتے ہوں اور آپ علم و حقیقت کو اپنی توجہ اور تکیوں کی لئے سیر بھی بنانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ نہیں معلوم آپ کی سوجھ بوجھ کیا

؟ یہ تو آپ جانتے ہیں اور یاد عظیم مستی جو علم الغیب ہے۔ ہمارے کہنے مقصد تو صرف اس قدر ہے کہ آپ باطہارت ہو کر ہی اس دنیا کو اپنی عظمت سے متاثر کر سکتے ہیں۔ اور اس عظیم قوت سے زندگی پر بہار آسکتے ہیں۔ اس کے اطراف لہکشاں سجا سکتے ہیں۔

اپنے ذہن سے آلودگی کو کھرج دیجئے۔ اگر کسی سے دشمنی، ناراضگی اس کی گرد سے اپنے ذہن کو شفاف کر لیجئے، ناشرانگی کو شائستگی میں لیجئے۔ ہر کو کو خوشبو سے معطر کر لیجئے۔ زندگی کو عبادت کا نہیں محبت کا درس دے۔ وہ محبت جو پھولوں کی اپنی خوشبو ہے، مود کو اپنے پروں سے ہے چاند کی کرنوں سے ہے، انسان کو اپنی سانسوں سے ہے۔

دوسروں کے سانسوں میں زہر مت گھولیں کہ اسے اپنے نفس میں گھسے ہو، مگر کوئی قابل ستائش ناراضگی ہے تو اسے معاف کر دیجئے، معاف اسے اور اس کا کام ہے اور انسان کی عظمت بھی۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی عادت میں کوئی نقص ہے تو اس عادت کو ترک کر دیجئے۔ اور اس کے بعد ان مشقوں کو شروع کیجئے۔ آپ کوئی نشہ تو نہیں پیتے تاکہ حجاب کی، بے غیرتی کی عادت تو نہیں، اگر ہے تو اسے دھوئے لے آئیں اس سے عبارت دیجئے۔ آپ بظنی کی عادت ہے تو اسے فوراً ترک کر دیجئے۔ صحت کے لئے بھی مضر ہے اور اس علم کے لئے بھی۔ انتقام کا جذبہ، روائی جبلت نے آپ کو اپنے حصار میں جکڑ رکھا ہے تو پہلے اس آلودگی کو خود کو پاک کیجئے۔ ورنہ آپ کی عزت، ریاضت، کوشش، جہد، سب

کچھ رائیگاں چلی جائے گی اور آپ کو کچھ بھی حاصل نہ ہو سکے گی۔ اپنے فکر کا اصلاح کیجئے۔ اور کوشش کیجئے تو آپ پانچ وقت کی کم از کم کریں۔ آپ کسی اور مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں تو اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کیجئے۔ کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب انسان کو بُرائی کی طرف نہیں لے جاتا۔ ہر مذہب انسانیت کا درس دیتا ہے۔ لیکن یہ انسان کی اپنی سوتل ہے کہ کس عقیدے کو زندگی کی بنیاد بنائے، اچھائی اور برائی تو انسان کو خود نظر آتی ہے۔ کا فیصلہ تو وہ خود بھی کر سکتا ہے۔ منزل پر پہنچنے کے لئے راستے کا انتخاب تو ہر حال انسان کو خود ہی کرنا ہے۔ ماں باپ یا دیگر کوئی شخص اسے اگلی کمرہ نہ منزل پر پہنچا کر تو آئے گا نہیں۔

خیر ہم اس بحث میں الجھنا نہیں چاہتے اور نہ ہی ہمارا مقصد کہ مذہبی مباحثہ ہے ہم تو کہہ رہے تھے، انسان جب اپنے خالق کی بارگاہ میں جاتا ہے اس کے سامنے سجدہ بسجود ہوتا ہے تو اس کے ذہن سے آلودہ خود بخود چمٹنے لگتی ہے۔ ہر برائی اسے آبیاب معلوم ہوتی ہے اس کا دھواں طہارت حاصل کر لیتا ہے اور اس میں پابندی وقت اور توجہ عود کر آتی ہے، اس کے بعد انسان جو بھی عمل کرے گا اس کا رد عمل بہت ہی نتائج کا حامل ہوگا۔ اس میں توجہ بھی ہوگی، کیونٹی بھی، اور توجہ تیار دے بھی بلکہ ارادے کو بھی مزید تقویت حاصل ہوگی۔

آپ یہ مت سمجھئے کہ ٹیلی میٹھی ایک معمولی قوت کا نام ہے اور نہ تمام آلودگی کے سوائے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اگر آپ

کے ذہن میں اس قسم کا کوئی فعل ہے تو اسے نکال دیجئے۔ جب تک آپ اپنے نفس اور وجود کو تمام آلودگیوں سے پاک نہیں کر لیں گے اس قوت کو قطعی طور پر حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے۔ جب تک آپ کو اپنے نفس امارہ پر پوری طرح اختیار نہ ہوگا۔ اس وقت تک آپ اپنی ذہنی قوت کا صحیح اندازہ لگانے سے قاصر رہیں گے۔

ہندوؤں میں اس علم کو کڈا الٹی سکتی کہتے ہیں۔ ان کے یہاں یہ علم امانہ قدیم سے موجود ہے، وہ اس مخفی علوم، پوشیدہ خزانہ سے ایک طویل عرصہ سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ اس طرح یہ دنیا کی اور بہت سی قوموں میں یہاں اس کا سرانجام پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں یہ علم ہر قدم اور زمانے میں مختلف ناموں سے اور کسی نہ کسی شکل میں نظر آتا ہے اور اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ لیکن کسی قوم کو اس علم پر بہت زیادہ ترس حاصل تھی اور کسی کو کم۔ اور کسی کو بہت کم۔ اور کسی کے ذہن میں ایک مبہم سا تصور۔

لیکن یہ ضروری نہیں ہر قوم یا زمانے کے باسیوں نے اس علم کو اس طور پر قوت اور افادیت کے ساتھ اپنایا ہو۔ اور اس سے استفادہ حاصل کیا ہو۔ اگر انہوں نے اس سے فائدہ حاصل کیا تو کس قدر۔ ہمارا خیال اس بحث کو طول دینے کی بجائے ہمیں اپنے اصل مضمون کی صحت اور طرف توجہ دینی چاہیے اس پر کسی اور کتاب میں بحث کریں گے۔ آپ یہ بھی اپنی رٹ پر توجہ دی۔ ممکن ہے آپ نے کبھی

تقلیق قوت دیا ہے

میرٹھ کی پڑی — جس میں زندگی ایک قوت کی شکل میں گردش کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس روح حیات کا ایک قابل قدر حصہ پشت کے ایک آخری ٹان میں محفوظ اور غیر مستقل پڑا رہتا ہے۔

آپ شاید اس حصے کی قوت کا اندازہ لگانے سے محذور ہوں لیکن آپ یاد رکھیں یہی وہ حصہ ہے جہاں سے آپ اپنی غمت، ریاضت، مراقبہ اور مشق کے ذریعے غنی قوتوں کو شعور کی سطح پر لے کر آئیں گے۔ یہ پڑی آپ کی پڑی سے آپ کے دماغ کا فاصلہ آپ کم مت سمجھیں۔ یہ ایک دلیل ترین سفر ہے اس سفر کو بہر طور آپ نے طے کرنا ہے۔

آپ اپنی غنی قوتوں کو میلہ کر کے ذمہ یہ کہ اپنی ظاہری قوتوں سے حیرت انگیز کام لے سکتے ہیں بلکہ اس کے ذریعے باطنی قوتوں پر بھی قابض ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب آپ مسلسل اپنی مشق کو جاری رکھیں، آپ کی قوت ابلا دی مقصد کے طالع ہو۔

کچھ حضرات کو دیکھا گیا ہے جو بیک وقت اپنی تمام خواہشات کی تسکین میں بہت زیادہ مشقت کرتے ہیں جس کا نتیجہ خاطر خواہ فوائد حاصل ہونے کے نقصان ہوتا ہے۔ جسم تنگ کر ستر مرگ پر جا پڑتا ہے۔ ذہن مسلسل سوچ کی درجہ سے کرا بنے لگتا ہے اور پھر انسان کسی بھی کام کا نہیں رہتا۔

اس لئے آپ اپنی مشقوں کو ضرور شروع کیجئے۔ لیکن آہستہ آہستہ تھکنا اور اس قوت کو بیدار کیجئے۔ یہ مت سوچئے کہ میں بہت زیادہ

ماسوائے جسم کے ایک عضو کے کچھ اہمیت نہ دی ہو۔ آپ اسے سمجھنا چاہیے۔ اس میں آپ کی قوت کے لئے ایک ایسا نظام ہے۔ اس میں ایسا خزانہ پوشیدہ ہے کہ آپ کو شاید معلوم نہیں جو قوت کا مرکز ہے۔ آپ کی پڑی کی پڑی — جہاں حرام، مفز، جذبات، جبلت، لاشعور اور کئی طرح کی دوسری پراسرار قوتیں جتمع ہیں — آپ نے سمجھی — اچانک خوف کی لہر محسوس کی، یقیناً ایسا ہوا ہوگا۔ اور اس کی سناہٹ آپ کو اپنی پڑی میں محسوس ہوئی ہوگی — ایسا کیوں ہوتا ہے، آپ کے خوف کا پڑی کی پڑی سے کیا تعلق — یا جب انسان شہوانی لذت سے مرعوب ہو کر خود کو حیوانی جبلت کی باہوں میں دینے کی کوشش کرتا ہے تو یہ پڑی کی پڑی ہی اسے خطرے سے آگاہ کرتی ہے اور جسم کی توانائی کے اس طالع پر تہہ بہہ کرتا ہے اگر اس نے اپنا یہ فعل مزید جاری رکھا اور اس میں تواناں پیدا نہیں کیا تو حیوانی کی ضمانت تو کیا۔ زندگی کی ضمانت بھی ضبط ہونے کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

دراصل علم طب کہتی ہے۔ پڑی کی پڑی کسی نئی میں اعصابی کچھ ہوتے ہیں جن کا براہ راست تعلق دماغ سے ہوتا ہے اور ان اعصابی کچھوں میں آپ کی روح حیات ہمیشہ مجرور گردش کرتی رہتی ہے۔ ہم نے آپ کو جبلت کے باب میں بتایا ہے کہ جسم اور اس کی اندرونی مشینری دنیا کے تمام عجائبات سے بڑھ کر ہے۔ اس قدر عجیب و غریب اور جتنا کہ غلام کسی اور شخص میں نہیں۔ اسی لئے قدرت نے اسے اپنی بہترین اور عظیم

یہ ہے بلکہ اس کے بے ترتیب کڑے ہو جائیں گے جو کسی کام میں نہ آسکیں۔
توت اور منشی حقیقت آپ کی جلد بازی سے ان دونوں کا بیک وقت بیدار
کئے کا اندیشہ ممتی ہوتا ہے اور اگر یہ بیک وقت دونوں بیدار ہو جائیں
اس کی شعوری مقصدیت سے ہٹ جاتا ہے اور شعور، خلفشار، انتشار،
انکار ہو کر وحشی جانوروں کی سی حرکتیں کرتے لگتا ہے۔ یقیناً آپ
اس وجہ احت کا مفہوم اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ آپ آہستہ
ستہ — کیے بعد گیرے اپنی مشقوں کو ایک مخصوص وقت میں انجام دیئے
ت سیٹھ کی بجائے اس قوت کی بیداری کو پوری تقویت بخشنے کی کوشش کریں۔
رفتہ رفتہ آپ میں یہ قوت بیدار ہوگی تو آپ اس سے اپنی حسبِ مرضی
وفائد حاصل کر سکیں گے۔ آپ اس قوت کو کمزور نہ سمجھئے۔ حیات
ان لہروں میں بے پناہ قوت ہے۔ اس قوت کا اندازہ تو آپ کو اس وقت
ہوگا جب آپ مسلسل مشقیں کریں گے اور وقت کو اپنی گرفت میں رکھیں
اس منزل کو بیڑھی بیڑھی، قدم بہ قدم پانے کی جستجو کریں گے اور
آپ کامیاب بھی ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کو اپنے دماغ و اعصاب
پر باقی غلطیوں سے صاف کرنا ہوگا۔

وقت سفر باندھنے سے قبل آپ اس سفر کی طوالت اور راستے کی ممکن
کا اندازہ اچھی طرح لگا لیجئے اس کے بعد اس سفر کا آغاز کیجئے۔ کیونکہ
اکثر منزلوں سے گزرنا ہے اور ہر منزل کی مشق و دشواری ہے۔ آپ کو ہر
مرحلے سے ان تمام منزلوں کو سر کرنے کے اپنے مقصد میں فتح حاصل کرنی ہے۔

ریاضت سے یکمشت اپنی غنئی قوتوں کو میلہ کر لوں۔ یقیناً آپ ایسا کر سکتے
ہیں۔ کوئی چیز ناممکن نہیں — لیکن اس سے آپ جس فوائد کے لئے
یہ سب کچھ کر رہے ہیں آپ کو وہ فوائد حاصل نہ ہو سکیں گے بلکہ نقصان کا احتمال
بڑھ جائے گا۔

آپ نے سمندر میں اٹھنے والے طوفان کو دیکھا ہوگا جس کی سرکشی بھری
ہوئی موجیں ایک ماہر تیراک کو بھی موت کے ہم آغوش کر دیتی ہیں۔ اس کی
تمام محنت، تمام ریاضت، تمام مشقیں اور تجربہ کاری، آزمویوں کے آگے
بے بس ہو کر رہ جاتی ہے کسی سمندر کی موجیں اڑدھ سے کیا کم ہوتی ہیں،
اور اس پر طوفان، ایک ماہر چاہے کتنا بڑا تیراک ہو اسے اپنی زندگی بچا لے
مشکل ہو جاتی ہے۔

جب آپ اپنی مشقوں کو اپنے انداز سے کریں گے اور آپ کی سوز
یہ ہوگی کہ تمام قوتوں کو یکمشت بیدار کر لوں تو اس کے نتائج یقیناً
ہوں گے۔

دراصل ہم جب اپنی غنئی قوت کو بیدار کرنے کے لئے مشقیں کرتے
ہیں تو اسے پُر سکون اور قاعدہ قانون کے تحت انجام دینا چاہیئے، اس
میں لاپرواہی یا جلد بازی کا کوئی عنصر نہیں رکھنا چاہیئے۔

آپ کسی بھی دھات کو گرم کر کے اپنی حسبِ مرضی شکل میں
ہیں اسے وہ شکل دے سکتے ہیں جیسی آپ چاہتے ہیں، لیکن آپ کو
گرم کئے اسے ایک دو چوڑوں میں اپنی حسبِ منشاء کوئی بھی شکل تو لینا

غیبی طاقت

آپ کے ذہن میں یقیناً غیبی طاقتوں کا تصور بھی ہوگا۔ آپ یہ بھی سمجھیں گے کہ آخر یہ غیبی طاقتیں کیا ہوتی ہیں۔ اگر ہم روحانی نقطہ نظر سے غیبی طاقتوں کے بارے میں گفت و شنید کریں تو بہتر ہے جو انسان اندر موجود ہیں۔ اس جد پختہ تحقیق سے جو نفسیات دانوں کے مشاہدات، تجربات کا ثمر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان میں ظاہری حواس کے سوا کچھ مخفی قوتیں بھی موجود ہیں جو انسان صرف مشقوں اور مسلسل ایام سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی سانپ کو بغور دیکھا ہے جس کے کان نہیں ہوتے لیکن مین کی دھن پر وہ جھومنے لگتا ہے۔ مین کی آواز کیونکر اس کی سماعت میں محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے کان نہیں ہوتے۔

اس کی اندر کی پوشیدہ قوت ہے وہ جس سے مین کی آواز کو وہ اپنی جلد کے مسام سے محسوس کرتا ہے اسی طرح چیونٹی کی قوتِ شامہ دیگر کیڑوں سے تیز ہوتی ہے۔ ایسی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن ہم صرف اپنے مقصد کو صحت دیں گے۔

آپ بہت سی غیبی طاقتوں کے مالک ہیں لیکن ان طاقتوں کو دیکھنے اور اسے پانے کی کوشش ہی نہیں کی ہمارا دماغ حیرت انگیز غیبی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ جن کے مطابق صحیح اندازہ لگانا، جاننا بے حد مشکل ہے۔ لیکن اگر آپ اس کی برقی لہروں کو اپنے طالب کر لیں تو آپ کو بہت سی باتیں حقیقت محسوس ہونے لگیں گی۔ آپ اپنے دماغ سے کیا کام لیتے ہیں۔ اور کس وقت اس کی قوت کو بیدار کرتے ہیں۔ یہ ان حالات اور وقت کی صداقت پر منحصر ہے۔ جو آپ اپنی قوتِ ارادی سے اس کے لئے کوشاں ہوتے ہیں۔ بعض حالات میں ہمارے دماغ کی مادرائے بھارت جس اپنا کام کرتے لگتے ہیں اور ہم کشف کے ذریعے سینکڑوں میل کے فاصلے پر ہونے والے واقعات کو باآسانی دیکھ لیتے ہیں۔ رابطہ قائم کر لیتے ہیں اور وہاں موجود کسی بھی شخص کو اپنا پیغام دے سکتے ہیں۔ اور اسے اس پر عمل کرنے پر مجبور بھی کر سکتے ہیں۔

لیکن یہ سب چیزیں اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنی بھرپور قوتِ ارادی سے مشقیں کریں تو توجہ اور یکسوئی کو اپنا ایمان بنالیں۔ لیکن بعض ایسے حضرات بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ جو چند مشقوں کے بعد

اچھے نت ایج کی جھلک دیکھ کر ہی خود کو فوق الفطرت شخصیت سمجھنے لگے ہیں۔ حالانکہ چند عجیب و غریب خواب اور مختصر وجدانی کینیاں کو اپنے مقصد کا حاصل نہیں سمجھ لیا چاہیے۔ اگر آپ میں یہ معمولی صفات نمودار ہو گئی ہیں تو آپ کو مسلسل مشق جاری رکھنی چاہیے۔ ورنہ یاد رکھیے آپ کی مثال اس کتے کی سی ہوگی جو گھر کا دبا اور نہ کھاٹ کا۔ یقیناً آپ کو ہلے سے یہ لفظ ناگوار محسوس ہوئے ہوں گے۔ لیکن کڑواہٹ آپ کو معلوم ہوتا چاہیے کہ صورت مندی کے تریاق کا اثر رکھتی ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ آپ کسی غلط فہمی اور مغالطے کے باعث اپنی زندگی کو دیمک لگا بیٹھیں، جو آہستہ آہستہ آپ کے ذہن اور انجی صلاحیتوں کو چاٹ کر آپ کھوکھلا کر دے ہیں۔ بقول کسی کی بیانی اس کھوکھلے درخت کی مانند ہوتی ہے جسے اندر سے دیمک نے اپنے سے خوراک بنا لیا ہو اور پلٹی طور پر درخت بھلا لگے۔

جس طرح صوفیائے کرام کے یہاں روحانیت کی منزلیں مختلف مدارج ہیں مثلاً مقام جبرت، مقام فنا، مقام فطری، شریع صدر، مقام حق الیقین، مقام عشق اور مقام انوار اللہ وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح علم روحانیت کی بھی کچھ منزلیں ہیں۔ اور پھر منزل کو آپ رفتہ رفتہ ترتیب وار سچی طے کر سکتے ہیں جسٹ لگانے سے گھرنے کا خواہش قومی ہے۔ اس لئے خود ایسی کوششیں مت کیجیے۔ بلکہ آپ اصولوں اور اس شعبہ کی تہذیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے نیک مقصد کو بڑے کار لائیے۔ مشقیں شروع کرنے سے قبل اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح دیکھئے خود

کیجئے اور پھر عمل کیجئے۔ جو لوگ صرف جنون کو مقصد قرار دیتے ہیں، ان سے غلطی کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ کچھ عرصہ بعد اکتاہٹ اور قوت ادا کی کمزوری ان کے جنون کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ آپ ان مشقوں کو پورے اطمینان اور سکون سے شروع کیجئے۔ یہی آپ کے لئے بہتر ہے۔ اور یہی آپ کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

حکم فرما۔۔۔۔۔ آمین

آپ نے کبھی اپنے خیال کے تیز رفتاری کو محسوس کیا ہے۔ ممکن ہے آپ نے ابھی اس جانب توجہ ہی نہ دی ہو۔ مثال کے طور پر آپ مصر کے بائے میں سوچتے ہیں، فوراً آپ کے خیال کی لہریں ہزاروں میل کا سفر میں طے کر لیتی ہیں۔ اور اپنی نظروں کے سامنے مثلثِ اہرام کی قد آدم نما رتیں مقابلہ فرعون عکس عکس ہو جاتے ہیں۔ اور جب خیالات کی سوج و سدت دیتی ہے تو آپ ہزاروں سالوں کا فاصلہ طے کر کے اس دور میں پہنچ جاتے ہیں۔ فرعون شاہی کردہ سے اپنے تخت پر بیٹھا ہے (نمودہ باللہ) اور لوگ اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

یہ آپ کی سوج ہے جو خیال کو تقویت دیتی ہے اور خیال کی قوت پرواز کا تو آپ کو اندازہ ہی ہے۔ لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی وجہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اور دراصل ہم کچھ تو پرستے ہیں اور کچھ سنتے ہیں۔ اور اب تو ریڈیو، ٹیلی ویژن بھی ہماری سوج کو عکس و براہم کرنے کا ایک موثر ذریعہ بن گئے ہیں۔

ہم کسی ملک کے ہاں کے لوگوں کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں یا سنتے ہیں یا فلم دیکھ رہے ہیں یا شعور میں اسلوب ہو جاتے ہیں اور جب اس کا نام سنتا ہے تو اس کی لہریں اس خطے میں موجوں نظر آ رہی ہیں۔ خیال اور شعور ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور یہی شعور و حسیوتی، بد صورتی، اچھائی اور برائی کی تیز سے آگاہی دیتی ہیں۔

بدن رو۔ روشنی، حرارت، مقناطیسیت یہ تمام مادے کی مختلف

انتقال افکار

روشنی کی رفتار تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل فی سیکنڈ ہے جبکہ ہمارے خیال کی رفتار اس سے کئی گنا تیز زیادہ ہے۔ اس کی صحیح پیمائش تو اب تک کوئی ماہر نہیں کر سکا۔ لیکن ان کا قیاس ہے کہ خیال کی رفتار روشنی سے کروڑ گنا ہے۔

افکار آپ کی وہ سوج ہے جو خیالات کو نئے نئے رنگوں، تصویروں سے آگاہی دیتی ہے۔ آپ انہی خیال و افکار کو تسخیر کرنا ہے۔ آپ کے مقصد اور جذبہ کی تمام کامیابی کا انحصار اس کی تسخیر پر مشتمل ہے۔

ہری ہوئی آنکال میں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ جو بے پناہ توانائی کے حامل ہیں یعنی قوت بخش لہریں۔ بالکل اسی طرح آپ کا خیال بھی لہروں کی طرح سفر کرتا ہے۔ اب کوئی آپ سے یہ سوال کرے کیا آپ خیال کو چھو سکتے ہیں خیال کی آواز کو سن سکتے ہیں۔ سوچ سکتے ہیں چکھ سکتے ہیں۔ اس کا جواب نفی میں ہوگا، لیکن آپ اسے محسوس کر سکتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جیسے درد کی لہریں، درد کو بس انسان چاہے کہ دیکھ سکے تو یہ ناممکن، بلکہ مضحکہ خیز بات ہوگی، لیکن اسے آپ محسوس کر سکتے ہیں اور آپ یہ بتا سکتے ہیں آپ کے کس حصے میں درد کی لہریں اذیت دے رہی ہیں، اسی طرح خیال دیکھا نہیں جاسکتا، لیکن اسے آپ محسوس کر سکتے ہیں فلسفے کی مہربان دُورس مثبت اور منفی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک کو مادی کہتے ہیں اور دوسرے کو فطرت۔

جس طرح عضوی آنکھ ہر مادی اشیاء کو دیکھ سکتی ہے اسی طرح ہائی آنکھ تصور کو کس کر سکتی ہے۔ آپ تمام خیال کو دیکھ سکتے ہیں جسے آپ کی عضوی آنکھ دیکھنے سے محروم ہے۔

کیا خیال کو چھو سکتے ہیں یقیناً آپ اسے چھو سکتے ہیں (چھونے سے مراد، باطنی طور پر محسوس کرنا) آپ ان لہروں کو چھو سکتے ہیں۔ لیکن خیال کی لہروں کو صرف محسوس کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے لئے آپ کا احساس تیز اور قوی ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر آپ کے خیال کی رفتار کی قوت اور تیز رفتاری لہروں کو چھونے، محسوس کرنے سے قاصر رہیں گے۔ اس کے

لئے آپ کو بہت زیادہ محنت اور مشق کی ضرورت ہے، یہی وہ مسافت ہے جسے آپ نے اپنی یکسوئی توجہ کی طاقت سے طے کرنا ہے۔

امریکی ماہرین نے ایک طویل عرصہ کی پیمائش کے بعد یہ تسلیم کر لیا ہے کہ انسانی دماغ کسی آلے یا مادی واسطے کے بغیر دودھ دلا دلا قاسلوں سے خیالات کی لہریں وصول کر سکتا ہے۔ انہیں نشر کر سکتا ہے اور آئندہ ہونے والے واقعہ کو جان سکتا ہے۔ آپ انتقال انکار کا یہ فن اس وقت ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب آپ اپنے شعور کی سطح سے ان خیالات کے جھوم کو منتشر کرتے ہیں کامیاب ہو جائیں۔ آپ کے شعور کی سطح پر ان گنت طرح طرح کے خیالات مٹر گشت کرتے ہیں۔ ان تمام خیالات کو ایک مرکز پر جمع کر کے ایک نقطہ کے قلب میں ڈھالیں۔

یہ نہایت مشکل کام ہے اتنے بہت سے خیالات کو ایک مرکز پر نقطہ کی شکل دینا۔ لیکن انسان کے لئے دنیا کی کوئی چیز حاصل کرنا مشکل نہیں اور یہی کوئی ایسا علم و مہر جو انسان کی وسعت سے باہر ہیں آپ میں آپاٹنے کی گہن پتلی اور قوتِ ارادی کی مضبوطی ہونی ضروری ہے۔ مٹھوڑی سی کوشش اور مسلسل مشق سے آپ انتقال انکار کے اس فن کو اپنی شخصیت کی ایک قوت بنا سکتے ہیں۔

اب تک ٹیلی ویژن آپ کے لئے صرف ایک خیال ہے بالکل اسی طرح فضا میں انسان اڑ سکتا ہے۔ جہاز صرف ایک خیال تھا، جب وہ وجود میں آیا تو ایک حقیقت بن کر دنیا کو حیرت زدہ کر دیا اور آج وہ کسی کے لئے

نہ توجہ کا باعث ہے اور نہ ہی خیال، بلکہ وہ انسانوں کی ایک ضرورت بن گیا ہے۔ ٹیلی پیچی بھی ایک حقیقت ہے۔ لیکن جب تک آپ خیال بنائے نہیں گئے آپ اسے نہ تو چھو سکتے ہیں اور نہ ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب اپنی مشقوں پر توجہ دیں کسی بھی خیال کو بغیر آپ کی مرضی کے دماغ میں وارد نہ ہونے دیں۔

اس قوت کو حاصل کرنے کے لئے یکسوئی، توجہ اور قوت لازم درکار ہے۔ آپ ان پر اقدار حاصل کر لیں کہ اسکے بعد ذہنی یکسوئی کی مشقیں پانچ سے انجم دیں۔ جمع مینی اس کے لئے بہترین مشق ہے، آپ پورے مینی بھی اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔

مراقب اس صلاحیت کے حاصل کرنے میں بہترین نکات ہے۔ مراقبہ اذکار توجہ کی اعلیٰ ترین مشق ہے۔ آپ کو سب سے پہلے ٹیلی پیچی پر یکسوئی یقین کرنا ہوگا۔ آپ کے ذہن میں اس علم کے بارے میں کوئی دوسرا کوئی فکر نہ ہو کہ نہیں ہونے چاہیے۔ اس کے بعد توجہ یکسوئی کے اس عمل کو بہت زیادہ سمجھیں۔ اپنے ذہن میں خیالات کے جھوم سے پاک رکھ کر ہی آپ اپنے مقصد میں معراج حاصل کر سکتے ہیں۔

انتقال افکار گو کہ سخت طلب اور مسلسل مشق کا سفر ہے۔ اس مسافت میں آپ کا کوئی مشرک نہیں۔ یہ سفر آپ نے خود اکیلے طے کرنا ہے۔ اس روشنی کے مرکز تک پہنچنا ہے جو آپ کی منزل ہے، لیکن اس منزل کا کوئی خاکہ آپ کا خیال، شعور نہیں بتا سکتا۔ یہ تو آپ کی مشقوں اور یکسوئی

کے یہ ہی آپ اس قوت کا اندازہ لگا پائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں آپ انتقال افکار کی مشق کے لئے اپنے ذہن کو آہستہ بنانا ہوگا تاکہ اس میں آپ دوسروں کی موتیں باآسانی دیکھ سکیں۔

مشق

کسی بھی ہنر یا علم کو حاصل کرنے سے قبل آپ کو اس کے قاعدے و قواعد سے واقف ہونا ضروری ہے، ورنہ آپ اس علم و ہنر کی قوت و خصوصیات سے پوری طرح استفادہ حاصل کرنے سے محروم رہیں گے۔

اس کتاب میں ہم نے آپ کو ٹیلی پیچی کے بارے میں ایک طالب علم کے لئے کافی مواد اکٹھا کر دیا ہے جو آپ کے عمل اور مشق کے دوران آپ کے لئے بہرہ مند گارانتا ہے۔

مثالی طور سے توجہ شمار دی جاسکتی ہیں اس کتاب کی ضخامت متاثر ہوگی

اجہم نہیں چاہتے کہ آپ دلائل و مثالوں میں الجھ کر اپنے مقاصد کو انظار کی نہجیت دیں جو ضروری ہدایت اور شہابی بھیجی گئے اصلاح عمل ہتھیں۔ و تشریہ تمام ابواب پر ہم روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس کے سوا آپ کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی ہو۔ یا الجھ رہے ہوں تو خط لکھ کر معلوم کر سکتے۔ آپ اپنی مکمل تشفی کرنے کے بعد مشفقوں کو شروع کیجئے۔ جب تک آپ کا شعور مطمئن نہ ہو آپ اپنے توانائی کو ضائع مت کیجئے۔

کھانے پینے میں احتیاط رکھیں

آپ نے اگر نچست ارادہ کر لیا اور آپ کی قوت ارادی بھی آپ کے طابع ہے تو مشقیں شروع کرنے سے قبل آپ کو اپنی جنسی حیثیت پر قابو پانا ہوگا۔ آپ کھانے پینے میں احتیاط کرنی ہوگی۔ وہ تمام اشیاء کو اپنی خوراک سے بحال دیں جو جنسی جذبات کو تپش دیتی ہوں۔ آپ اپنی زبان کے چٹکے یا لذت جس کو کم کریں۔ چٹ پٹے بھوان سے اجتناب کریں۔ دوران مشق، ہلکی چٹکی غذا کو خوراک بنائیں۔ مثلاً: دہی، بکری کا دودھ

پاک، سنگ، مونگ کی دال، تورسی، کلہ، ٹماٹر، پھلوں میں سنگترہ، خوبانی کھیرا، انجیر وغیرہ وغیرہ، ایسی اشیاء استعمال مت کیجئے جس سے سانس میں بدائے اگر آپ سگریٹ پیتے ہیں تو اسے کم مقدار میں استعمال کریں اور مشق کرنے سے قبل دانتوں اور منہ کو خوب اچھی طرح صاف کر لیں۔ اسی طرح لہسن اور کچ پیاز سے اجتناب آپ کے لئے بہتر ہے۔ ان تمام اشیاء کو غذا سے خارج کر دیں۔ جو شہوانی جذبات کو ابھارتی ہوں اور نہ ہی ایسی اشیاء ہی استعمال کریں۔ جو بار بار صبح خارج ہونے کا سبب بنیں۔

مثلاً: مولیٰ وغیرہ۔ ہلکی غذا میں آپ کی ذہنی توانائی میں مسلسل اضافہ کرتی ہیں۔ اگر آپ لٹیل قسم کی خوراک لیں گے تو ظاہر ہے اس سے آپ کا جسم سست، آرام کا طالب اور پیٹ بھاری رہے گا۔ انسان کے ٹھکنے کی ایک وجہ یہ بھاری غذا بھی ہے۔ لہذا آپ ان ہدایت پر عمل کر کے ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

تاکہ بچا گئے دوڑ کے دوران

آپ بھاگتے دوڑتے وقت یا سفر میں جہاں اور بھی بہت سے سفر
موجود ہوں آپ کا ذہن اس تیزی سے ہرگز نہیں سوچ سکتا اور نہ ہی
فرد اس قدر خوبصورت اور تخلیقی خاکے بنا سکتا ہے، یہ کام سکون اور
ستھانی کا ہے، آپ کے پاس اگر یہ دونوں متیسرہوں تو آپ کی سوچ نہ
جانے کس بلندی تک پرواز کر جائے، اس کی قوت پرواز کا صحیح اندازہ لگانا
از حد دشوار اور مشکل ہے۔

آپ کو اپنے جسم کو پرسکون رکھنا ہے۔ اپنے عضلاتی حرکات پر
تامل و متورس ہونی ضروری ہے۔ جب آپ کے اپنا عضلاتی حرکات پر مکمل
اختیار حاصل ہو جائے گا تو آپ اپنے ذہن کو بھی یکسوئی دے سکیں گے، پہلے
عضلاتی نظام میں اگر انتشار ہو تو ہم کوئی بھی کام صحیح اور بہتر انداز طریقے سے
انجام نہیں دے پاتے، اگر آپ نے اپنی عضلاتی حرکات پر دسترس حاصل کر
لی تو پھر آپ اپنے داغی تعلیمات کی کارکردگی پر اختیار حاصل کر سکتے ہیں۔
ہمیں مشق شروع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو مکمل طور پر تیار کر لینا چاہیے
ورنہ آپ کی تمام محنت رائیگاں ہی جائے گی۔

آپ یہ مت سوچئے کہ ہمارے جسم کے عضلاتی نظام کا تعلق ذہن
نہیں ہے، قدرت نے ہمارے جسم کے اندر جن عضلات سے مشینری
بنا رکھا ہے اس کے ہر عضو کا دوسرے عضو سے گہرا تعلق ہے مثلاً چوڑ
آپ کے پاؤں کے ناخن میں لگتی ہے لیکن اس سے آپ کا پورا جسم متاثر

اپنے عضلات کو پرسکون رکھیے

یہ تو آپ خود بھی بہتر جانتے ہیں، تھکے ہوئے جسم عضلاتی حرکات
آپ کے ذہن سوچ کو دھیم دھیم کر کے رکھ دیتی ہیں، آپ کو چاہیے مشق
شروع کرنے سے پہلے اپنے جسم کو تیار کر لیجیے۔ جسم اول اس کے
عضلات کو پرسکون رکھیے، ویسے بھی جب آپ کوئی مقصود بہ ترتیب
دے رہے ہوں یا کسی خاص موضوع کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں تو
آپ ایسی جگہ کی تلاش میں ہوتے ہیں جہاں سکون ہو کوئی مداخلت نہ
کرنے والا نہ ہو، کوئی آپ کی سوچ کے تانے بانے کو منتشر نہ کرے۔

چاہئے وہ کاروباری شہر ہی ہو یا کوئی تخلیقی کاسٹل، گھر ملیو مسائل ہوں
یا اپنی ذات کے بارے میں کوئی ناخوش عمل، جو کچھ ہو، آپ اس لمحے سکون اور
ستھانی چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے آپ ایسی جگہ بھی نہ کام انجام دے سکتے ہیں

ہوتا ہے اور احساس بھی اس چوٹ کا ساتھ دیتا ہے اور ہمارا جذبہ میں بھی اس کی ٹپیں محسوس ہوتی ہیں۔

آپ اگر اپنے دماغ سے کام لینا چاہتے ہیں تو آپ اپنے اعصابی نظام اور عضلاتی حرکات میں مطابقت پیدا کرنی ہوگی، ان دونوں کا توازن حاصل کرنا ہوگا۔ ان کی خوشنودی اور سکون ہی آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا کر سکتی ہے۔ اس علم کے ماہرین کا مشورہ ہے۔ یہ مشقیں خود کو مکمل طور پر تیار کرنے کے بعد عمل میں لائی جائیں۔

آپ جب پوری طرح تیاری کر لیں آپ کو اپنے عضلاتی اور اعصابی نظام پر دسترس حاصل ہو جائے تو مشقوں کو پرسکون اور رفتہ رفتہ آگے بڑھائیں، جلد بازی کا مظاہرہ ہرگز مت کیجیے۔ اس نقصان ہونے کا احتمال کہیں زیادہ ہے۔ ممکن ہے جو قوت آپ حاصل کرنے جا رہے ہیں، آپ اس کی شدہ زور سے دیکھ کر ڈر جائیں۔ خوفزدہ ہو جائیں۔ ہم آپ کو بتاتے چلیں کلان مشقوں کے دوران ایسا ممکن ہے،

لیکن ایک بات یاد رکھیے اگر کوئی ڈرائیونگ کرنا ہے تو وہ اس بات سے باخبر رہتا ہے کہ کسی دن ایک سیڈنٹ بھی ہو سکتا ہے اور جسم کا کوئی اعضا اپاہج، مفلوج یا فاصلے بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے اس کی موت واقع ہو جائے۔ لیکن وہ ان تمام خدشوں، خوف سے ڈرائیونگ چھوڑ نہیں دیتا ہے۔ اس کی قوت الادبی اس کے تابع ہوتی ہے اور زندگی تو ہے ہی حادثوں کا نام پھر کیونکر خوف کھایا جائے۔ موت بروقتی ہے پھر

کیون زندگی کو خوف کی نذر کر لیں۔

کیا جہاز کے پائلٹ کو قیصر ہوتا ہے کہ فقہ میں جہان بلند ہونے کے بعد دوبارہ زمین کو چھو سکے گا۔ خطرات تو دنیا کے ہر کام میں ہوتے ہیں۔ خوف اس وقت انسان پر طاری رہتا ہے جب تک وہ اس کام کو کرتا نہیں ہے جب اسے اس کام میں مہارت حاصل ہو جاتی ہے تو خوف خود بخود جاتا رہتا ہے۔ یہ انسان کے اپنے اعصاب کی کمزوری ہوتی ہے کہ خوف اسکی کمزوری پر غالب آجائے۔

ممکن ہے مشقوں کے دوران آپ کو بھی ایسے ہی خوف کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کے لئے آپ خود کو پہلے سے تیار کر لیں۔ آپ کو اپنے اعصاب کو اس خوف سے محفوظ رکھنا ہے اگر آپ کو کوئی مادیاتی اضطراب دہشت ناک، مکرہ، متوہین نظر آئے تو اسے نظر کا فریب سمجھ کر اس خوف کو اپنے ذہن سے اتار دیجیے۔ ورنہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پائیں گے اور ممکن ہے اس خوف کی وجہ سے آپ ایسا نہ ہو جائیں۔ یہ تو آپ کو خود بھی معلوم ہے جب انسان کے اعصاب کسی بھی چیز سے متاثر ہوتے ہیں تو ذہن بھی بے طرح متاثر ہوتا ہے اور ایسے میں کسی بھی اعصابی عضلاتی بیماری کا جسم میں داخل ہو جانا بعید نہیں۔ اس کے لئے آپ کو پہلے سے تیاری کرنی ہوگی۔

گوکہ طبی سچائی روحیت ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ خوف اور خطرہ ہر کام میں ہے اور پھر آپ تو وہ قوت حاصل کرتے

جانتے ہیں جس کا صرف تصور ہی کیا جاتا ہے، علیٰ طور پر اسے پانا جن قدر آسان ہے اس قدر مشکل بھی۔

بالکل ڈرائیوڈ کی مانند جیسے آپ اسٹریٹنگ پر بیٹھا دیکھتے ہیں جو آرام سے سیٹ پر بیٹھا اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت دیتا ہے۔ ظاہر ہے یہ کام آپکی ہی نظر میں نہیں بلکہ ہر دیکھنے والے کو آسان محسوس ہوتا ہے۔ لیکن جو اتنا آسان نہیں کیونکہ اس کی ذرا سی غفلت اپنے ساتھ دوسرے مسافروں کی زندگی بھی لے سکتی ہے۔ اسے ہر وقت ہر لمحہ چوک رہنا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو پہلے سے تیار کر کے آیا ہوتا ہے۔ اس وقت ذہن ہر آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔ اگر اس پر کسی قسم کا اشتداد ہو تو ایکسپلڈنٹ کا خطرہ حقیقت بن کر نہ جانے کتنی زندگیوں سے ان کی سانسیں چھین لے گا۔

نہ جانے کتنی بار دن میں خوف کو اپنے قریب محسوس کرتا ہے لیکن وہ خوف کو اپنے اعصاب پر حاوی کر کے بیٹا نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ کام چھوڑتا ہے۔ آپ شاید ایسے مرحلوں سے گزر رہیں، خوف شکل بدل بدل کر آپ کے اعصاب کو مفلوج کرنے آئیں اور یہ بھی ممکن ہے آپ کو خوف مسموم آپ کے ارادے کو متزلزل کر دے لیکن آپ اس لمحے اپنی قوت ارادی کو بروئے کار لائیں اور جو صے کو توانا رکھیں یہ خوف آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

آپ کسی بھی صورت اپنے ذہن کو انتشار میں مبتلا مت ہونے دیں یہ بہت ضروری ہے کہ آپ کا دماغ پرسکون ہو، یکسوئی، توجہ اپنے مقصد

پر مرکوز ہو۔ آپ اس وقت ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ میں یہ چند خوبیاں موجود ہیں تو آپ یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اپنی صحت، ذہن اور دلی طور پر سکون، لاشعور آپ کے اختیار میں ہو جیسی ہیجانات میں برف گھلی ہو۔ مقاصد کی بلندی اور حکم عقیدے کا ہونا ضروری ہے۔

اگر آپ میں مندرجہ بالا خوبیاں ہیں تو آپ اپنے دماغ سے خارج ہونے والی لہروں کو اپنے طابع کرنے میں یقیناً کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ آپ کی محنت، جہد سب بیکار ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوگا۔ لیکن اسے ان آنکھوں کے بائیں پس پوری طرح علم نہ ہوگا۔ اگر اسے اپنی ان آنکھوں کی قوت کا اندازہ ہوتا وہ اپنی آنکھوں کی قوت کو آزمادہ کر اس حسن کو عشق کی جیت میں بدل لیتا۔

آنکھیں شخصی کائنات کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔ یہ بے ضرر ہے لیکن ہمیشہ محتیا رہی ہے لیکن اس محتیا کو استعمال کرنے کا طریقہ آنا ضروری ہے۔ یہ آنکھیں ہی ہے جو کسی دوسرے شخص کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور اس قابل بنا دیتی ہے کہ آپ کی ترغیب یا تحریک ذہن مکمل طور پر قبول کرے، اگر آپ اس محتیا کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کے فن سے آشنا ہوں تو یہ ناممکن ہے کوئی اس کے دائرہ اثر سے بچ سکل سکے۔ آپ نے اکثر یہ غسوس کیا ہوگا جب آپ کی آنکھوں میں اپنی نظریں مرکوز کر کے بات کرتے ہیں۔ چند لمحے بعد وہ اپنی نظروں کو زیادہ بدل لیتا ہے یا آپ ایسا کر لیتے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے جب آپ اپنی آنکھوں کو مرکوز کر کے بات کرتے ہیں تو ان آنکھوں میں پوشیدہ برقی لہریں خارج ہو کر اس پر پوری طرح اثر انداز ہونے لگتی ہیں اور اس کی آنکھیں اس قوت کو برداشت نہیں کر پاتیں اور جب آپ دوسروں کی نظروں کی تاب نہیں لاتے تو اس کا مقصد ہے کہ اس کی آنکھوں میں یہ مفعنا طبعی لہریں زیادہ قوت بخشی ہیں جس کے سامنے آپ کی نظریں شکست خوردگی می غسوس کرتی ہیں۔

ہر انسان کے ساتھ اس قسم کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں لیکن انسان خود کبھی ان باتوں، واقعات پر توجہ نہیں دیتا حالانکہ اس کے اپنے

آنکھیں کیا کہتی ہیں؟

تہیں کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہاری آنکھیں وہ سب کچھ کہتی ہیں جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو۔ نہ جانے اس کی آنکھوں میں کیا ہے۔ میں کوشش کے سوا۔ اس کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کر سکا۔

معلوم نہیں اس کی آنکھوں میں کونسا جادو ہے۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھینچا چلا جاتا ہوں۔ اس قسم کے حملے آپ نے اکثر سنے ہوں گے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے، شاید زندگی میں آپ کے ساتھ بھی اس قسم کا کوئی رابطہ رہا ہو۔ آپ کو بھی ایسی آنکھوں سے واسطہ پڑا ہو کسی شاعر نے ان آنکھوں کے لئے کیا خوب کہا ہے "نہری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے"

اس نے انہی خوبصورتی سے مغلوب ہو کر حسن کی شان میں کہا

پاس یہ قوت ہوتی ہے جو وہ خود دن بدن اس کو کمزور کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

آپ کی یہ آنکھیں ہی ہر جگہ ذہن تک رسائی کرتی ہیں روحیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کی نظر ثابت اور برقرار رہے اس میں اضطرابی کیفیت نہ آئے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب آپ شمع مینی، بلور مینی کی مشق تو اتار سے کریں اس دوران آپ کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ آپ کی نظروں کو مرکزیت حاصل ہو اور یہ مرکزیت شمع مینی کی تربیت کے بعد ہی آپ کو حاصل ہو سکے گی۔ یہ مرکزیت حاصل کر لینا اتنا آسان نہیں، ٹیلی پتھی میں مرکزیت کو جہت حاصل ہے وہ جسم میں ریڑھ کی اہمیت رکھتی ہے، لیکن یہ صرف مرکزیت ہے اس کے آگے یہ آنکھیں ذہن تک جب آپ کی رسائی کر دیں گی تو آپ کی مشق شروع ہوگی مستقبل مینی کی مشقیں ہی مرکزیت حاصل ہونے کے بعد آپ کر سکیں گے۔

جب آپ کو یقین ہو جائے کہ اعصابی کیسوی، توجہ کی مشقیں کر چکے ہیں اور آپ کو اپنے اعصاب اپنے عضلات، خیال پر دسترس ہو گئی ہے تو آپ کو اب مشقیں شروع کر دینی چاہئیں۔ لیکن مشقیں شروع کرنے سے قبل آپ ایک بار پھر اپنے پر نظر ڈال لیجئے۔ آپ اس کے تمام قواعد اور اسرار کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں، کوئی چیز معمول تو نہیں ہے۔ آپ نے شمع مینی اور بلور مینی سے اب تک کیا حاصل کیا ہے۔ اگر آپ شمع مینی سے نفعات کر رہے ہیں تو آپ شمع مینی کے قواعد کو اچھی طرح

لیجئے۔ اس کے بعد عمل کیجئے جیسا کہ ہم پہلے بھی آپ کو آگاہ کر چکے ہیں کہ شمع مینی کیسوی، توجہ اور مرکزیت حاصل کرنے میں اہم مشق کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس پر سب سے پہلے توجہ دیجئے۔ اس پر اس قدر عبور حاصل کرنے کی کوشش کریں جتنی کہ آپ کے ہاتھ کی انگلیوں کو کھانے کے دوران نوالہ اٹھانے اور منہ میں پہنچانے کی مشق ہے۔ آپ کو انہیں محکم نہیں کرنا پڑتا کہ دو یہ کام انجام دیں۔ بلکہ دسترخوان پر بیٹھ ہی ان کی خود یہ مشق عمل کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

بہر حال آپ کی آنکھوں میں پیدا ہونا چاہیے، آپ کے ارادے اور یہی طور پر عمل عطا کر دیں جیسا کہ ہم اس سے قبل آپ کو بتا چکے ہیں۔ انکھیں جہاں آپ کو دنیا کے دلکش رنگوں سے آشنا کر دیتی ہیں۔ ان میں یہ مہمک ہر تحقیق بھی ہے۔ ہمارے دماغ میں جو خوابیدہ یا نیم بیداری کے حالات طاقیتیں موجود ہیں، انہیں متحرک کرنے کے لئے ہمیں آنکھوں سے کام لینا پڑتا ہے اور اس کے لئے نظر کی کیسوی، توجہ مرکزیت ضروری ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہر شخص کی تاثیرات میں ایک اہم ترین ذریعہ نہیں بلکہ اہم کردار بھی ادا کرتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے ان آنکھوں کی اہمیت اور نظر کی جاوگری کو خوب بہتر طور پر سمجھیں، اس افادیت کے ہر نقطہ نظر کو ملحوظ رکھیں، جب تک آپ کو ان کی اہمیت و طاقت کے بارے میں پوری طرح معلوم نہ ہوگا، آپ اپنی منزل سے دور رہیں گے، ان راستوں سے ناواقف ہی رہیں گے، جس کی آپ سے توقع

ہے جس کے لئے آپ سرگودھا ہیں۔ اس لئے آپ کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ شمع مینی کے لئے جیسا کہ ہم اس سے قبل بھی آپ کو بتا چکے ہیں کہ صرف ایک موم بتی اور پُر کون جگہ درکار ہوتی ہے جہاں آپ کی سماعت بہتر ہے شمع ضرور فضولیات ہنگام سے محفوظ رہے۔ جہاں آپ کی توجہ دیکھوئی کو کوئی مسئلہ نہ ہو۔

اس کام کے لئے آپ کو ایک وقت مقرر کرنا ہوگا اور اس وقت مقررہ آپ شمع مینی کی مشق کو انجام دیں گے، یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ ہمیشہ اپنی نظروں کو شمع کی لو پر اس قدر وقت دیں کہ وہ ناکارہ ہو کر رہ جائیں۔ آپ کو آہستہ آہستہ اپنا وقت بڑھانا ہوگا۔ پہلے روز ممکن ہوتا ہے چند سیکنڈ بھی اس مشق کو کر سکیں۔

شمع مینی مستقبل مینی

شمع مینی کے لئے آپ موم بتی کو کسی اونچی چیز پر رکھ دیں کہ اس کی لو آپ کی نظروں کو عین سامنے ہو۔ آپ اس سے چند فٹ کے فاصلے پر آلتی پالتی بار کر آرام سے بیٹھ جائیں۔ جسم کو پوری طرح آرام و حالت میں رکھیں اور پھر آپ اپنی نظروں کو اس شمع کی لو پر مرکوز کر دیں اس دوران کوشش کریں کہ آپ کی پلکیں نہ جھپکیں، یہ ضروری نہیں آپ اپنی نظر میں پہلی یا دوسری کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔ ممکن ہے آپ کو یہ مشق کافی روز تک جاری رکھنی پڑے، آہستہ آہستہ آپ اپنی جہد میں کامیاب ہو سکیں گے۔

اور ایک روز آپ یقیناً اس کو اپنا طالع کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے، لیکن اس کے لئے آپ کو اپنی قوتِ ارادی سے بھرپور مدد لینی ہوگی۔ جب آپ اپنی پلکیں جھپکائے بغیر تین منٹ تک اس کو پر

نظر جانے میں کامیاب ہو سبائیں تو آپ جان لیں کہ اس راستے پر آپ کا سفر شروع ہو چکا ہے جو آپ کے مقصد کی منزل تک رہنمائی کرے گا۔ یہ قائم نظری کی مشق خیالی کی قوت کو مسخر کرنے کی استاد کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بغیر ادراک مادہ اے حواس کی تربیت ناممکن ہے۔ دماغی صلاحیتوں و طاقتوں کو سرگرم کرنے کے لئے لازم ہے آپ قائم نظری کی مشق پر بھرپور توجہ دیں۔ اس پر مکمل طور پر عبور و دسترس حاصل کریں۔ خیال کی قوت کو مسخر کرنے میں قائم نظری کی مشق ہی آپ ماہر بنا سکتی ہے۔ ہم نے اسی لئے اس پر بھرپور توجہ بھی دی ہے اور بار بار آپ کو ذہن نشین بھی کروا رہے ہیں۔ اگر آپ نے شمع بینی پر عبور حاصل کر لیا تو اس کے بعد آپ با آسانی مستقبل بینی کی مشق کر سکیں گے دنیا کا کوئی کام بھی ہو مسلسل کوشش، جہد، ریاضت، مشق کے بغیر ناممکن ہے۔ اس طرح ذہنی تربیت خیالات کی تسخیر کے لئے بھی آپ کو مسلسل مشق کرنا ہوں گی، مسلسل مشق کے بعد آپ خود اپنے اندر تبدیلی تسوس کرنے لگیں گے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں انسان کو اللہ تبارک تعالیٰ نے جب اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا ہے۔ کائنات کی وہ کون سی چیز ہے جسے انسان تسخیر کرنے سے محروم ہے۔ رب الکائنات نے انسان کو وہ تمام قوت، عقل اور وصف عطا کیا جس سے روح زمین پر موجود دیکھی ان دیکھی ہر شے کو تسخیر کر سکتا ہے۔ یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے وہ چاہے تو مند و بن کو اس دنیا میں اپنی زندگی کے دن بولے کر کے ابدی نیند میں جاٹے

یا کسی بھی قوت کو تسخیر کر کے خود بھی بلند مرتبہ حاصل کرے اور مخلوقات خدا کو بھی اس سے استفادہ بخشے اور موت کے بعد اچھے نام کے ساتھ یاد آوری پیشہ جائے۔

نبی پیتی کی قوت کے بارے میں ہم پہلے باب میں بہت کچھ تحریر کر چکے ہیں اس لئے مزید تحریر کرنا صفحات کی ضخامت بڑھانے کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے ہم ان مشقوں کے بارے میں آپ کو بتاتے ہیں۔ ان مشقوں کے دوران آپ اپنے اندر موجود کن کن قوت کو تسخیر کر کے اپنی قوت کو بڑھا سکتے ہیں۔

قائم نظری کی مشق کے لئے شمع بینی، بلو بینی کو دوسری تمام مشقوں پر فوقیت حاصل ہے جب آپ ان مشقوں پر دسترس حاصل کریں گے تو دماغ سے خارج ہونے والی لہریں نئے نئے رنگوں سے آشنائی دینے لگیں گی۔ ممکن ہے آپ نے ان رنگوں کے سیل کو اس سے قبل کبھی محسوس نہ کیا ہو آنکھوں کے پردے پر قفس کرتے ہوئے یہ رنگ کوئی طبع صمدیت اختیار کر لیں۔ یہ بھی ممکن یہ صمدیتیں آپ نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے یہ صمدیتیں آپ نے عرصہ دراز قبل دیکھی ہوں جو آپ کے لاشعور میں کہیں روپوش ہو گئی تھیں اور ایک عرصہ سے آپ کی خواہش تھی یہ صمدیتیں کسی طور طبع صمد ہو کر آپ کے دوبرو آجائیں۔

دراصل یہ واقعہ تو آپ کے ذہن میں موجود تھا لیکن ذہن کی غیر حواسی صلاحیتوں کو سب مار کرنے کی آپ میں وہ قوت موجود نہیں تھی جو اس واقعہ

آپ کی خواہش پر روبرو کر دیتا۔ اور اب جبکہ آپ کی ذہنی صلاحیتوں نے بیدار ہونا شروع کیا ہے تو آپ کا غیر محسوس اشارہ اس واقعہ کو آپ کے سامنے لے آیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے آپ نے اس واقعہ کے بارے میں قطعی نہ سوچا ہو اور لاشعور نے آپ کو خوفزدہ کرنے کیلئے اس واقعہ کو مجسم آپ کے روبرو کر دیا ہو۔

ایک بات یاد رکھیے، مستقبل بینی کی مشق کے دوران اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہو سکتے ہیں، ممکن ہے مشق کے دوران آپ سر اٹھا کر دیکھیں تو ایک عجیبانگ صورت کھڑی ہو اور اس کی دہشت ناک سُرخ سُرخ آنکھیں آپ کو گھور رہی ہوں۔ مستقبل بینی کی مشق میں یہی وہ مقام ہے جہاں آپ کو اپنی قوت ارادی سے کالے کر خود کو ہر لمحہ ہر وقت ہر واقعہ سے نبرد آزمائی کے لئے تیار رکھنا ہے، خوف سے آپ کو لڑنا ہے۔ خوف باہر نہیں آپ کے اندر موجود ہوتا ہے، اگر آپ نے اپنے اندر سے خوف کے ہر شراب کو نکال دیا تو پھر آپ کو کوئی چیز خوف زدہ، پریشان نہیں کر سکتی ہے۔ مستقبل بینی کی مشق کے دوران ایسے کئی واقعات ہو سکتے ہیں۔ جب آپ اس مشق سے فرار اختیار کرنے کی سوچیں اور ہو سکتا ہے آپ ٹیلی ویژن کی مشق کو ترک ہی کر دیں۔ لیکن یاد رکھیے! آپ نے اگر ایسا کیا تو یہ آپ کی زندگی ہوگی، قوت ارادی کی کمزوری ہوگی، آپ کو اس طرح اپنی خونت دار لے کو خاک نہیں کرنا چاہیے۔

اگر آپ نے ان سالیوں بڑی طرح سے خوفزدہ ہو کر مشق کو ترک کر دیا تو پھر آپ زندگی بھر کف افسوس ملتے رہیں گے اور بزدل آدمی تو ٹیلی ویژن پر کیا منہ ہے دنیا میں کسی کام میں ترقی کی وہ منزلیں ملے نہیں کر سکتا جو

بلندی، ترقی کی اس منزل تک پہنچانے کی انسان خواہش کرتا ہے۔

دنیا کے ہر کام میں خطرہ تو ہر حال موجود ہے۔ اب آپ ڈرنا ہوگا کوئلے لیجیے۔ اسٹرنگ پر بیٹھنا جس قدر آسان ہے گاڑی کو سڑک پر رفتار دینا اس قدر خطرناک ہے۔ نہ جانے کس وقت کوئی گاڑی سامنے سے آجائے اور ایک منٹ ہو جائے کس وقت آپ ایک بریک فیل ہو جائیں اور گاڑی بے قابو ہو کر کسی دیخت، مکان کی دیوار سے جا کر لے، موت کا خوف تو موجود ہے۔

اگر آپ کسی شور روم کے مالک ہیں یا جیولر ہیں تو بھی خطرہ موجود ہے۔ ممکن ہے آپ کی دکان میں ڈاکو گھسن آئیں اور آپ کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے آپ غریب آدمی ہیں اور پیدل سڑک عبور کرتے ہوئے کسی گاڑی کی زد میں آجائیں، اللہ نہ کرے یہ حادثے آپ کے ساتھ پیش آئیں۔

ہمارے کہنے کا مقصد نہ صرف اس قدر تھا۔ زندگی کو خطرہ تو ہر صورت میں ہے۔ موت کا خوف ہر لمحہ انسان کے اندر سرگوشی کرتا رہتا ہے۔

پھر اگر ٹیلی ویژن کی مشق کے دوران یہ سائے ہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ان کا حوصلہ اور قوت ارادی سے مجھ لو پر طریقے سے مقابلہ کریں۔ اپنی مشق کو پوری دلجمعی سے جاری رکھیں اپنی قوت ارادی سے ان پر دسترس حاصل کریں۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، اگر آپ کے عزم مضبوط ہیں تو یقیناً آپ اپنے مقصد کو یہ بلندی عطا کر سکتے ہیں جو انسان کی مسرہ ہے۔

آپ کو چاہیئے ان مشقوں سے قبل ہر خطرے اور خوف کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہیں، آپ کو چاہیئے اپنے اعصابی اور عضلاتی اختیار کی مشق کریں، کیونکہ مشق کے دوران اگر آپ کو اپنے اعصاب و عضلات پر قابو پانے کا اختیار ہوگا تو پھر آپ کو کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اپنے جذبات کو بھی قابو کرنے میں آسانی ملے گی۔

آپ جب بھی کوئی کام کرنے کے بارے میں سوچیں پہلے اس کے نفع و نقصان کو سامنے رکھیں۔ ان شکلات و خطرات کو بھی مد نظر رکھیں۔ ہر سو اس کا جائزہ لیں، اس کے بعد پورے اعتماد سے اپنے اس کام کو انجام دینے کی بھرپور کوشش کریں۔

جب آپ اس کام میں پیدا ہونے، نمودار ہونے والے ہر خطرے اور خوف سے پہلے سے اچھی طرح آگاہ ہو چکے ہوں گے تو آپ کو کام کے دوران پھر کوئی خوف، خطرہ و کاٹ نہ بن سکے گا۔

ایک بات اد میں آپ کے گوش گزار کرتا چلوں۔ ٹیلی پیٹھی، مستقبل بینی کی مشق کے دوران آپ کو کبھی کوئی اور توجہ درکار ہے۔ لیکن بعض اوقات دہمے اور خیالی خوف انسان کی تمام محنت کو خاک کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ کو چاہیئے اپنے ذہن سے ہر قسم کے دہمے اور خیالی خوف کو ذہن سے پوری طرح صاف کریں، مشق کے دوران بدحواس اور پریشانی ہونے کی قطعی طور پر گارنٹی نہیں ہے۔ بعض اشخاص خواجہ خاندان ہو جاتے ہیں، حالانکہ خود نے یا پریشانی کی کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔ دراصل ہر خوف ان

کے ان دہموں کی پیداوار ہوتے ہیں۔ جو کسی طور ان کے لاشعور میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی آپ کسی کام کو انجام دینا چاہتے ہیں یہ دہمے آپ کو خوفزدہ کر دیتے ہیں۔ دہمے کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی اس لئے آپ کو چاہیئے اس قسم کی فضولیات سے اپنے ذہن کو شفاف رکھیں۔

اپنی شخصیت کو دکھائیے

آپ نے ان اشخاص کو دیکھا ہوگا، جو خواجہ اپنے اندر فضول قسم کی عادت پیدا کر لیتے ہیں اور یہ عادتیں بعض اوقات ان کے کام کے دوران پریشانی کا باعث بن جاتی ہیں۔ ان ارادوں میں حاصل ہو کر ان کے عزم کو پامال کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

اس لئے آپ کو چاہیئے کہ اپنی روزہ قرہ زندگی میں کوئی بھی ایسی عادت نہ اپنائیں جو کسی وقت آپ کے لئے پریشانی کا سبب ثابت ہوں کچھ حضرات میں ایسی نازیبا قسم کی عادتیں پڑ جاتی ہیں جو دیکھنے والوں کے لئے نفرت کا باعث ہوتی ہیں۔ مثلاً۔ ناخن دانٹوں سے کترنے کی عادت

اگر آپ میں یہ عادت ہے تو آپ کو احساس بھی نہیں ہوگا کہ آپ کسی محفل، تقریب یا مسجد میں بیٹھے ہیں آپ کی انگلیاں دانتوں کے درمیان ہونگی اور آپ ناخن قلم نہیں ہوں گے، اسی طرح بعض اشخاص خواجہ خواہ اپنے پیروں کو حرکت دیتے بہتے ہیں۔ بعض حضرات کو آنکھیں چھپکانے کی عادت ہوتی ہے۔

ہمارے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہتر صورت عطا کی ہے آپ معقول انسان ہیں پھر آپ نے یہ عادتیں کیوں اپن رکھی ہیں۔ اگر آپ میں اس قسم کی کوئی عادت ہے تو فوراً اس کو ترک کیجئے۔ ممکن ہے آپ میں کچھ ایسی عادتیں بھی ہوں جو بچان، اضطرابی کیفیت کا باعث ہو۔

بعض حضرات اچھی بھلی صورت کو مضحکہ خیز بن لیتے ہیں کوئی بات کرتے وقت ہونٹوں کو ترجھا کر لیتا ہے، کوئی ناک چڑھا کر گفتگو کرتا ہے۔ آپ نے اکثر گویوں کو دیکھا ہوگا جو چہرے کو کارٹون بنا لیتے ہیں۔ ویسے تو وہ معقول صورت نظر آتے ہیں لیکن گاتے وقت ان کا چہرہ عجب بد صورتی اختیار کر لیتا ہے۔

اس قسم کی بے شمار عادتیں ہیں جو دکھش شکل و صورت اور معقول انسان کو بد صورت بن دیتی ہیں اگر آپ میں اس قسم کی کوئی عادت ہے تو اسے فوراً ترک کرنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے ان میں سے کوئی عادت آپ کو مشق کے دوران پریشان میں مبتلا کر دے۔

اپنے آپ کو نکھاریئے اچھی اور معقول صورت بھی انسان پر اچھا اثر ڈالتی

ہیں خواجہ خواہ ادھر ادھر اپنی آنکھوں کو گردش مت دیجئے۔ اگر آپ غصیلے ہیں تو اپنی اس عادت کو ختم کر دیجئے۔ آپ کی اپنی اس عادت کی وجہ سے آپ کا حلقہ احباب، رشتے دار، گھر والے سب ہی آپ سے ناخوش ہوں گے، اس لئے آپ کو چاہیئے کہ ایسی عادتوں سے جس قدر جلد ممکن ہو سکے نجات حاصل کریں۔ نیلی پیچنی کی مشق کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ کسی بھی غیر فطری عادتوں میں مبتلا نہ ہوں جو مشق کے دوران آپ کی محنت کو خاک بنا دے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ اپنے ذہن سے اس قوت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو غرور کبر سے پاک ہے آپ اسے پاسکتے ہیں۔ نیت کا پاک ہونا اس کی پہلی ضروری ہے۔

اگر آپ کے ذہن میں کسی بھی قسم کی کوئی گندگی، غبار و جھول موجود ہے تو آپ پہلے اپنے ذہن کو اس قسم کی فضولیات سے صاف کریں، ورنہ آپ کبھی بھی اپنے اعلیٰ دہلہ مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اپنے ذہن کو شیشے کی مانند شفاف کریں تاکہ آپ جب مشق کریں تو اس میں آنے والی ہر تصویر کو آپ بہتر طور پر دیکھ سکیں یا آپ جس کو دیکھنا چاہتے ہیں اس کا چہرہ واضح طور پر نظر آسکے۔

آپ کوئی جادو ٹوٹو نہ سیکھنے کی کوشش تو نہیں کریں گے جس جوہر گندگی کو قبول کر کے آپ کے مقصد کا تکمیل ہو جائے گی۔ آپ اپنی ذہنی قوت کو سر کرنے کے قابل بنائیں۔ جس کیلئے یہ ضروری ہے کہ آپ جسمانی عضلاتی اور اعصابی طور پر بہتر گندگی سے پاک ہوں۔ ہر روز عادت سے مبرا ہوں۔

اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو یقیناً ان حادثوں سے نجات پاسکتے ہیں۔
اپنی شخصیت بھروسہ کرتے ہیں اور اپنی پیچھے اور مستقبل مبنی کی مشق میں آپ کو آسانیاں
میں آجائیں گی۔ مشق شروع کرنے سے قبل آپ اپنی تمام حادثوں اور اضطرابی
حکمتوں سے نجات حاصل کر لیں تو بہتر ہے۔
اگر آپ نے ہمارے کہنے پر عمل کیا تو آپ خود بھی چند روز بعد یہ محسوس
کرنے لگیں گے آپ اپنے حلقے و احباب کی پسندیدہ شخصیت بننے والے ہیں۔

مشق کس طرح کی جائے؟

جیسا کہ ہم آپ کو بتا چکے ہیں آپ اپنی پیچھے اور مستقبل مبنی کے لئے
شمع مبنی، بلور مبنی سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ قائم نظری کے لئے
یہ بہتر مشق ہیں۔ اس کے سوا ذہن کی یکسوئی کی مشق آپ ان اشیاء کے سوا
دیگر ذریعہ سے بھی کر سکتے ہیں۔

مثلاً کسی پتھر یا قوت، نیلم، زرد، عقیق وغیرہ غیر آپ کا مقصد
ذہن و خیالات میں یکسوئی پیدا کرنا ہے۔ قائم نظری، ایسی پیچھے اور مستقبل مبنی
کی پہلی ریٹھری ہے۔ جب تک آپ اپنی نظر اور خیالات کو یکسوئی سے

بمکثرت نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ناممکن ہے کہ آپ اپنے مقصد میں
کامیاب ہوں۔

اگر آپ کے شاید ابھی اندازہ نہیں کہ آپ کس چیز کو تسخیر کرنے جا رہے ہیں۔ اگر آپ
میں یہ قوت آگئی تو آپ کی ادنیٰ نظر بھی وہ کام کرے گی۔ جس کا تصور بھی اس
وقت ناممکن ہے۔ آپ کے خیالات کی لہروں پر مبنی شمعوں سے کہیں زیادہ
طاقتور اور پراسرار ہیں اور آپ کو اپنے خیالات کی اس قوت کو بھی تسخیر کرنا
ہے۔ جب آپ قائم نظری کی مشق پر عبور حاصل کر لیں گے تو آہستہ آہستہ آپ
کے ذہن کی لہروں پر واز کرنے لگیں گی۔ وہ وسعت اختیار کرتی چلی جائیں گی۔
فطرت کے رنگ خیالات سے ہم آہنگ ہو کر آپ سرگوشیاں کرتے
لگیں گے، یہ آپکی سوج اور اس کی وسعت پر منحصر ہے وہ کس قدر سفر کر سکتی
ہے۔ اس وقت آپ کا خیال کس تصور جمال سے آہنگ ہونا چاہتا ہے۔ ہر
خیال اپنے مخصوص انداز میں اپنا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایک فطری اصول ہے ہر چیز
اپنی مشابہ چیز کی طرف کھینچتی ہے۔ اس لئے آپ کو اپنے خیالات کی پاکیزگی
مطوّر کرنا چاہیئے۔ اگر آپ کے خیال میں کوئی گروہ ہوئی تو یقیناً اس کا اثر آپ
کے ذہن پر ہو گا۔ اس لئے آپ کو چاہیئے اپنی سوج تعمیری اور پاکیزہ رکھیں
تاکہ آپ کے خیال کا سفر ملہدی کی سمت تیزی سے جو پرواز ہو سکے۔

مشق کے دوران ممکن ہے آپ کچھ عرصہ بعد آگنا ہٹ محسوس کریں کیونکہ
آپ کے حسب منشا نتائج آپ کے حوصلے و ادائے کو تقویت دینے سے قاصر رہیں۔
لیجئے میں آپ آگنا ہٹ سے جلد از جلد نجات پائیں، ہر قسم کے فصول خیالات

ذہن سے خارج کر کے اپنے ارادے کو روچیت کی اس بلند منزل کا احساس دلانی جسے پانے کے لئے آپ میٹھن کر رہے ہیں۔

کامیابی کا احساس مسلسل کوشش و محنت اور آپ کی قوت ارادی کی مضبوطی پر ہے۔ ناکامی کا لحاظ انسان کی لذت میں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ آپ اپنے ذہن و ارادے کو یہ یقین دلادیں کہ آپ نے وہ منزل حاصل کر لی ہے، آپ ضرور کامیاب ہوں گے چاہے اس کے لئے کتنا ہی عرصہ بیوں زد کار ہو۔ ہم ایک دن روچیت کی اس قوت طاقت کو پالیں گے جو آج صرف ایک خواب کی مانند ہے۔ اس خواب کی تعبیر بہت جلد ہمارے سامنے ہوگی۔ اگر آپ نے اپنے ارادے کو یہ انتقامت دے دی تو یاد رکھیے آپ روچیت کے اس اعلیٰ مقام پر ہوں گے۔ جہاں آپ کے ذہن کی وسعت کائنات کے بہت سے اسرار و رموز سے آگاہی دے کر آپ کے افرادیت سے نواز دے گی۔ مشق کے دوران آپ شیخ عینی پر ہر آہستہ آہستہ اپنے وقت بڑھائیے۔ پہلے روز چند سیکنڈ، دوسرے روز مزید چند سیکنڈ، آپ کی نظر شیخ کی نو پر چکنا چرت سے ٹکی رہیں، پہلے روز آپ کو کئی باریہ کوشش کرنی ہوگی۔ دس سے پندرہ منٹ تک آپ پاک جھپکنے کے سوا اپنی کوشش جاری رکھیے۔

اور پھر ہر روز اپنی کوشش مسلسل سے جاری رکھیں جب آپ میٹھن کریں کہ ایک منٹ بغیر کہیں جھپکائے نظر کو پر قائم رہنے میں کامیاب ہو گئی ہیں تو آپ پہلے سے زیادہ جتنی اپنی کوشش جاری رکھیں۔ ممکن ہے آپ کو اس مشق میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کئی ہفتے، مہینے لگ جائیں لیکن اسے

چھوڑیے نہیں، ہر روز آپ کی قوت (قائم نظری) بڑھتی چلی جائے گی۔ اگر آپ آنکھوں میں ٹھکن، درد محسوس کریں، یا پانی بہنے لگے تھے تو مشق کے بعد ان میں عرقی گلاب ڈال کر آرام سے دراز ہو جائیں اور آنکھیں بند کر کے سکون دینے کی کوشش کریں۔

اگر زیادہ تکلیف محسوس کریں تو گلاب کے عرق میں معمولی طور پر لپی ہوئی ہلدی ملا لیں اور انہیں اپنی آنکھوں میں ٹپکائیں اس کے بعد آنکھیں بند کر کے سو جائیں اور گلاب کے عرق کا استعمال آپ ایسے ہی عام طور پر جاری رکھیں یہ نہایت مفید پیر ہے۔ جب آپ کی مشق (قائم نظری) کا وقت بن منٹ ہو جائے تو آپ سمجھ لیجئے۔ ٹیلی ویسیٹی کی پہلی میٹھن پر آپ نے قیام رکھ لیا ہے۔

یہی وہ محنت ہم ہے جہاں انسان کی محنت و روچیت کے مرحلے میں داخل ہوتی ہے۔ اپنے ذہن کو ہر قسم کے خلفشار سے پاک کر کے نظروں کو اس پر جما دیں۔ اس مدت کے بعد آپ دیکھیں گی کہ وہ جتنی سے رنگوں کے جکڑا ٹھیک لیاں کر رہے ہیں تو بلندی ہو رہی ہے اور آہستہ آہستہ تجھم ہوتی جا رہی ہے، ممکن ہے آپ کا ذہن اس کو مختلف صورتوں میں محسوس کرے یہ خوبصورت سبکیں بھی ہو سکتی ہیں اور جھپک تک روپ بھی آپ کو نظر آئیں، لیکن آپ گھبرانے یا خوفزدہ ہونے کی بجائے اپنی مشق کو جاری رکھیں، اپنی قوت ارادی سے بھرپور استفادہ حاصل کریں۔ کچھ عرصہ بعد آپ کا ذہن خیالی و مستحکم کو چہرے لگے لگا اور آپ کا ذہن خیال کے فاصلوں کو سمیٹ کر آپ کو اس پر حاکم بنا دے گا۔

منزل روحیت

جب آپ کو خیال اور قائم نظری پر دسترس حاصل ہو جائے تو زنگوں کی سرستوں میں الجھنے کو بجائے اپنے خیالات کی لہروں کو آزاد چھوڑ دیں جس طرف وہ محو بہار ہوتا چاہیے آپ بغیر کوئی بھی دلیل یا منطق کو اسکی راہ میں رکھنا نہ بتائیں۔ شروع شدہ دعوے میں تو یہ مشق آپ مرتبے کی ٹیمپل کے طور پر ہی انجام دینا ہوگی، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ آپ کی لگن اور مسلسل جہد آپ میں خیال کی قوت اور پرواز ذہن کی وسعت پیدا کرتی چلی جائے گی۔ اس کے بعد آپ اپنی ان مشقوں کو دیگر طریقہ کار سے بھی انجام دے سکتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اپنی اس ٹیمپل سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔

یہ تو آپ کو مسلمہ ہی کسی بھی کام میں مہارت حاصل کرنے کے لئے مشق ضروری ہے۔ چاہے کھیل کا میدان ہو سائنس، جس قدر آپ اس مشق کو کریں آپ میں اس

قدرت قوت و مہارت آتی جائے گی۔ آپ نے یقیناً ان کھیلوں کو دیکھا ہوگا جو سپر سٹار ہونے کے سوا اپنی روزانہ مشق جاری رکھتے ہیں۔ اگر وہ اس مشق کو چھوڑ کر اپنے آپ کو صرف ٹیپسٹار ہونے پر اکتفا کریں تو کھیل کے میدان میں کچھ عرصہ بعد گمنامی بھگنور میں ڈوب جاتے ہیں، اس لئے کسی بھی کام میں اگر آپ مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مشق کو مست چھوڑیے، بلکہ اس کے ذریعہ اپنی قوت اور مہارت میں مزید اضافہ کیجئے۔ اس لئے ہم آپ کو اس انسانی مشق بناتے ہیں جس سے آپ کو اپنی قوت بڑھانے میں مدد ہی نہیں ملے گی بلکہ اپنے خیال کو وہ وسعت عطا کر سکیں گے جو آپ کے مقصد کی منزل ہے۔

اس کے لئے آپ آرام سے پٹنگ پریٹ بائیں لیکن اس بات کا خیال رہے کہ آپ کے جسم پر جو کپڑے ہوں وہ نہایت آرام دہ ہوں۔ ڈھیلے ڈھالے اس لئے آپ کے ذہن میں کسی بھی قسم کے مادی مسائل اور گھبرائو لہجہ نہیں ہونی چاہیے، ذہن ہر قسم کی تصویلات سے شفاف ہونا چاہیے، اس کے بعد آپ اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیں۔ اس میں پیدا ہونے والے کسی بھی راستے کو خود سے روکنے کی کوشش نہ کریں، نہ ہی اپنے اعصاب میں کسی بھی قسم کا کھینچاؤ پیدا ہونے دیں۔ اس لئے آپ کا جسم بالکل ہلکا پھلکا ہونا چاہیے۔

بستر پر دراز ہونے سے قبل آپ اپنے پیچ پیروں میں آکسیجن کو گہرے گہرے سانسوں کے ذریعے جمع کریں اور پھر آہستہ آہستہ سانس کو خارج کر دیجئے۔ اس عمل کو آپ بار بار دہرائیے، گہرے گہرے سانس اندر کھینچئے تاکہ آپ خود کو تازہ محسوس کر سکیں اسکے بعد گہرے تین چار سانس اندر کی جانب

بھی ہوتی ہیں۔ آپ کے تصور کو بار بار ان رکاوٹوں سے الجھنا پڑے گا، لیکن اس میں گھبرانے کی قطعی ضرورت نہیں اپنے خیالات کی طاقت سے ان گڑبوں کو کھولنے کی کوشش کیجئے۔ اپنی مشق سے ان رکاوٹوں کو دور کیجئے۔ چند کوششوں کے بعد آپ یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔

اور پھر جوں جوں آپ روحیت کا یہ سفر طے کرتے جائیں گے، آپ کے خیالات پرواز کی قوت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن ایک بار پھر آپ کو تاکید کر دیتا ہوں کہ آپ اپنے ذہن کو ہر گندگی، ہر غبار، ہر گڑبے سے پاک رکھ کر ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں کسی بھی قسم کی گڑبگڑ کا ایک باریک ذرہ بھی ہے تو پھر یہ ناممکن ہے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں آپ نہ کسی سے کوئی دشمنی کو اپنے دل میں جگہ دیکھیں اور نہ کوئی غلبہ و قسم کے تصور کو اپنے مقصد کی دیوار بنائیں، کیونکہ یہ دیوار بھی آپ کو دوسری جانب دیکھنے کی بصارت نہیں دے گی۔

یہی سچیت، مستقبل بینی، یا روحیت کی کوئی بھی منزل حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ آپ کا دل، آپ کا ذہن آپ کے خیالات، آپ کا گرد و پیش ہر قسم کی غلاطی، فاسد تصور سے پاک ہے، آپ کا ذہن اسٹیز کی مانند شفاف ہو۔ دنیاوی برائیوں کو اپنے مقصد کی تکمیل میں رکاوٹ دینے دیں، یہی آپ کی کامیابی کی ضمانت ہے، ورنہ آپ کی تمام محنت، تمام وقت ضائع ہونے کا امکان ہے، اس سے بہتر ہے انسان اتنا بڑا قدم اٹھائے نہیں کسی بھی بڑے مقصد کے لئے انسان کو خود بھی اپنے وجود میں بڑا پن پیدا کرنا پڑتا ہے، ایسا ناممکن ہے کہ

کیچن کو بستر پر آرام سے لیٹ جائیے اور آنکھوں کو بند کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ مندرجہ بالا طریقے پر عمل کریں یعنی ذہن کو ہر فکرات، الجھنوں سے آزاد کر کے اپنے خیالات کو مکمل آزادی دیں ممکن ہے آپ کو خیالات کی آزادی میں کچھ وقت لگ جائے۔ لیکن آپ کی توجہ اور یکسوئی کی مشق یہاں پر آپ کی پوری پوری مدد کرے گی۔

ایک دوبارہ کی کوشش کے بعد آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے جب آپ کے خیالات کی وجہ سے آنکھوں سے بہنے لگیں تو اس وقت آپ کو چاہیے کہ کسی چیز کا تصور قائم کر کے اسے مرکز کی حیثیت دیدیں مثلاً اس وقت ترکی میں سورج طلوع ہوا ہے، وہاں بڑی بڑی فلک بوس عمارتیں ہیں، سڑکوں پر گاڑیاں تیزی سے بھاگ رہی ہیں۔ یہ ترکی کا شہر استنبول ہے۔ آپ کا تصور چنانچہ انھوں میں آپ کے خیالات کا طالع ہو جائے گا اور سیکڑوں میل کا فاصلہ سمٹ کر حقیقت کی چادر اوٹھ لے گا۔ اس مشق کو آپ وقفے وقفے سے دہرائیے۔ پہلے روز صرف ایک ہی تصور کو جمال دیکھنا ہی ابتدا کیجئے۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں اضافہ کرتے چلے جائیے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی آپ کو بتا چکے ہیں آپ کی محنت اور جدوجہد پر منحصر ہے کہ آپ اپنی مشق پر کتنا وقت دیتے ہیں اور آپ کی یکسوئی اور توجہ کس قدر آپ کے مقصد کو بہتری عطا کرتے ہیں۔

یہ بھی ممکن نہیں آپ اپنی پہلی یا دوسری کوشش میں کامیابی کی اس منزل کو سر کر لیں جس کا تصور آپ کے ذہن میں ہے، خیالات کے سفر میں کاڈیں

آپ کا مقصد عظیم ہے لیکن ذہنی طور پر آپ نہایت کوتاہ ہیں کسی نے آپ کو گھور کر دیکھ لیا آپ اس کے دشمن ہو گئے، آپ موٹر سائیکل پر جا رہے ہیں اور کوئی آپ سے آگے نکل گیا تو سیخ پا ہو گئے کسی دکان پر آپ سودا خریدنے کے لئے کھڑے ہیں دوسرا شخص آیا اس نے ہاتھ بٹھا کر آپ سے پہلے چیزیں لی اور چلتا ہوا۔

کسی جگہ، تقریب وغیرہ میں آپ گئے لیکن میرا بن نے آپ کو وہ پزیرائی نہیں دی جس کی آپ کو امید تھی بلکہ دوسرے راجا بک کو زیادہ عزت دی آپ غصے سے تھلا اٹھے اور آپ نے سوچا میں علم و رویت حاصل کرنے کے بعد اسے ضرور مزاحیہ ٹھکانا، ڈانٹوں گا۔ اس نے میری بے عزتی کی ہے اس سے بدلہ لوں گا۔

آپ کے محلے میں کوئی لڑکی رہتی ہے ممکن ہے وہ کالج کی لڑکی ہو اور آپ کو اچھی بھی لگتی ہو ممکن ہے آپ کے دل میں اس تصویر پرستان کا خاکہ زندگی میں شری کر دیا ہو، آپ کی خواہش ہو کہ کسی طرح یہ میری زندگی کی ساتھی بن جائے لیکن وہ لڑکی کسی اور لڑکے کو چاہتی ہے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں آپ سگتے گتے ہیں اور آپ کی سوتل فاسد خیالات کو جہنم دینے لگتی ہے آپ اب یہ سوتل ہے یہ ٹیلی ویژن کا علم حاصل کرنے کے بعد اس لڑکی کو حاصل کر دیں گا اور اس لڑکے سے انتقام لوں گا۔

یہی آپ کی فاسد سوتل آپ کے مقاصد وادائے کی کامیابی میں ہے سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور آپ مشق کے سوا کچھ بھی علم و رویت

کے عالم نہیں بن سکیں گے۔ بلکہ آپ کو ان خرافات کو بھولنا ہوگا، جیسے سبھی اس قسم کے واقعات آپ کی زندگی میں ہوئے نہیں یا یہ معمولی واقعہ تھا۔ وہ لڑکا یقیناً مجھ سے بہتر تھا، اسی لئے لڑکی نے اسے مجھ پر ترجیح دی۔ فرخ دلی سے حقیقت کو تسلیم کر کے اسے فراموش کر دینا ہی آپ کی بڑائی ہے۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ان کی زندگی میں نمودار ہوتے رہتے ہیں لیکن ہر واقعہ کو زندگی سے منسلک نہیں کیا جاسکتا اور پھر آپ تو ایک عظیم مقصد کو لے کر اپنی زندگی کا آغاز کر رہے ہیں، ایک ایسا علم حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ جہاں ان معمولی واقعات کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ آپ علم و رویت سے ان دکھی اتانوں کی خدمت کریں گے جو مختلف مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں۔

یقیناً آپ ہماری نصیحت پر عمل کریں گے اور علم و رویت کے عظیم مقصد اپنی زندگی کا حصہ بنا کر دنیا میں اپنا منفرد مقام بنائیں گے۔

مشق اور راجا میں کسی قسم کا کیوں نہ ہو، اسے مسلسل انجام دینے سے انسان کو کامیابی ہوتی ہے، ممکن ہے آپ جس تصور کو قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلی یا دوسری یا اس سے زیادہ بار کوشش کرنے پر قائم نہ ہو، لیکن آپ اپنے مقصد پر قائم رہیں مسلسل کوشش سے آپ کامیاب ہو جائیں گے جیسا کہ ہم آپ کو اس سے قبل بتا چکے ہیں۔ مختلف قسم کے تصور سے آپ اپنے خیالات کی قوت بڑھانے کی کوشش کریں۔ آپ تصور کریں دور ایک ریگستان پھیلا ہوا ہے۔ آپ صحرائے عرب

کے ایک دہرانے علاقے میں موجود ہیں۔ اس تصور کے قائم ہوتے ہی آپ کو اپنے ہر سوں دور دور پھیلے ہوئے ریت کے ٹیلے نظر آئیں گے اور حدنگاہ ریت کا سمندر مٹھاٹیں مارتا نظر آئے گا۔

اور تصویر کریں۔ اس صحرا میں ایک نخلستان ہے اور وہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ زمین سے ابل رہا ہے۔ تصویر سی بکسانیت اور توجہ کی مشق آپ کے تصور کو تازگی عطا کر دے گی۔ پھر پھر بھرے کھجوروں کے درخت سائے کئے، اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ زمین کو دوڑ تک سیراب کر رہا ہے۔ آپ جوں جوں اپنے خیالات کو تصور دیتے جائیں گے وہ حقیقت کا پرہیز منکر آپ کی تقویت کا باعث ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن جو سب سے تصور فقط آپ نے آغاز کیا تھا پھر آپ اس مرکز پر واپس آجائیں تاکہ اپنے تصور کا پختہ ہو۔ ان مشقوں کے بعد آپ سوال کی مشقیں کریں۔ اس کے لیے یکسانیت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ آپ اپنے ذہن کو کسی سوال کا تصور دیں، آپ کا خیال کس قدر ہی مجبور واد کیوں نہ ہو۔

لیکن ایک بات آپ نے یاد رکھنی ہے کہ جو سوال آپ کے تصور کے سپرد کیا گیا ہے، آپ گنتا ہی حاصل طے کر لیں، خیال کے رنگ کتنی ہی آپ کی راہ بدلے۔ آپ کو اپنا سوال نہیں بھولنا اسے ہر صورت قائم رہنا چاہیے۔ اور بار بار اس سوال کو دہرائے اس مرکز پر آئیے۔ مسلسل کوشش آپ کو آپ کے سوال کا جواب مہیا کر دے گی۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کسی بھی چیز پر عمل کو بار بار دہرانے سے

انسان کا ذہن اس کا وجود اس کی سوچ، اس عمل کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اور وہ انسان اس میں غرق ہو جاتا ہے، جسے استغراق کہتے ہیں۔

آزاد خیال کی مشق بھی ذہن کو ترغیب دیتی ہے۔ اسے ہدایت دینا پڑتا ہے تصور کو خاکہ مہیا کرنا پڑتا ہے۔

آپ بہتر پرواز ہونے کے بعد اپنے دماغ کو ہدایت دیتے ہیں آزادی خیال کو تصور مہیا کرتے ہیں اور پھر وہ آپ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے مقصد کی تکمیل کر رہے۔

اس باطنی میدان کرنے کے لئے ترغیب ضروری ہے بلکہ یہ کتنا زیادہ سود مند ہے کہ یا ہم چاہتے ہیں، اس کے بغیر آپ کے ذہن کو کیا معلوم آپ کیا چاہتے ہیں۔ جب آپ کسی چیز کی اسے ترغیب دیتے ہیں تو آپ کو تمام چیزوں سے ناظر توڑنا پڑتا ہے، صرف اور صرف آپ کے حواس آپ کی ترغیب پر توجہ دیتے ہیں اور جب آپ پر استغراق کا عالم طاری ہوتا ہے تو آپ کی کیفیت نیم غشی سی ہوتی ہے، آپ اپنے اطراف اور گرد سے بے خبر صرف اس مقصد کی تکمیل چاہتے ہیں جس کی ترغیب آپ خیال کو دے چکے ہیں۔

ترغیب کا مقصد ہے کہ کسی بھی ہدایت کو بار بار دہرانا۔ مثلاً آپ کسی شخص سے یہ کہیں، بھیجی تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ چند روز بعد آپ کی مسلسل ترغیب کا اثر یہ ہوگا کہ وہ اپنی آنکھوں پر توجہ دینے لگے گا اور وہ انہیں حقیقت

میں خوبصورت سمجھنے لگے گا۔

ترغیب کی مشق میں آپ کو کافی محنت اور وقت لگے گا۔ ممکن ہے اس سلسلے میں آپ کو کافی وقت دینا پڑے لیکن مسلسل کوشش سے آپ یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔ جب استغراقِ انیسیت اختیار کر لیتا ہے۔ اسے آپ مراقبہ منسلک کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مراقبہ یا استغراق کی کیفیت ایک ہی ہے جب آپ مراقبہ انیسیت کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو لاشعور، رموزِ کائنات کے پورے خود بخود ہٹنے لگتے ہیں، لیکن یہ اس قدر آسان نہیں۔ یہ آپ کی محنت، لگن، مسلسل جہد پر منحصر ہے۔ ممکن ہے آپ اپنی اس کوشش میں جلد کامیاب ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کئی سال لگ جائیں، یہ تو آپ کے استغراق پر ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں۔ یہ اپنی پیچیدگی میں ہی کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ مستقبل بینی اور روحیت کی بلند ترین منزل پر فائز ہو سکتے ہیں۔

جب آپ استغراق کی اس منزل میں داخل ہوں گے جہاں کائنات سے پورے آپ کی سمجھا ہوں کا راستہ ڈکنے سے قاصر ہو جائیں گے۔ اس لمحے آپ کے لئے کائنات کی ہر چیز ایک کھلی کتاب کی طرح آپ کے سامنے ہوگی، یہی آپ کے مقصود کی تکمیل ہے۔

ذیلی پیچیدگی سیکھنے کے لئے آپ پر لازم ہے آپ روحیت کے اصل مقصد کو سمجھیں۔ اس کا باریک بین سے مطالعہ کریں اور خوب اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد اس پر عمل کرنے کے بارے میں سوچیں۔ یہ نہیں یہاں آپ نے کتاب پڑھی اور اسے نوالہ جان کر کھانے کی کوشش شروع کر دیں۔ ذیلی پیچیدگی آپ کو جس قدر آسان نظر آ رہی ہے، یہ لوہے کے پتے ہیں جن کے لئے فولاد کے دانت ہونا ضروری ہیں۔

سب سے پہلے تو اس نفسِ انسانی کے دوزخیں اپنے ذہن کو معاشی بنوں، ہوس کے دوستوں اور ذہنی تفکرات سے پاک رکھنا ہی مشکل ہے۔ آپ اپنے ذہن کو شیشے کی مانند صاف کر سکتے ہیں اور ہر بات کو کھرج سکتے ہیں۔ وقت کے فاصلوں کی اہمیت کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ زندگی کو کوئی

مقصود دے سکتے ہیں تو پھر آپ ٹیلی پیٹھی کی اہمیت دیکھیں کیونکہ روحیت کی ایک منزل نہیں ہے۔ ہر منزل کے بعد دوسری منزل آپ کو عظیم بنانے کے لئے آپ کے سامنے کھڑی ہوگی۔ ہر نشیب و فراز، گھٹنوں کو پہلے ہی سمجھ لیجئے کسی بھی عظیم مقصد کے لئے انسان کو بہت کچھ کھونا پڑتا ہے۔ جب تک آپ میں کھوجانے کا حوصلہ نہیں ہوگا۔ آپ بھی اپنے ارادے کی تکمیل کو عظمت نہیں دے پائیں گے، عزم کی نچستگی اذل شرط ہے دوسرے استغراق عمل کی۔

اگر آپ میں پوجیاں ہیں یا پیدا کر سکتے ہیں تو پھر آپ پرس کون انداز اختیار کرتے ہوئے مشق شروع کیجئے لیکن ٹیلی پیٹھی کی دیگر کتب کا مطالعہ بھی ضرور کیجئے۔ ہم سے کوئی نقطہ رہ گیا ہو ہم بھی ایک انسان ہیں ہم سے بھی کوتاہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں دیگر کتب پر پھر ایک نظر ڈال لیجئے۔ دیے تو ہم نے کوشش کی ہے۔ ٹیلی پیٹھی کے عمل میں کوئی سبق ایسا نہ دیا جائے جو آپ کو مشق کے دوران پریشان کا سبب بنے یا آپ کی عزت میں رکاوٹ ثابت ہو۔ ہم نے چیدہ چیدہ ٹیلی پیٹھی کے تمام دھڑ سے آگاہی دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ لیکن ایک انسان ہونے کے ناطے ہم نے مشورہ دیا ہے۔ ممکن ہے کوئی نقطہ آپ کی رہبری میں نہ دے گا۔ استغراق عمل سے آپ کے ذہن میں نئی نئی راہیں سجائی دے گی آپ کی نگاہوں کے رد و رد کوئی پردہ حاصل نہیں رہے گا۔ کوئی دیوار آپ کی آواز خیمہ کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکے گی۔ یہی وہ مقام ہے جب

انسان میں وہ قوت عود آتی ہے تو وہ اپنے منتشر خیالات پر قابو پانے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرتا۔ وہ چاہے تو ایک ثانیہ میں اپنے تمام فکری و فنی خیالات کو ذہن سے خارج کر کے اپنے حسب منشا خیالات میں غرق ہو سکتا ہے۔

جب آپ اپنے شعور اور لاشعور طالع کو چمکے جلتے ہیں اور ذہن کی لہریں آپ کی توجہ پر عمل کرنے لگتی ہیں یقیناً اس مقام تک پہنچنے کے لئے آپ کو استغراق عمل کی ایک طویل نشست سے گزرنا ہوگا۔ اپنے ذہن کو کیسوٹی سے توجہ دینی ہوگی۔ یہ

یہ ایک صبر آزما اور دقت طلب مسئلہ ہے، لیکن آپ کی محنت و ارادے کی سچائی کے سامنے ناممکن نہیں۔ جب آپ اس مقام پر پہنچ جائیں اس لمحے مراقبہ کو طول دے کر خود کو اس میں غرق کر دیں یہاں تک کہ آپ پر نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری ہونے لگے۔ اس لمحے آپ اپنے خیال کو آزادی کے ساتھ کائنات کے رنگوں میں بکیر دیں۔ جب رنگ سمٹ کر رخصت ہو جائیں اور ذہن کا مطلع شفاف ہو اس لمحے آپ اپنی منشاء کے مطابق اس شخص کا تصور کر لیں جس سے آپ مخاطب ہونا چاہتے ہیں۔

اب آپ کو اپنی کیسوٹی سے کام لینا ہے لاشعور کی پوشیدہ قوتوں کو ہر امت دیں اور اس شخص کو مخاطب کریں اور پھر آپ چاہتے ہیں اس سے توجہ دیں کہ اس لمحے آپ کی حسب منشا جمل ہو گا۔

آپ یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے ٹیلی ویژن کا یہی طریقہ ہے

اللہ حافظ

مسلم اعظمی

پس رحم فرما۔۔۔۔۔ آمین

انگریزی

بین الاقوامی زبان جو ہر جگہ سمجھی اور بولی جاتی ہے

READ & LEARN
INTERNATIONAL
ENGLISH

ایک بہترین کتاب
انگریزی پڑھنے اور بولنے کے لیے

ان کی اس کتاب کو پڑھ کر آپ کی زبان بولنے کی صلاحیت بڑھے گی

پہلی بار شائع ۲۰۰۱ء قیمت ۲۹ روپے

By Saider Shaheen
Roshan Ali

صاحبزادہ الکاتب نذاری، لاہور

اردو بازار لاہور

7320310

